

عمران سیریز

سلورگرل

حصہ اول + دوم

منظہر کلیم

پاکستانی پوائنٹ

مگر ہر فرعون نے راموسی کے مطالبے ان مجرموں کے مقابلے
میں جب علم اسے جیسے لوگ آڑے آجائیں تو یقیناً ایک خونخوار
تجربہ کار، زبردست ایکٹو اور سنسنی خیز سپن سے بھرپور
کہانی کا مانا بنا کر بخود بننا چلا جاتا ہے۔

یہی اس کہانی کا موضوع ہے اور مجھے یقین ہے کہ
اسے قدر منفرد اور دلچسپ کہانی ثابت ہوئے آپ نے پہلے پڑھی ہو۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

وہ بے اختیار اُس کی طرف جھکا اور پھر جھٹکا ہی چلا گیا۔ اس کی کمر میں جیسے گرم
لوہے کی سلاخ تھرتھرتی ہو رہی ہو۔ رکوع کی حالت میں پہنچ کر چانک اس نے سنبھلنے کی کوشش
کی مگر اس کے قدم اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے اور پھر اس کی آنکھیں خوف اور دہشت کی شدت
سے چمٹتی چلی گئیں۔ سانس ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اس کی تہ میں گرم لادے کی دلدل میں
رہی تھی اپنا منہ پھاڑے وجود بھی اس نے آخری بار زندگی بچانے کی بھرپور کوشش کی مگر
بے سود۔ وہ ہوا میں ناچ رہا تھا۔ اس کے بازو ہوا میں پھیل چکے تھے جیسے
وہ کسی نادیہ چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو مگر بلا حاصل۔ اور پھر زمین اس کے
تدوین میں یکدم جکھی چلی گئی اور وہ ایک لمحے کے علاوہ اس کا اور پھر اس کی دہشتناک
حویں پیش سے اس پاس کی پہاڑیاں گونج اٹھیں وہ ایک حیرت کے کی طرح اڑتا ہوا اپنے
موجود گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

اس کی پہچ کی بازگشت چند گھنٹوں تک یہاں کے لوگوں میں پھرتی رہی اور پھر وہ بھی سبکدستی ہوئی۔ دوسری گھنٹی — اب دریاں مکمل سناٹا تھا — کامل سکوت موت کی گڑبڑاں اڑھا رہی تھیں۔

اچانک اس سوت کو ایک انسانی آواز نے توڑا۔
سُت میں ایک اور غبر کم ہو گیا۔

پھر سامنے کی پہاڑی میں موجود ایک کافی بڑی چٹان کے قریب سے چار افراد باہر نکل آئے۔

ان میں سے ایک کے ہاتھوں میں دو مار لافٹ موجود تھی۔ وہ چاروں نیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑی سے اس کو نے کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ جہاں سے ابھی ابھی وہ شخص نیچے گرنا تھا۔ اس کو نے یہ سچ کر وہ چاروں دھک لئے اور پھر نیچے دیکھنے لگے ہزاروں فٹ نیچے گرم لادے کی دلدل اُبل رہی تھی اور اب تک تو شاید اس شخص کی ہڈیاں ملک بھی لادے کی شکل اختیار کر چکی ہوں گی۔

”آج بہت دنوں بعد موقع ملا تھا میرا پنج نکلتا تھا اور پانچ میخیم پر چڑھ کر
درختا تھا۔“

بلڈاٹک کی شکل دے دو جو ان نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا
 • اہل براہین جو کو اطلاس دے دیا کہ وہ سب ریڈ کو اٹریس کا میاں کی اطلال
 مردے ۔۔۔ دوسرے فوجان نے جواب دیا جس کے تنگ ملتھے پر زخم کا ایک
 پھیرا نشان اس کی شکل پر کراہت کی چھاپ لگے ہوئے تھا۔

بلڈاگ کی شکل والے نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سمجھ ایک سگریٹ کیس نکالا۔ سگریٹ کیس پر ایک نہایت خوبصورت نیم عمریاء لڑکی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ اس لیے میں جواب دیا۔

چوتھیں چیز ادور — منجانی کو انے سوال کیا
منجیون فیہ اوٹ کر دیا گیا اس ادور — منجیون نے پرمسرت

وہ بہت رات ہے دُور۔۔۔ منگلتے بھیج میں پوچھا گیا
بھیج نہ منٹ سے پہلے یہ کارنامہ انجام دیا ہے اور اور۔۔۔ "نمبر نمونہ"

[illegible]

موجودہ — عمران نے نہکا را تعبیر اور محسوس پرے خیالی میں سریر ماکھ بھیننے
تے سورجنے کے بعد اس نے تیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور خبر ڈال کر کرنے
خبر دے

جیسے — عورتیں غصوں جھجے میں کہا

پیشینے آئیے کہ لفظ سنتے ہی ہو کھلا کر جواب دیا

یہ خونِ مہرِ زردونِ دُہلِ نورِ صیدی ملاؤ چاپِ سیکرٹ۔۔۔ عمران
 مجھ سے سینی نے کہا اے حوصم تھا کہ چاپِ سیکرٹ کا لفظ اسے سن کر پڑھے سنے کی گنج
 سے چند دنِ منتِ سر۔۔۔ آپریشن نے جواب دیا۔ عمران اس حد تک بخیر تھا

۱۱۔ جواب میں سہریا بھی نہیں۔

ایک سنت اُڑنے سے پہلے ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز گونجی

— سائنس اور فزکس اسپیکنگ —

بخشہ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر مخصوص لمحے میں جواب دیا۔

عمران دانش منزل کے مخصوص کمرے میں ایک بخت بڑی میز کے کچھ بیٹھا ایک سرخ رنگ کی نائل کے مٹھے میں بہترین غرق تھا اس کے مقابل میں میر کی دوسری طرف ایک زیر و خاموش بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا اس کی فوج پریشانی پر موجود شکستیں کسی گہری پریشانی کی غمازی کر رہی تھیں اور وہ کچھلے چند منٹ سے سانسے والی دیوار کو مسلسل گھور رہے چلا جا رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ اس کا دماغ کسی اوداد بیڑن میں مصروف

ایک طویل سانس لیتے ہوئے عمران نے نائل میز پر رکھی اود بلیک زیرو پر بھی
چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ مگر عمران کا چہرہ قطعاً سپاٹ تھا۔ — ہر قسم کے
عذرت سے ماری۔

”بلیک زبردیہ ناٹل تمہارے پاس کب پہنچی —“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے

”ادھر مشرکین جو خیریت —۔ کربل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اس ۔ جو کثرت فریدی مرے ہوں کو نہیں مارتا مارنے والوں کو مارتا ہے“ کربل فریدی ان کے بچے میں مرمی مدہ کرنا کئی تھی ۔“

”عمران سے بات کریں۔“ عمران نے اعیٹو ولے بھیجی کہا — کچھ بچہ ”اے اے آپ نے تو مرنے مارنے کی گردان ہی کر دی کیا آتش کل اعصاب پر ہو رہ مرحلت میں غماط رہنے کا عادی تھا اسے خیال تھا کہ کہیں آپ ریڑھ ٹاپ پکڑ کر موت سوار ہے۔“

”کہ: بدحواسی کا لسن ہی نہ اس نے یہ احتیاط کی تھی“ عمران نے بھی کو خوفزدہ نہاتے ہوئے کہا۔

۱۰۔ اچھا اچھا بات کرائیں۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی بھی شاید کما
 حال سمجھ گیا تھا۔ کرنل فریدی نے غصہ نہ ہوتے ہوئے کہا

جناب کریل نی جرنیل نی آپ کے مزاج کیسے ہیں۔۔۔ عمران اس پر اپنی ”یہ اس نے کہ میں نے سوچا کہ لوگوں کے اعصاب پر تو عودت سوار ہوئی ہے اس لیے میں بولا اور ساتھ ہی اس کے لیے میں اس کی مخصوص شفقت بھی ملود کرنا“ وہ آپ کے اعصاب تو ایک فنِ تصور پر بھی موٹ کا سایہ نہیں چڑ سکتا اس تھی اب چہرے پر وہ پہلے والی سنجیدگی کی عکس غالب ہو گئی تھی۔ جیسے تھیں کہ پروردہ ایم اے نے بولتا ہے اس کی جگہ اہلِ تربت نے سنبھال لی جو۔۔۔ عمران نے قہقہے کی جگہ سے سین بدل جاتا ہے۔

’کرنل جرنیل نہیں فرزند کرنل کہو تھوڑی سی انگریزی بھی پڑھ لو تو عاقبت درم
جائے گا۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا یہ عمر ان ہی تھا جس سے بات کرنا
بعض نوجوان جو حوا۔‘

وقت کرنل فریدی اپنے مخصوص رکھ رکھاؤ کو بالائے طاق رکھ دیتا تھا اور اسی کی کینٹین حمید عمران سے غار کھاتا تھا۔

تو کیا منکر ہوگا کہ اس قدر دیگر بکواسٹ میں کہ بغیر انگریزی کے حساب کتاب نہیں لگے۔ ویسے یہ بتا دیے کہ آپ نے دوسری جنگ عظیم میں کتنے مرے، جہاز، کھانسی، بہت سی تھیں، زمین فریڈ نے جڑی بھر پور طنز کی تھی۔

مارا تھا کہ آپ کو اعزازی کرل کا خطاب مل گیا۔
 عمران نے جھٹتے ہوئے کہا

ہی دل میں سکوار ہاتھا۔

”مطلب کی بات کر دفر زدمیر اوقت بہت قیمتی ہے“

کرل فریدی نے موضوع تبدیل کرتے ہوئے کہا

”کیا بھولا ہے۔ ناہے آپ کے اہل بلیک مارکیٹ میں کتنا شروع ہو گیا ہے

لبیس تو دو چار گرم دقت کے بھر کر بھجوا دوں۔ یہاں تو ہر شخص کے پاس امتنا
فالتو وقت ہے کہ بس پوچھیں نہ۔“

عمران نے حرب عادت زبان کی کھلبلی مٹانی شروع کر دی

”پھر ذری بخواس کیا میں سیور رکھ دوں۔“ کرل فریدی نے زچ ہوتے

ہوئے دمکی آئینہ لہجے میں کہا

”ارے ارے یہ کیا غضب کرتے ہیں میری بات تو نہیں۔“ یقین کیجئے اب

میں مرغانے کی جھٹک سنجیدہ ہوں۔“ عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اسے

علم تھا کہ کرل فریدی واقعی سیور رکھ دے گا اور اسے دوبارہ کال ملانی پڑے گی

”اٹل بولو۔“ کرل فریدی نے پوچھا

اس کے بیچ سے محسوس ہوا تھا کہ وہ سکوار ہے

”کیا آپ کے پاس یو۔ این سپیشل کرائم برانچ کی رپورٹ پہنچ گئی ہے سکورگل

کے سسٹم میں۔“ عمران نے جبری سنجیدگی سے سوال کیا

ان آج ہی مل ہے اور میں خود تم سے اس سسٹم میں بات کرنے کے متعلق

موجز اٹھا۔“ کرل فریدی نے بھی جواباً انتہائی سنجیدگی سے کہا

”تو کریں بات۔“ بھلا اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔“ عمران ایک

بے چہرہ چٹری سے اتر گیا۔

”سنجیدگی کی فرزند سنجیدگی۔“ یہ معاملہ انتہائی اہم اور نازک ہے۔“ کرل

فریدی نے اسے تیسیرہ کرتے ہوئے کہا

”آپ بھی کمال کرتے ہیں جھلا میں نے کب کہا ہے کہ معاملہ معمولی اور گرت ہے“

فریدی نے اہم اور نازک کے الفاظ کو پلیٹ دیا

”اس کے علاوہ میرے پاس ایک* پورٹ اور بھی پہنچی ہے وہ یہ کہ سکورگل

کی ایکشن کمیٹی نے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام دنیا کی اہم سیکرٹ سرورسز

نے ہیڈز اور اس ملک کے خزانہ کار جاسویوں کو بھی ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا جائے“

کرل فریدی نے اعتراف کرتے ہوئے کہا

”خاموش کر دیا جائے کیا ان سب کے منہ پر سائینسزٹ کر دیں گے۔“ عمران

نے جبری اطمینان سنجیدگی سے سوال کیا۔

”اور تہااری اطلاع کیلئے یہ بھی بتا دوں کہ اس لسٹ میں تہارا اور میرا نام بھی

موجود ہے اور نہ صرف تہارا بلکہ اسیٹ کا بھی کیا سمجھے؟“

کرل فریدی نے خوشگوار لہجے میں کہا اس کے بوجہ سے یوں محسوس ہوا تھا جیسے

ان کا نام ملک الموت کی لسٹ میں ہونے کی بجائے ٹوبل پرائمری بسٹ میں شامل ہو گیا ہو

”پلیزان سے کہہ دیں کہ ایشٹاکا نام بیشک پہلے نمبر پر رکھیں مگر مجھ بے ضرر کا نام

خدا کے لئے مٹا دیں اگر کسی ایسی شے دانی نہ ہو تو سب سے آخر میں رکھیں۔“ میں

آپ لوگوں کی جوابی کے صدمے میں ہی مر جاؤں گا۔“

عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انتہائی خوفزدہ ہو گیا اور آلتک میں از رش موجود تھی۔

”ایٹنگ رہنے دو اور مجھے بجیدگی سے بتاؤ کہ تم نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے۔
کرل فریدی نے تو رے ناگوار، لیجے میں جواب دیا

”سوچنا کیا ہے ظاہر ہے، حسیٹ مٹی کا بنا ہوا ہوں اتنی آسانی سے تو نہیں مڑتا اور
البتہ وہ سبکدوشی کے تحت مار دے تو شاید مرنے کے متعلق بجیدگی سے غور بھی کروں۔“
عران نے جواب دیا

”ٹھیک ہے فرزند تو چھسہ تیار رہو اور ذرا ہوشیار رہنا ابھی تک ان کی سرگرمی
صرت لپٹاپ ٹک ہی محدود ہیں لیکن جلد ہی وہ ایشیا میں بھی اپنی سرگرمیاں شروع
کرنے والے ہیں اور ایشیا میں ہم دو کٹے ہی ان کی نگرانی میں بیٹھ رہے ہیں۔“
کرل فریدی نے اسے تہنید کرتے ہوئے کہا

”میں کیوں ہونے لگا کا شا آپ اپنے متعلق تو یہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں مگر میں تو پھول
ہوں پھول۔“ عران نے مصنوعی ناراضگی سے کہا
”خوبی کا پھول۔“

کرل فریدی نے تہقیر لگاتے ہوئے کہا اور عران جھینپ گیا بعض اوقات کرل فریدی
ایسی بات کہہ جاتا تھا کہ عران جیسا شخص بھی بغلیں جھانکنے پر مجبور ہوجاتا تھا
”خاموش ہو گئے۔“ اچھا پھول صاحب نیٹے۔ میری حکومت متغیر ایک خصوصی
اجلاس اس سلسلے میں کرنے والی ہے نہیں معلوم ہے کہ کیوں۔ این۔ اوپنیش کرائم براؤچ
نے اس تنظیم کے خاتمے کے لئے ایک بہت بڑا پراجیکٹ بھی ساتھ رکھ دیا ہے یعنی دینکے نام
پڑے ٹپے مالک کا ۵ فیصد اسلحہ اور اقوام متحدہ کا ایک سال کا بجٹ بطور تحفہ کرل
فریدی نے کہا۔

”ان میں نے بھی پڑھا ہے مگر صاحب ہم تو لالچی نہیں ہیں البتہ یہ اور بات ہے
یہ تحفہ وصول کر کے حکومت کے حوالے کر دوں۔ کہ چلو لکھاؤ۔ یہ پور موح کر دتم بھی کیا یاد
زائے کس قائم طائی سے واسطہ پڑا تھا۔“
عران نے حب عادت چپکتے ہوئے کہا

”ٹھیک ہے تم بھی کو شش کر داب یہ تو اپنے اپنے مقدر کی بات ہے دیے ایک
بات بتا دوں یہ تحفہ ہر تہیت پریش نے حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور ہمیں معلوم ہے
کہ ان فریدی جس بات کا فیصلہ کرے دنیا کی کوئی طاقت اس کے رستے میں مددگار نہیں
ہی سکتی۔“

کرل فریدی بے حد سنجیدہ تھا۔

”ابھی میں نے تو فیصلہ نہیں کیا مگر آپ جانتے ہیں کہ ایسے تحفے بغیر فیصلہ کئے
میتھ تک پہنچ جاتے ہیں اب بتائیے اس میں کیا دوش۔“ عران نے بھی جڑن
بجیدگی سے جواب دیا

”وہ کرل فریدی کی بات کی تہ تک پہنچ گیا تھا۔
”ٹھیک ہے ہر حال کسی لائن آف ایکشن پر چلنے سے پہلے مجھے بات کرنا کہ اہم
بتادیں تو ہمیں اکٹھا ہونا چاہیئے۔“
کرل فریدی نے جواب دیا۔

”بہت بہتر میں تو ابتداء ہی کی انتہا تک بھی اکٹھے چلنے کا عادی ہوں بس آپ ہی
زمین سے کئی کاٹ جلتے ہیں۔“

عران نے طنز سے بھرپور لیجے میں جواب دیا

”اسے نہیں فرزند ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تو ایک اسکاٹنی بات کی تھی اگر میری حکومت نے اس میں پسپی مزی اور مجھے انفرادی طور پر کام کرنا پڑا تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں مگر تم سوچو اگر حکومت نے اس میں پسپی کی تو پھر یہ میرا قومی فرض بن جائے گا کو میں وہ تحفہ اپنے ملک کیلئے وصول کروں۔“

”کرل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا
”کوئی بات نہیں اگر آپ کی حکومت اس میں بھرپور پسپی سے تو میری درخواست ہے کہ انہیں میرا نام بھی ضرور تبادلوں کر میں بھی اس تحفہ میں پسپی سے رہا ہوں امید ہے کہ اگر سمجھا رہی ہو تو میں کانوں کو اٹھ رکھتا ہوں۔“
”عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

”بڑے ادب کے اور سب بوجھ فرزند آج کل۔ اب تو منہ نہیں بھی مانی شرم کر دیں
”کرل فریدی کے لیے میں ہلکا سا پاٹ پن تھا
”اڑنے بھی نہیں دیتا۔ یہ ظلم ناز۔ یہ ظلم ناز۔“
”عمران نے پشیمانیہ بیٹے
لوگوں کی طرح ان کی پیچھی۔

”اچھا خدا حافظ۔“
”اچانک دوسری صحت سے کرل فریدی نے کہا اور بالآخر جی نے اپنے کیلئے سرتور کو کش کر لی پڑتی ہے۔“
”یو، این اوپیش

”بیس ایک ہی تان میں بھاگ جی ابھی تو میں نے گلی کی گزاریوں کو حرکت سمجھو تو میں اس کو حاصل کرنے کیلئے سر دھڑکی بازی لگا دیں گی بھلا سوچو دنیا کے تمام بڑے نہیں دی تھی۔ یہ تان تو ان گریوں میں تیل ڈالنے کیلئے لگائی تھی۔“
”عمران نے یہ لہجہ لہا کا ۵ فیصد اسکو اور اقلیم متحدہ کا ایک سال کا بیٹ کشنا بڑا لایچ ہے۔ جو رکھتے ہوئے خود کلاوی کی۔

”اس کا مطلب ہے کرل فریدی صاحب کے ساتھ مقابلہ ہونے کا امکان ہے
”خود وہ راتوں رات اتنے خوش حال ہو جائیں گے۔ کہ جیسے ان کے ہاتھ میں اللہ دین کے

بیسٹ زیر پیلو بار بار

”وہ تریب میٹھا تلم گفتگو میں رہا تھا۔

”مقدور کیسا بھی یہ تو اپنے اپنے زور کی بات ہے۔ تمام دنیا کے جاسوس زور آزمائیں
”جے۔ بی۔ اس میں کس پہلو ان کی ہیبت ہوتی ہے یہ تو وقت بتلائے گا۔“
”عمران نے
”مقدور کیسا بھی یہ تو اپنے اپنے زور کی بات ہے۔ تمام دنیا کے جاسوس سے لائن بدل کر پہلو انوں کا ذکر کر دیا
”بیک زیر و خاموش رہا۔“
”وہ سوچ رہا تھا کہ کم از کم ایشیا میں تو ان کا بار
”است مقابل کرل منہ دیتا سے ہوگا۔

”کی ہماری حکومت اس تحفہ کو وصول کرنے کیلئے ہم پر زور دے گی۔“
”اچانک
”بیک خیال آتے ہی بلیک زیر و سوال می

”بلیک زیر و پاکیشیا ہویا نیدر لینڈ دونوں ترقی پذیر ملک ہیں اور آج کل کے
”اور میں سر ترقی پذیر ملک کو کسی مقام تک پہنچنے کیلئے بے پناہ اسکو اور ہمنار دولت
”عمران نے پشیمانیہ بیٹے
”بڑی طاقتیں اسکو دیتے وقت اور دولت دیتے وقت اپنی مخصوص شرا

”فکرتی ہیں جس سے اس ملک کو اس طاقت کا حاشیہ بڑو بن کر رہنا پڑتا ہے چنانچہ
”یو، این اوپیش
”اچانک دوسری صحت سے کرل فریدی نے کہا اور بالآخر جی نے اپنے کیلئے سرتور کو کش کر لی پڑتی ہے۔“
”یو، این اوپیش

”بیس ایک ہی تان میں بھاگ جی ابھی تو میں نے گلی کی گزاریوں کو حرکت سمجھو تو میں اس کو حاصل کرنے کیلئے سر دھڑکی بازی لگا دیں گی بھلا سوچو دنیا کے تمام بڑے نہیں دی تھی۔ یہ تان تو ان گریوں میں تیل ڈالنے کیلئے لگائی تھی۔“
”عمران نے یہ لہجہ لہا کا ۵ فیصد اسکو اور اقلیم متحدہ کا ایک سال کا بیٹ کشنا بڑا لایچ ہے۔ جو رکھتے ہوئے خود کلاوی کی۔

”اس کا مطلب ہے کرل فریدی صاحب کے ساتھ مقابلہ ہونے کا امکان ہے
”خود وہ راتوں رات اتنے خوش حال ہو جائیں گے۔ کہ جیسے ان کے ہاتھ میں اللہ دین کے

جراخ والا جتن آگیا ہو —

”میں سمجھ گیا عمران صاحب — بہر حال آپ کو فیصلہ بھی کریں وہ یقیناً مناسب ہوگا مگر میری بات سن لیں کہ اگر آپ نے پچھپی نہ لی تو میں ذاتی طور پر کس کس کیس پر کام کروں گا اور پھر چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے یہ الغام میں اپنی قوم کو ضرور دلاؤں گا —“

بلیک زبرد جذبات میں آگیا

”دعویٰ و دعویٰ — شاق شاقی —“ عمران نے مسکرتے ہوئے فاس پتہ دیا

کے بیچے میں کہا

”جذبات میں نہ آؤ کیا تم علی عمران کا کسی میدان میں پیچھے ہٹنے کا تصور کر سکتے ہو او

پھر جب معاملہ پوری قوم کی ترقی اور خوشحالی کا ہو تو کون کا فراس میں متاثر ہوتے؟

عمران نے سخت لہجہ میں کہا

”معافی چاہتا ہوں جناب منجانب سے کیوں مجھے جوش آگیا تھا۔“ بلیک زبرد نے جھینپ کر کم

”شکر کرو جوش کے ساتھ ساتھ جلد ہی جوش بھی آگیا۔“ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا

پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں سر سلطان سے ملنے جا رہا ہوں اس سلسلے میں میں ان سے تفصیلی بات چیت کروں گا

تم تمام ممبران کی میٹنگ کال کرو میں فون پر رہیں سرکاری فیصلے کی اطلاع کروں گا پھر تم

ممبران کو رسی کی روشنی میں ہدایت جاری کرو یا ہمیں فوری کام شروع کرو یا چاہیے۔“

عمران نے حکم دیا اور پھر نیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا

یہ ایک بہت بڑا اہل تھا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کے بیٹھے کا انتظام کیا

”یہ تھا۔“ ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی قومی کنونشن منعقد کیا جا رہا ہو کہ کسیوں کی ترتیب

اس طرح کی گئی تھی کہ سب لوگ ایک سہل دارے میں بیٹھے اور ان میں سے کوئی بھی

تعلیم پذیر شخص محسوس نہ کرتا۔ یہ ایشیا کے بہت بڑے صنعتی ملک کا دار الخلافہ تھا اور

یہ ان اس کے سب سے بڑے اور جدید ترین ہوٹل سیکور گزل کے تہہ خانوں میں واقع

تھا۔ یہ ہوٹل ابھی حال ہی میں تعمیر ہوا تھا۔ اور اب تک ایشیا کا سب سے بڑا

ہوٹل خیال کیا جاتا تھا اس میں ہر وہ کام اعلیٰ چمکانے پر ہوتا تھا جس کو

میتاشی کی حدود میں شمل کیا جا سکتا ہے اس ملک کے بہت بڑے بڑے متعلقہ

اداروں سے ملکوں کے رئیس اس ہوٹل میں بیٹھ کر جواہر لکھنے میں فخر محسوس کرتے

تھے چنانچہ ہر ذات یہاں کرڈروں کا ہیر پھیر ہوتا تھا اور ہوٹل کے منتظمین نے

جو حکومت سے باقاعدہ لائسنس لیا ہوا تھا اس لئے ہر کام کھٹے بندوں ہوتا کرتا تھا۔

ہال کے باہر سرخ بلب لگا ہوا تھا جو فی الحال بجھا ہوا تھا دروازے پر دو آدمی سیٹیں لگیں۔ کڑے ہوئے تھے ان کے پہروں پر ایک ہی نظر ڈالنا سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ زیر زمین حرام پیشہ اندامیں کسی نمایاں حیثیت کے حامل ہوں گے۔

دروازے کے سامنے ایک فراخ گیلری تھی اور اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر اس میں سے باری باری لوگ اندر آئے شروع ہو گئے ہال کے دروازے کے باہر کھڑے محافظوں نے ان کے کارڈ چیک کئے اور پھر انہیں اندر جانے کی اجازت دے دی آہستہ آہستہ ہال بھرنا چلا گیا ہر آدمی اپنی مخصوص الاٹ کردہ کرسی پر بیٹھا چلا گیا۔ وہ سب ایشیائے مختلف ممالک سے آئے تھے اور ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر اپنے اپنے ملک کا مشہور ترین اور شہرت ناک ترین مجرم تھا دوسرے لغظوں میں اس ہال میں اس وقت ایشیائے تمام نامی گرامی مجرم پیشہ لکھے ہوئے تھے۔

پھر آخری آدمی بھی اندر چلا گیا اور محافظوں نے دروازہ بند کر کے اس کا محصور کر دیا۔

تالا بند کر دیا۔ تالا بند ہوتے ہی باہر لگا ہوا سرخ بلب جل اٹھا۔

وہ سب لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے تھے اچانک درمیان میں پڑی ہوئی میز درمیان سے سٹٹی چلی گئی اور اس میں سے ایک مہبت بڑا

آپ میں سے ہر ایک کو آپ کے ملک کے ہیڈ نوٹرز کا سربراہ مقرر کیا

آپ میں سے ہر ایک کو آپ کے ملک کے ہیڈ نوٹرز کا سربراہ مقرر کیا

جاتا ہے آپ اپنے ملک میں رسد گرل کے بقاعدہ نمائندے ہوں گے اور اس کے احکامات کی مکمل تعمیل کرنی آپ کا فرض — کیا آپ کو منظور ہے —
جیسے اٹوارٹ نے کہا۔
منظور ہے۔

سب نے بیک وقت جواب دیا

، دیری گڈ — اس کے متعلق تفصیلی آرڈر تحریری طور پر آپ کو پہنچ جائیگا
گے۔ ایک اہم فیصلہ جو کیا گیا ہے اس کے متعلق میں آپ سے خاص طور پر کچھ کہنا
چاہتا ہوں —

ہماری ایشین کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دنیا کے تمام ممالک میں موجود ایسے جاسوس
یا سیکرٹ سروس کے ممبر جو ہم لوگوں کے مقابلے میں آتے رہتے ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے
تا کہ ہم سب اپنے مفاد کو اطمینان سے پورے کر سکیں اور ہماری تنظیم دن بدن اتنی طاقتور
ہوتی چلی جائے کہ پھر یورپی دنیا کے جاسوس مل کر بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور
ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا کا ٹرولر ہمارے ہاتھ میں ہوگا اور یہی ہمارا اصل
مقصود ہے اور — جس اٹوارٹ نے کہا

، ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے دیا ہی ہوگا ہم بھی ایسے لوگوں سے بے حد
تنگ تھے مگر ہم ان کا اس لئے کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے تھے کہ ہماری پشت پر کوئی طاقتور
ہاتھ نہیں تھا اب جبکہ ہماری پشت پر رسد گرل ہوگی تو ہم انہیں مکھی کی طرح
مسل دیں گے —

ان میں سے ایک کیم شیم ہوی نے کہا

یورپ میں تو ہم نے ہمارے روائی شروع کر دی ہے اور ہمارے آدمی اس
سے میں خاصے کامیاب جارہے ہیں آپ کو میں ایک خوشخبری سناؤں کہ ابھی ابھی
میں اطلاع ملی ہے کہ کچھ آدمیوں نے یورپ کے چوٹی کے جاسوس روناڈ شیلر
تو ایک پہاڑی پر گھر کر گولی مار دی اور اس کی لاش پہاڑی سے ہزاروں فٹ
نیچے گرم لادے کی دلدل میں پھینک دی — اب روناڈ شیلر جس سے
یورپ کے تمام جرائم پیشہ کا پتہ تھے، ہمیشہ کیلئے صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا گیا
ہے اور یہ ہماری تنظیم کا پہلا بڑا کارنامہ ہے اور — جس اٹوارٹ نے
خبر یہ بھی میں کہا۔

اور اس کے یہ بات کرتے ہی پورے ہل میں سرگت اور خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی
برخص جبرت سے ایک دوسرے کا منہ تھک رہا تھا۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ
واقعی وہ جبروت روناڈ شیلر مارا جا چکا ہے لیکن انہیں یقین تھا کہ جیسے اٹوارٹ
تجربہ نہیں بول سکتا اس لئے ان کی آنکھوں میں خوشی کے دھبے سے جل
اٹھے ان کا ایک بہت بڑا دشمن ختم ہو چکا ہے۔

، جہاں تک ہماری اطلاع کا تعلق ہے ایشیا میں تین افراد ایسے ہیں جو ہماری
تنظیم کیلئے انتہائی خطرناک ہیں ممبر اینڈریو نیگل جس کا چیف کرنل ذرنی -
نمبر ۲ پائیشیا کی سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ اور نمبر ۲ پائیشیا کا ری ایکٹ
اتن آدمی علی عمران - کیا ہماری اطلاع صحیح ہے اور — جس اٹوارٹ نے
سوال کیا۔

، جی ہاں جناب آپ کی اطلاع قطعی صحیح ہے میرے ملک پائیشیا میں یہ دونوں

سے متعلق تفصیلی بیانات ہمیں دیں مل جائیں گی اور ان سربراہانِ جہت
ہیں نہ فریڈرل فریڈی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اور —
جیسٹس الوارڈ ٹراب نیدرلینڈ کے بھٹالے سے مخاطب ہوا

پرنس ظفر نے جو کچھ ان دو آدمیوں کے متعلق بتلایا ہے اسے ایک سو سے
بڑے دیں آپ کو کرنل فریڈی کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا کرنل فریڈی
ان دونوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اے سلورڈ
لی جنٹ بھی سنج گئی تو وہ اس پوری تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش
شرع کرے گا۔ اور کرنل مسیری کے متعلق مشہور ہے کہ وہ آج تک ناکام نہیں
ہوا ناکامی کا لفظ اس کے مقدر میں دکھایا نہیں گیا —

بھٹالے نے جواب دیا

» وہ اس کا مطلب ہے ہماری اطلاعات قطعی صحیح ہیں بہر حال اب ہمیں
فریڈی سے پتہ ہے اور سلورڈ کے متعلق تمام اندیشے ذہن سے کھنچ ڈالو۔ یہ
تہی بڑی اور اتنی منظم تنظیم ہے کہ پوری دنیا کے جاسوس مل کر بھی اس کا بال بیکا
نہیں کر سکتے اور —

جیسٹس الوارڈ نے طنز یہ لہجے میں کہا

» ہم یقین ہے جناب میں پوری کوشش کر دوں گا — کہ کرنل فریڈی کو
راتے سے ہٹا سکوں —

بھٹالے نے جواب دیا

» اور کے اب آپ لوگ جانتے ہیں تنظیم کے متعلق تمام کوائف آپ کو مل

انفرادی زمین دینا کے لئے ملک الموت کا درجہ رکھتے ہیں اور پھر ہم ہی کیا دنیا
کے نامی گرامی مجرم اور جاسوس ان دونوں کے انھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں
میں یہ قطعی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ جب تک پاکیشیا کو ان دونوں سے چپٹکا رہا نہیں
مل جاتا ہماری تنظیم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی —

ایک گندی رنگ کے نوجوان نے اٹھ کر کہا۔ یہ پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا
بادشاہ پرنس ظفر تھا اس کے متعلق مشہور تھا کہ پاکیشیا میں ہونے والے ہر مقامی
جرم میں اس کا یا اس کے گردہ کا ضرور ہاتھ ہوتا ہے۔

» پرنس ظفر تم ان دونوں سے ضرورت سے زیادہ مرعوب ہو تم پاکیشیا میں
تنظیم کے سربراہ مقرر ہو چکے ہو اس لئے ہمیں اتنی مرعوبیت کا اظہار نہیں کرنا
چاہیے اب پوری دنیا کے جرائم پیشہ افراد کا تعاون تمہارے ساتھ ہو گا۔ تمہاری
طاقت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ تم اگر چھوٹی سی بہت بڑا تو ان دونوں کو
بڑی آسانی سے ختم کر سکتے ہو اور —

جیسٹس الوارڈ نے تلخ لہجے میں جواب دیا

» صاف گوئی کی معافی چاہتا ہوں جناب دراصل میں نے اس لئے ان کی
اہمیت پر بددستی ڈالی تھی تاکہ آپ کے سوال کا جواب دے سکوں کہ آیا آپ کی
اطلاعات صحیح ہے یا غلط — پرنس ظفر نے تدریس معجب لہجے میں جواب دیا
» اوکے پرنس ظفر فیصلہ ہو گیا ہمیں ہر قسم کے اختیارات دیئے جائیں گے
اور پاکیشیا میں تمہارا پہلا مشن یہی ہو گا کہ تم ان دونوں کو ختم کر دو اگر ضرورت
پڑی تو سلورڈ کے اپنا مخصوص نمائندہ تمہارے تعاون کیلئے وہاں بھیجے گی

جائیں گے کہ آپ نے اپنے اپنے ملکوں میں منظم کے ہیڈ کوارٹر سب ہیڈ کوارٹر اور گروپ کے لئے تشکیلی دینے ہیں اور جو لوگ جرائم کے مختلف پیشوں سے منسلک ہیں انہیں یک مربوط کرنا ہے تاکہ یہ تمام نظام ایک ساتھ ساتھ ایک طریقہ سے چل سکے۔ اور
ایڈ آئل۔

آواز آتی بند ہو گئی اور پھر ٹرانسٹریز کے اندر آتا چلا گیا چند لمحوں بعد میز کی برابر ہو گئی اب کوئی محسوس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس میز کے اندر آتا ٹرانسٹریز وہ ہے سب لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر باری باری میٹنگ ہال سے باہر نکلے پہلے گئے وہ سب آپس میں بڑے مسرت آمیز لہجے سے باتیں بھی کر رہے تھے کیونکہ انہیں اپنا مستقبل شاندار نظر آ رہا تھا مگر بھاگل اور پرنس ظفر کسی گہری سوچ میں غرق تھے کیونکہ یہ انہیں علم تھا کہ ان کو کتنی کڑی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے

عمران اور سر سلطان صدر مملکت کے کمرے میں موجود تھے عمران اس وقت قلب لگائے بیٹھا تھا چند لمحوں بعد صدر مملکت اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان تو غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے مگر اچھوٹے ذرا سا اٹھ کر صرف شہیدوں میں نام کھوانا کافی سمجھا، تشریف رکھئے۔۔۔ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا سر سلطان نے
مشرخ رنگ کی ایک نامل صدر مملکت کے سامنے رکھ دی

صدر مملکت نے نامل کا بغور مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں تک کمرے میں تھا کسی طاری رہی پھر صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نامل بند کر دی۔

مشرخ لٹو۔ آپ نے یہ نامل پڑھ لی ہے۔ صدر مملکت براہ راست عمران سے مخاطب ہوئے۔

”بادشاہ میں نے پڑھ لی ہے میں نے سرسلطان کے ساتھ اس معاملے میں تفصیل بحث کی ہے صرف آپ کی فائل رائے لینی تھی۔“ عمران نے ایکٹو کے ٹھکانے پر بیچے میں کہا۔

”سر میرے کیس بے حد سیریس ہے مجھوں کی یہ عالمی تنظیم ہر ملک کیلئے زبردستی ہے اس سے یہ۔“ این۔ نے کی پیشی کراؤم پر باغی نے اس پر ہنگامی میٹنگ اور اس کے فوری سہ باب کے لئے چند فیصلے کیے چونکہ یہ پوری دنیا کا مشترکہ مسئلہ ہے اس لئے ہر ملک کی سیکرٹ سرورس اس عالمی تنظیم کے خلاف کام کرے گی مگر اس کے ساتھ ہی یہ۔“ این۔ نے کامیاب ہونے والی سیکرٹ سرورس کو ایک بہت بڑے انعام کا لالچہ بھی دیا ہے یعنی تمام دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے اس کا ۵ فیصد اور اقوام متحدہ کا ایک سال کا بجٹ۔“

سرسلطان نے صدر مملکت کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا ”واقعی یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ شاید اس سے بڑے انعام کا تصور بھی نہ کیا جائے۔“ صدر مملکت نے متاثر ہو جانے والے بیچے میں کہا ”نچی ہاں۔“ اسی لئے ایکٹو صاحب کا خیال ہے کہ یہ انعام نہیں حاصل کر سکتے۔“ چاہئے۔“ سرسلطان نے کہا

”کاش ایسا ہو جائے تو ملک کے تمام دلدار دور ہو جائیں گے۔“ صدر مملکت نے حسرت آمیز بیچے میں کہا

”آپ کو اس میں شک ہے۔“ عمران نے دوسرے نگوار بیچے میں کہا ”ظاہر ہے اس نے کپوری دنیا کے ملک اس انعام کو حاصل کرنے کی جان آ

”نیت۔“ اور پھر جسے جسے ممالک کی سیکرٹ سرورسز کے پاس جدید ترین بحث میں۔“ سرشمار مجھے بڑے جاسوس اور ان کے دسائے بھی لا محدود ہیں اس صورت میں تمام دنیا کو کاٹ کر ہمارا انعام لے جانا خوش فہمی کے سوا اور کیا ہے

”خفت نے اپنے خدشے کا اظہار پوری تفصیل سے کر دیا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایکٹو سے پرامید نہیں ہیں۔“ عمران خاموش بیٹھا تھا۔

”امید کی کوئی بات نہیں ہے سمان کو تو ہر لمحے پرامید رہنا چاہئے میں نے تو صرف ایک خدشے کا اظہار کیا تھا۔“ صدر مملکت کو احساس ہوا کہ انہوں نے یہ بات کر کے براہ راست ایکٹو کی توہین کی ہے۔ اس لئے انہوں نے بات ختم کر دینی چاہی۔“

جب صدر میں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں یہ تو آئندہ دنوں میں دیکھنا پڑے گا کہ بڑے بڑے دسائے والی سیکرٹ سرورسز اس کیس میں کامیاب ہوتی ہیں یا ہم۔“ الٹرے آنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ دسائے اور آلات کی کچھ نہیں ہوتے انسانی دماغ ان سے کہیں افضل ہے۔“ عمران نے پاٹ بیچے میں کہا

”مٹر ایکٹو آپ میری بات کا جڑنا مائن میں انتہائی صاف گودا قع ہوا ہوں لیچہ میرے ذہن میں آتا ہے میں اسے لگی پٹی لیچہ کہہ دیتا ہوں میں نے صرف ایک خدشے کا اظہار کیا تھا بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ انعام ہمارے ملک کو ملے تو یوں سمجھئے کہ ہمارا ملک دنیا کے بڑے ممالک کی صف میں آجائے

گاہ۔ اسلئے کے لحاظ سے بھی اور اقتصادی ترقی کے لحاظ سے بھی۔ اور میر
آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس انعام کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش
کریں۔۔۔ صدر مملکت نے کہا

”آپ حکم دے سکتے ہیں جناب اور آپ سے حکم لینے کیلئے ہم یہاں آئے ہیں
سر سلطان نے نوڈ بانہ بیچے میں کہا

”یہ حکم نہیں بلکہ مسٹر ایٹھو پور پاکستان کے پورے عوام کی طرف سے ذمہ داری
ہے کہ وہ اس ملک کے عوام کی مفی کو خوشحالی میں بدل دیں۔۔۔“

صدر مملکت نے ایٹھو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
”آپ نے نکر دیں جناب میں اور میرے ساتھی اپنی جان کی بازی لگا کر بھی
کیس میں کامیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

عرمان نے سپاٹ لیجے میں جواب دیا
”آپ تعین کریں مسٹر ایٹھو پوری قوم کی نیک قوتیں آپ کے ساتھ ہوں گے

اور اس کے علاوہ ملک کے ہر ممکن وسائل آپ استعمال کر سکتے ہیں اس سلسلے میں آپ
کو ہر قسم کی آزادی ہوگی آپ اگر چاہیں تو میں اس سلسلے میں ایک پیشل آرڈر بھی پیش
کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔“

صدر مملکت نے ٹری فراخ دلی سے کہا
”دیئے تو اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں لیکن سابقہ صدر نے ایک بار نیز علی

مناصر کی شہر سپیکٹ سروس کو معطل کر دیا تھا چنانچہ اس کے دتار کو غاصا دھچکو
پہنچا تھا اس لئے میں مجتہا ہوں کہ آپ ایک سپیشل سرکلر ایشو کو دیں کہ سپیکٹ سروس کو

یہ سروس دن منٹ نوٹس پر ہر تعاون ملنا چاہیئے۔۔۔ عرمان نے کہا
”دکے میں آج ہی یہ سرکلر ایشو کو اردوں گا اس کے علاوہ اگر کہیں غیر معمولی امداد
چاہت ہے تو میں خود بھی دن منٹ نوٹس پر آپ سے تعاون کرنے کیلئے تیار ہوں
صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا

”تھیلک یو سروس آئے پر آپ کو بھی تکلف دیکھا گیا۔۔۔“
ثرین نے جواب دیا

”اس میں تکلف کی بات نہیں جو کام آپ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں میری زندگی کا
مقصد بھی وہی ہے۔۔۔“ صدر مملکت نے کہا

”اد کے اب آپ سرکاری طور پر یہ کیس میرے محکمہ کو ریفر کریں تاکہ میں آج
ہی سے اپنی کارروائی شروع کر دوں۔۔۔“ عرمان نے کہا

”بہتر۔۔۔“ صدر مملکت نے جواب دیا
اب اجازت دیجئے۔۔۔“ عرمان اٹھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ ہی سر سلطان

در صدر مملکت بھی اٹھ کھڑے ہوئے اد پھر عرمان اور سر سلطان صدر سے مصافحہ
کے کرے سے باہر نکل گئے۔

نے جیسے ہی دروازہ کھولا وہ اس طرح اٹھلا جیسے دروازہ نہ کھلا ہو اس کے پیروں میں
بے چٹ پڑا ہوا چانک اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر خاصے زور سے کار کی چھت سے
مٹ گیا۔ ہاتھ سے رسلا نیچے گر چکا تھا۔

کرنل فریدی اس کی طرف توجہ دیتے بغیر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر
دوسرے لمبے گاڑی اشارت ہو گئی۔

کیپٹن حمید چنڈے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کنکھوں سے کرنل فریدی کی
حالت دیکھتا رہا مگر اس تمام اداکاری کا جب اس نے کوئی رد عمل نہ دیکھا تو جیسے ہوئے
مہل کر رسلا اٹھایا۔ گاڑی اب پریڈنٹ ہاؤس سے نکل کر سڑک پر پہنچ چکی تھی
، کیا بات ہے کیا نصیب دشمن طبیعت کچھ ضرورت سے زیادہ ٹھیک ہے۔

کیپٹن حمید نے بڑی مصومیت سے سوال کیا
"خاموش رہو۔ میں سسڈر گرل کے متعلق سوچ رہا ہوں۔"

کرنل فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا
"اے اے اسے کار روکنے کا ارادہ کئے۔" کیپٹن حمید ایک دم چیخ پڑا۔ اس
کا انداز کچھ اس قسم کا تھا کہ کرنل فریدی کا لیرے اعتبار بلیک پر پڑ گیا اور ڈائریکٹ
طویل چیخ مار کر سڑک کے سینے سے چرٹ گئے

"آپ نے ابھی کیا کہا ہے ذرا ایک بار پھر کہیے یا خدا کی میسر ہو اس سلامت
ہیں۔" کیپٹن حمید کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ بار
بار اپنے بازو پر چشموں کا بھرہا تھا جیسے اطمینان کر رہا ہو کہ وہ خواب تو نہیں
دیکھ رہا۔

کرنل فریدی جب ٹینک ال سے باہر نکلا تو اس کے بائیں چہرے پر نگرہ ترسہ
آثار نمایاں تھے کیونکہ حکومت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کرنل فریدی نے یہ انعام ہر قیمت پر
حاصل کرنا ہے اب یہ دزداری کرنل فریدی کی جتنی کہ وہ ہر قیمت پر اپنی حکومت کی
توانت پر پورا ترسے اسے علم تھا کہ اس کیس میں اگر اس کہیں پریشانی کا سامنا کرنا
پڑا تو وہ صرف عمران کی مداخلت ہوگی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ اتنی تیزی اور سہولت
سے کام کرے کہ عمران کے مارگٹ پر پہنچنے سے پہلے وہ ہاتھ صاف کرے صرف بچو
ایک صورت تھی جس سے وہ اپنی کامیابی کو یقینی بنا سکتا تھا۔

ٹینک ال سے باہر نکلے وقت اس کے ذہن میں یہ خیالات گردش کرنے لگے تھے
پلوتج میں پہنچنے تک وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اس نے ہر قیمت پر یہ کیس جیت لے۔

کیپٹن حمید ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ایک امریکن رسلے میں گم تھا کرنل فریدی

یہی بی عجزہ چاہیے۔

کیپٹن حمید کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں دے رہی تھی
 کیا تم کچھ عرصہ کیلئے اپنی زبان کو لگام نہیں دے سکتے۔ کرنل فریدی نے
 مصحف سے ہونے کہا

جناب کرنل صاحب اب زمانہ ماڈرن ہو گیا ہے۔ اب لگام دینا کا دھندا
 پھر بیٹے اتنی بھی کیا جوت پندی اب تو بچیوں کا دوسرے اور آپ ابھی تک لگام
 سنبھالنے کی طرح کرتے پھر رہے ہیں۔

کیپٹن حمید نے بڑے نفسیانہ انداز میں کہا
 تمہاری زبان بہت کھلتی جا رہی ہے کیا اب تمہیں تمبر بھی سکھانی پڑے گی۔
 کرنل فریدی کو کافی غصہ آ گیا تھا۔

اورہ صاف کیلئے دراصل زمانہ ہی بے لگام ہو گیا ہے۔ میرا کیا قصور۔ لیکن
 جناب غصہ دکھا کر مجھے سسور گول کے موضوع سے ہٹا نہیں سکتے۔ آپ کو بتلانا پڑے
 گا کہ یہ قوم کہاں پائی جاتی ہیں۔

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا
 جہنم میں۔ کرنل فریدی نے سپاٹ پیج میں کہا
 کمال ہے اب تک وہاں پگھلی نہیں ہو گی وہاں تو پتھر پگھل جاتے ہیں محبت
 قریب چاندی کا کیا شہر ہوا ہو گا۔
 کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے چوٹ کی۔

اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا تھا ایک دھماکا ہوا اور

کرنل فریدی کو غصہ تو بہت آیا مگر کیپٹن حمید کی اداکاری دیکھ کر وہ مسکرایا
 حواس چلنے کیلئے چٹکیاں نہیں بھری عاتیں فرزند بلا جوتا سنگھایا جاتا
 ہے۔ کرنل فریدی نے کہا اور دوبارہ بڑھا دی

ایک آپ بغیر جوتا سنگھ نہیں تھلا سکتے کہ آیا آپ حواس میں ہیں یا نہیں
 دراصل یہ شدید قسم کی گستاخی ہے جو امر مجبوری کے بھی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔
 کیپٹن حمید نے استہزاء سے بھیجے میں کہا
 کیا تم خاموش نہیں بیٹھو گے۔

کرنل فریدی نے کار کو چوک سے دائیں طرف موڑتے ہوئے اس بار قدرے سخت
 لہجے میں کہا

جہاں گول کا ذکر ہوا اور پھر وہ بھی سسور یعنی چاندی کی طرح چمکتی ہوئی اور ذکر
 کرنے والی زبان ہو کرنل فریدی کی دل خاموشی چہ معنی دار وہ اب تبا بھی بیٹھے کر
 یہ محترمہ آپ کو کہاں ملی تھیں اور ان کا حدود اور پھر کیا ہے۔ کیپٹن حمید
 نے بڑے اصرار سے کہا

ابھی ملی کہاں ہے ابھی تو اسے تلاش کرنا ہے تو تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں
 کہ عمران بھی اس کی تلاش میں ہے۔

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا
 کیا وہ اتنے بھی اب عشق کرنے چلا ہے۔ خدا کی قدرت۔ سسور گول کی کوئی
 جاسوس کوئی محبوبہ کیلئے اور محبوبہ بھی کسی پتھر توڑ مجبور نہ ہوئی برما ہو گئی اور برما
 بھی ایسا جو پتھر دیں میں سوراخ کر دے۔ ماہ ماہ کرنل ہارڈ اسٹون کے نئے

کار سڑک پر لڑکھڑانے لگا۔ کرنل فیروزی نے بڑی چھرتی سے بریک ماری اور دوسرے لمحہ دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی۔

کیپٹن حمید بھی اس اچانک ٹرجنے والی افاد سے گھبرا کر باہر نکل آیا۔

اور اسی لمحے کرنل فریدی کی آنکھوں پر چمک سی پڑی اور کرنل فریدی نے لمحہ طائفے کے بغیر اپنی جگہ سے پھلانگ لگا دی۔ — دوسرے لمحے چٹ کی آواز مانی اور عین اس جگہ کوئی ٹکرائی جہاں ایک ٹوکیے کرنل فریدی موجود تھا۔ شرک پر ٹریفک تقسیم نہ ہونے کے برابر تھا۔ شرک کے دونوں جانب عظیم انسان کوٹھیاں تھیں۔

پھر کیٹن حمید تو کار کی اسڑے چکا تھا

کرنل فیضی کا رہا اور بجلی کی مٹی پھرتی سے جیب سے باہر آیا اور پھر اس نے ہاتھ دیکھا کیا ہی تھا کہ وہ اچانک رک گیا — دوسرے لمحہ تیزی سے حرکت پر اسے اٹھا اور اس نے دائیں طرف کی میسرے کو کھنکی کی طرف دوڑنے لگا۔

۶ میرے بیٹے اُدحمید —

کر نعل فریدی نے حمید کو آواز دیتے ہوئے کہا

اور حمید بھی کار کے نیچے سے نکل کر اس کو نعلی کی طرف دوڑنے لگا کو نعلی کے
مین گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھل ہوئی تھی چنانچہ کرنل فریدی اور ایپٹن حمید کے بعد دیگرے
اس میں داخل ہو گئے۔

اور پھر جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوئے ان کی کار کے بالکل قریبی کو کھنٹی سے ایک نوجوان بائبل ادا ریزی سے کار کی طرف بڑھتے لگا۔ وہ جیسے جیسے انداز میں چل رہا تھا۔ تاکہ کسی دوسری طرف سے اس پر غور نہ پڑے کار کے قریب پہنچتے ہی

اس نے تیرے دروازہ کا دھکا اور پھر اندر میں پکڑتے ہوئے سمجھوتے سے تمام کیم پر
میں نہت بعد اوقت میٹھ کر نے کے بعد اسے ڈی سیٹ لٹا کر نیچے پلاٹک
لیپ سا قریب چکا دیا۔ سیٹ دوبارہ برابر کر کے اس نے دروازہ اترتے سے بند کیا اور
پھر تیرے سے کچھ کی طرف رہ گئے۔ عجب ہی یہ دوبارہ اس کو کھٹی میں داخل ہو گیا جو
بہت بالکل قریب واقع تھی۔

تقریباً ایک دو سو نوے بعد بھی کرنل فریدی اور کپٹن حمید اس کونٹری کی ذیلی حکومت سے ہر نیکے اور کھیریز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کار کی طرف بڑھنے لگے۔

میں نے اس کو بھی کی باغی کی پر موجود آدمی کو خود دیکھا ہے اس کی باتوں پر
 بڑی دور بین کی نشیہ کی چمک نے مجھے پھر لاشین سمجھا دی تھی۔ کرنل فریدی
 تیار۔

۴۔ بہت سے ہی بڑوں کی سائنس کی آمدورفت بند ہو جاتی ہے۔۔۔ کہیں حمید نے

انہیں فریدی کاوشا سما۔ جب وہ دہنوں کار کے قریب پہنچے تو کڑن فریدی سے ہمدے کہا۔

کیمین ویل تبدیل کرد جلدی — اور خود دروازه کھول کر پڑا یونگ سیٹ پڑ بیٹھ گیا۔

کون سی سمت دہلی کا مروج تبدیل کر دوں جناب ۔۔۔ کیپٹن حمید یوں بولا جیسے
 'نہ جسری جہاز کا کیتن ہے۔'

• حکومت جلدی کرویں اس کے لئے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ کرنا
فریڈ نے اسٹےٹسٹ دیا اور کیپٹن حمید کدے سے اچکا کر رہ گیا۔ کرنل مسریدی کے موڈ کو
سمجھتے ہوئے اس نے تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ واقعی پانچ منٹ کے
انداز میں تبدیل کر چکا تھا۔

ٹائم بم کو ان ہونے دس منٹ ہو چکے تھے اور اس کے پھٹنے میں دس منٹ کا
وقفہ بچا یا تھا۔

مجرم نے ٹائم بم تبدیل کرنے کے وقت کو ذہن میں رکھ کر ہی بیس منٹ کا وقت
سیٹ کیا تھا۔ ٹائم بم انتہائی جدید ترین تھا۔ اس میں سے ملکی کی آواز کیس نہیں نکل رہی تھی
تیار ہوا تاہم ڈوگ میں رکھ کر کیپٹن حمید نے دروازہ کھولا اور پھر اندر آکر بیٹھ گیا۔
اس کی سیٹ کے نیچے موجود تھا۔

کرنل مسریدی نے گاڑی آگے بڑھادی اس بار لکھنؤ کی زنا نر غاسی تیر تھی کیپٹن
حمید بھی بالکل خاموش بیٹھا ہوا کی طرف دوڑتی ہوئی سڑک کو مغرور دیکھ رہا تھا۔
• کیا سوچ رہے ہو۔۔۔ کرنل فریڈ کو اس کی خاموشی کچھ ندری سی محسوس ہوئی
کیونکہ کیپٹن حمید اور خاموشی کچھ عجیب سا لگتا تھا۔

• سوچ رہا ہوں ہماری کاروں کے اب تک خبروں نے جتنے مائز پھاڑے ہیں ان سب
کی کل مائیت کیا ہوگی۔۔۔
کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

• مجھ پر کیا اندازہ لگایا۔۔۔ کرنل فریڈ نے پوچھا
• اس روپے سے مارنا نہ دے دو نیم انسان کا رختانے بنائے جاسکتے ہیں۔۔۔

• بیٹن حمید نے مسرت سے ہوئے جواب دیا۔

• مزید جتنے مائز ہم نے خبروں کی کاروں کے پھاڑے ہیں ان کا بھی حساب لگاؤ۔
ازن مسریدی نے مسرت سے ہوئے کہا۔ شاید وہ ذہنی تفسیر پر آمادہ تھا۔

• اب کچھ نہیں تو کم از کم دس کارخانے تو لگ ہی جائے چاہئیں۔۔۔ کیپٹن حمید نے
جواب دیا۔

اور کرنل مسریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹائم بم پھٹنے میں اب صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔
• آپ جا رہے ہیں۔۔۔ اچانک کیپٹن حمید کو خیال آیا کہ ان کا رخ کونسی کی
طرف تو نہیں تھا۔

اب وہ شہر سے ناصہ دور بند گاہ کے قریب پہنچ چکے تھے یہاں ایک بہت بڑا ہوٹل
موجود تھا۔ کرنل فریڈ نے کار میزبان کے کپڑے میں ڈھکی۔ پانچ ٹیڈ میں
بیٹھنے کے بعد کرنا فریڈ نے انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا۔

• تم یہیں رکو میں چند منٹ میں واپس آؤ۔۔۔ کار سے باہر نکل کر کرنل فریڈ
نے اسے حکم دیا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلادیا۔ کرنل فریڈ کے جاتے ہی اسے
خیر کیا کہ آج اس نے اسپیکر شرا سے نیا ٹیڈ ہونے۔ چھینا تھا۔ چنانچہ اس نے رمان لگانے
نے لئے سیٹ سے تدر سے اٹھ کر سیٹ اٹھائی۔ وہ ہمیشہ اس قسم کے رسالے سیٹ کے
نیچے چھپا دیا کرتا تھا۔ تاکہ کرنل مسریدی کی نظر ان پر نہ پڑ جائے۔ جیسے ہی اس نے سیٹ
اٹھائی اس کا دماغ جھک سے اڑ گیا۔ رسالے کے قریب ہی ٹائم بم موجود تھا۔ اور اس کا

• تم پورا ہونے میں صرف چند سیکنڈز رہتے تھے۔ کیونکہ اس کی تیزی سے بارہ کے ہند سے

”اچھا اب کاروں سے بھی پیار ہونے لگ گیا کل تو تم کہو گے احرام بصر سے عشق ہوا ہے پرسوں ایفل ٹاور پر عاشق ہوئے کھڑے ہوئے کرنل فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر ہوش کے بین گریٹ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔
”آپ کے دامخ پر تو خاصہ افر ہوا ہے۔“ کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے غصے پر گلا شامے کے لئے کہا۔

”پلو آؤ فرزند تم بچ گئے یہ اچھا ہوا کاریں تو اور کئی آجائیں گی فی الحال مجھے بلو سوڈا مالک مشربہ گل سے ملنا ہے۔“ کرنل فریدی نے گریٹ کھول کر انڈر ہال میں قدم بڑھاتے ہوئے اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے پیچے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کی آج غیرت نہیں ہے۔

عمران جیسے ہی دو دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ہال میں موجود تمام افراد چونک کر اٹھ دیئے۔ عمران نے خطرناک غنڈوں والا میک اپ کیا ہوا تھا۔ اور اس وقت وہ اس روپ میں ہمارے مشہور جوتے خانے میں داخل ہوا تھا سینئر ڈائریکٹر کا جوتا خانہ پورے دار الحکومت میں بدلتا تھا۔ وہ فریڈرک جیمز کے گھر سے نکلتا تھا۔

ہوش کا مالک سینئر ڈائریکٹر اسے اتر دروازے کا مالک تھا اس لئے پولیس آفیسر اس کے بغیر کسی بھی طرح سے نہیں آتا اور عمران کو ان جوتے خانوں سے نپٹنے کی کبھی فرسٹ ہی نہیں ملتی تھی۔ خاص طور پر یہاں کیا تھا۔ اس نے چست تپوں اور کھنکھانے والی جیکٹ پہنی ہوئی تھی جس سے سڑک پر ہوا بڑا ہوا تھا چہرے پر زخموں کے بشمار نشانات تھے اس کا چہرہ دیکھ کر ہر محسوس ہوتا تھا۔ جیسے اس کی تمام عمر لڑائی کھڑائی میں ہی گزری ہو۔ ان زخموں کی وجہ

نے۔

سینہ رانے اپنی طرف سے اتمامِ محبت کرتے ہوئے کہا۔

تو شام ڈھرائیں میں مسخرے کا کردار ادا کرتا رہے سینڈرا۔ بہتیں میرا جوابانی

اور پھر کمرے میں جیسے برقی کوند گئی۔ سینڈرانے بڑی پھپھرتی سے مرنے کے

اور سینڈرا کا داغ گھوم گیا۔ — وہ اپنا نیک برقی کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

ہاں میں موجود تمام افراد اچانک اپنی میزوں سے اٹھ کھڑے ہوئے سینڈرائے

دیسے پہلے ہی حملہ کے بعد عمران کے متعلق لوگوں کی رائے بدل گئی تھی۔ اور بیشتر افراد

اب بھی میرے قدموں میں گرے کے معافی مانگے تو جبران مجھے تہاری جراتی پر حسم

عمران نے بڑی بھیڑتی سے اپنا پہلو بچا کر سینڈ راک دو نوں ٹانگیں کپڑی تھیں

عمران نے یوں اطمینان سے اٹھ جھاڑے جیسے آنا بڑا معرکہ سرِ اعجازِ مہم نہ دیا ہوگا۔

کمان پرے سکھی کو اڑادیا ہو۔ سیٹھ راکیہ حشر دیکھ کر پورے اہل پر موت کی سسی

خانوش چھا گئی۔

۱۰۔ سینڈرا اپنی شکست تسلیم کر چکا ہے۔ اس نے مران کے لبوں پر بڑی نرم
سرسبز رنگ دی تھی۔

۱۱۔ میں تیری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں نوجوان — تم واقعی انتہائی
یہ درباہر لڑاکا ہو۔

۱۲۔ سینڈرا نے اس کے قریب پہنچ کر نرم ہنس میں کہا ساتھ ہی اس نے مصالحت کے
یہ ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

۱۳۔ مجھے تمہاری دوستی تبدیل ہے سینڈرا۔ مران نے بھی اس کا ہاتھ
تھمتے ہوئے بڑے دلپذیر ہنس میں جراب دیا۔

۱۴۔ اس نے لڑکی کا بازو توڑ دیا ہے اس لئے۔ سینڈرا نے ایک
۔ تم نے آگے بڑھ کر احتجاجی ہنس میں کچھ کہنا چاہا۔

۱۵۔ شاید وہ مران اور سینڈرا کی دوستی پر امتحان کرنا چاہتا تھا۔ مگر ابھی اس
نے اپنا نقشہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ ال ایک زوردار طمانے کی آواز سے گونج

۱۶۔ سینڈرا نے مڑ کر پوری قوت سے اپنے ساتھی کے گال پر طمانے مارا تھا ضرب
تی زوردار تھی کہ وہ آدمی باوجود خاصہ لمبیخیم ہونے کے اچھل کر درنٹ دور جا

۱۷۔ اڑتا تھا۔ اس کے گال پر سینڈرا کی انگلیوں کے نشانات ثبت ہو کر رہ گئے تھے سینڈرا
نہ چہرہ غصہ اور جھال سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

۱۸۔ تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ تم میرے گال میں دخل دو۔ سینڈرا نے نہایت
مناسب لہجہ میں کہا۔

پورے ال پر عورت کی یہ خانوشی طاری ہو گئی۔

سینڈرا کے ساتھی بھی مران سے مرعوب ہو گئے چنانچہ وہ بھی گرم اپنی جگہ
کھڑے اس عجیب و غریب نوجوان کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے سینڈرا جیسے درمناش کو
کھلنے کی طرح اٹھا کر کھینک دیا تھا۔ اور اس کے ماتھے پر دشمن تک نہیں آئی
تھی۔

۱۹۔ چانک سینڈرا کے ایک ساتھی کا خون خوش میں آیا۔ وہ سینڈرا کے بعد
سب سے مشہور لڑکا تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں خنجر ناک چا تو تھا۔ وہ بجلی
کی سی تیزی سے مران کی طرف لپکا اس کا خنجر والا ہاتھ اٹھا پھر جیسے بجلی
کو نہتی ہے۔ اس طرح خنجر مران کی طرف پلکتا چلا گیا۔

۲۰۔ مران جو بڑے اطمینان سے کھڑا یہ دیکھ رہا تھا چانک حرکت میں آیا اس نے
بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ سے اس کی وہ کلائی پکڑ لی جس میں خنجر دبا ہوا تھا اور پھر
بڑی تیزی سے گھوم گیا وہ سرکلے ہال میں ایک کرناک چیخ گونج اٹھی۔ سینڈرا
کا ساتھی فرخش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ خنجر تو پہلے ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ
چکا تھا۔ اور اب اس کا بازو اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اور مران اسے بڑی تیز آمیز
تقدروں سے دیکھ رہا تھا۔

۲۱۔ اے سینڈرا جس کے تو اس اب بحال ہو گئے تھے ٹوٹے ہوئے صوفے میں
سے نکلا اس کی ناک سے خون برس رہا تھا۔ نیچلا ہونٹ بھی چھوٹ چکا تھا۔ وہ

دیر سے دیر سے دم اٹھاتا ہوا مران کی طرف بڑھا
مران بڑی بے خوفی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سینڈرا کی آنکھوں سے جان

نہاں ہے مہاری شکل اور تمہارے کارنامے دیکھ کر یہ یقین ہی نہیں آتا کہ تم

میں ہر کام کر لیتا ہوں مگر مسینڈرا سولے خوش ما اور غلامی کے — عمران کے مسئلے ہوئے بواب دیا۔

دوسرے گلاس میں ست ڈالنا۔ میں صحت دو چرخہ پیتا ہوں سادہ پانی
یہ خون جگر ——— خن بکر تم بلا نہیں سکتے اور سادہ پانی میں ابھی چٹا نہیں
پوتا۔ ” عمران نے کہا۔

سینڈرا چنڈے حیرت مبری نظروں سے عمران کو دیکھتے رہا جسے عمران کی
جہت آپ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔ اس کے شائد وہم دنگن میں بھی نہ چوگا کہ کو کو
مراش یا خنڈہ نیز شراب کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔

پھر اس نے ایک ہی سانس میں حق کے اندر اٹھیل لیا اور پھر دوبارہ بھجرا کہہ
 سامنے دکھایا۔

”تہا نام کیا ہے دوست۔“ سید نے رانے نکلا اس سے چسکی لے کر بڑے لڑکھا۔

”بیک ایگل۔۔۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

عمران بھی اس کے پیچھے اٹھیا۔ یہ ایک خاصہ بڑا کرہ تھا۔ جس کے فرنیچر سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے بطور آئین استعمال کیا جا چکا ہے۔

سینٹر انڈر آنے کے بعد گھوم کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی ریو الونگ کر سکا۔ اس نے عمران کو بھی میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کر سی پڑیٹ کا اشارہ کیا۔

۷ کیا بیٹو گئے — ہاں

اس نے بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھا
 ”خون جبر —“

عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ شاید اس کی طریت جاگ اٹھی تھی۔
 کیا مطلب — ہاں سینڈ رائٹابی طور پر چن گئے ہوئے گولہ

”اچھا بھڑو — میں نے سوچا دوستی کر لی ہے تو شاید اب خونِ جگر پلانے سے بھی احتراز نہیں کرونگے مگر.....“

عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

”یعنی کالا عتاب واقعی تم اسلم بائسٹی ہو۔ مگر تم اس ملک کے رہنے والے تو نہیں ہو۔“

سینڈرا نے جواب دیا۔

”نہیں۔ رہنے والا تو میں اسی ملک کا ہوں مگر میں طویل عرصہ سے ہانگ کانگ میں تھا۔ وطن کی محبت نے کھینچنا تو یہاں چلا آیا۔“

نئے جواب دیا۔

”ہانگ کانگ۔“ سینڈرا نے دہراتے ہوئے کہا۔ ہانگ کانگ کا نام سننے ہی اسے مجرموں، سمگلروں بدعاشوں اور شورہ پشتوں کا شہر یاد آگیا۔ ہانگ کانگ جہاں طاقت کا سکہ چلتا تھا۔ بڑے بڑے بدعاش ہانگ کانگ پہنچ کر بھیر ہو جایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہاں ان سے بھی رسوا بڑے بدعاش گلی کو چور میں عام ملتے تھے۔ اور یہ تو جہاں ہانگ کانگ میں رہتا تھا۔

”کیا وہاں کسی گروہ میں شامل تھے یا آزادانہ ہاتھ مارتے تھے؟“ سینڈرا کا قاعدہ انٹرویو لینے پر تل گیا۔

”مجھے کسی گروہ میں شامل ہونے کی کیا ضرورت تھی میں نے ہمیں پہلے بتلایا ہے۔ کرنٹلای کا نقطہ میری لغت میں شامل نہیں ہے۔ ہانگ کانگ میں بلیک ایگ کا نام لوگوں کے درو زبان رہتا ہے۔ ”بلیک ایگلا“ پورے ہانگ کانگ کے نئے دہشت کا نشان ہے۔“ عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

”بہر حال مجھے یہیں دوست بنا کر خوشی ہوئی ہے۔ اب دارالحکومت میں رہتے ہوئے تمہارا آئندہ پروگرام کیا ہے۔“ سینڈرا نے سوال کیا۔

”وہی جو ایک ایگل کا ہوتا ہے۔ شکار کھینچا چھوٹے موٹے پرندے نہیں بلکہ بڑے شکار۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

”ایک بات کہوں اگر بیان مانو تو۔“

سینڈرا کچھ کہنے سے پہلے جھجک سا گیا۔

”کہو میں تمہیں دوست کہہ چکا ہوں اور اب تم سب کچھ کہہ سکتے ہو۔“

عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”کیا تم میرے کہنے پر ایک آدمی کو قتل کر سکتے ہو۔“

سینڈرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی سے کیا ہوگا، پورا مجمع قتل کرادو، پورا شہر تباہ کرادو، ایک آدمی کو قتل کرنا تو یہاں ہے جیسے کرک کا منہ رتیں کھڑی مگلی ڈنڈا کھینے لگ جائے معاف کرنا ایک آدمی کو قتل کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے وہ آدمی اگر کسی بڑے ہوٹل میں مقیم ہے تو میں وہ ہوٹل اڑا دوں گا۔ تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ اور مجھے بھی کام کرتے ہوئے مسرت ہوگی۔“

عمران نے بڑے سفاک لہجے میں جواب دیا۔

”تم نہیں سمجھتے بلیک ایگل کو میں تمہیں جس آدمی کو قتل کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں وہ آٹا خطرناک، چالاک اور عیار ہے کہ اس کو قتل کرنا پورے ملک کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔“

سینڈرا نے جواب دیا۔

اور تم سب بیڈکاروں کے چیف کا عہدہ چھوڑ کر چلے آئے۔
سینڈرا کے لیے میں شدید تعجب نمایاں تھا۔

”اے تو کیا ہوا اگر میں نے دارالحکومت میں مستقل رہائش کا فیصلہ کیا تو یہاں
چیف بن جاؤں گا۔“

عمران نے براہ راست سینڈرا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”مگر یہاں تو پہلے سے ہی پرسنل فکری حیثیت چیف کے موجود ہے۔“

سینڈرا نے آخر وہ بات کہہ ہی ڈالی جن کے لئے عمران نے اتنا کھڑا کر
تھا۔ اور جس کے متعلق وہ سینڈرا سے براہ راست سوال نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ
سینڈرا کو شکوک نہ ہو جائے۔

”اے تو کیا ہوا تم تو چیف نہیں ہو۔ اگر تم چیف ہوتے تو مجھے سوچنا پڑتا
میں میں دوست کہہ بیٹھا ہوں۔ مگر پرسنل فکری تو میرا دوست نہیں۔ پرسنل فکری کو یہاں
سے ہٹاتے ہوئے مجھے تقویٰ تکلیف نہ ہوگی۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اے اے ایسی بات سوچنا بھی نہیں۔ پرسنل فکری اتنا ہی خطرناک شخصیت ہے
اگر اس کے کانوں میں تمہاری اس بات کی جھنک بھی پڑ گئی تو تمہارے ساتھ
میری بھی خیریت پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

سینڈرا پرسنل فکری سے بچد مرعوب تھا۔

”سینڈرا میں نے تمہیں دوست ضرور کہا ہے مگر اس بات کی اجازت نہیں
کہ تم بلیک ایگل کو بزدلی کا سبق پڑھانا شروع کرو۔ تم مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔ اس

نے ایسی بات کر گزرے ہو۔ اگر تمہاری رہائش ہانگ کانگ میں ہوتی تو تم بلیک ایگل
کے متعلق اتنی بات کرنے کا تصور بھی ذہن میں نہ لاتے اور اب میں تمہیں یہ بتا
دوں کہ جلد ہی تم یہ بات بھی سن لو گے کہ بلیک ایگل یہاں کا چیف مقرر ہو گیا ہے
درہمچہ تم میری دوستی پر فخر کرو گے۔“

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بہر حال میں کیا کہہ سکتا ہوں پرسنل فکری کے متعلق میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔
اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم کیا کرتے ہو میں نے دوستی کا فرض ادا کر دیا ہے۔“ سینڈرا
نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

”کیا عمران کے قتل کا حکم تمہیں پرسنل فکری نے دیا ہے۔“

عمران نے پوچھا

”ہاں میں براہِ پانچ فیصدیوں اور یہ ڈیوٹی براہِ پانچ فیصدیوں کے ذمے لگائی گئی ہے۔“ سینڈرا
نے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے اب تک کیا کاروائی کی تھی۔“

عمران نے سوال کیا۔

”ابھی آج ہی تو احکامات ملے ہیں اور ابھی میں سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے کیا
ناجمل اختیار کروں کہ تم ٹھکانے گئے۔ اور میں نے معاف کرنا اپنا بوجھ تم پر ڈالنے کی
پیشکش شروع کر دی۔“

سینڈرا نے نہایت آمیز لہجے میں کہا۔

”اے نہیں میں نے تمہیں دوست کہا ہے۔ پہلے تم اپنی سی پرکشش کرو۔ اور تم

مست سوج رہا ہوں۔

تو نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد چند لمحوں تک سینڈرا بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس

نے میز کے کنارے لگا ٹراؤٹن واپس دیا۔ چند لمحوں بعد ایک فوجوان دروازہ کھول

کر اندر داخل ہوا۔

”اس فوجوان کو تم نے دیکھا تھا جو ابھی میرے کمرے سے گیا ہے۔“

سینڈرانے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں باس۔“

فوجوان نے موڈ بانہ پیچھے میں جواب دیا۔

”اس کا نام بلیک ایگل ہے اور یہ ننگ سرکل ٹریبل میں رہائش پذیر ہے۔ اس

نقل و حرکت اور دلچسپی کی مجھے پوری رپورٹ چاہیئے اور سنو یہ کام انتہائی پوشیدہ

ہے ہونا چاہیئے۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اگر سے ہٹا سنا بھی شبہ ہو گیا تو تمہیں موت

سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔“

سینڈرانے اسے ہدایت ہوتے کہا

”آپ نے نگر میں جناب ہم انتہائی احتیاط سے کام لیں گے۔“

فوجوان نے پراقتہ و بیچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جادو۔“

سینڈرانے اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے واپس

کامیاب نہ ہوئے تو پھر مجھے بتا دینا۔ گو ایک آدھ آدمی کو قتل کرنا میری لائن سے

بہت کم ہے مگر دوستی کی خاطر اگر تمہیں شرمندگی سے بچانے کے لئے یہ بھی کر

دوں گا۔“

عمران نے بڑی فراخ دلانہ پیش کش کی۔

”تھینک یو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں اس اہم کام میں ضرور کامیاب

ہو جاؤں گا۔“

سینڈرانے پریسرت لہجے میں جواب دیا۔ وہ واقعی عمران سے بے حد متاثر

ہو چکا تھا۔

”دیے آج کل پرنس ظفر نے ہڈی کوارٹر کہاں بتا رکھا ہے۔“

عمران نے براہ راست سوال کیا۔

”ہڈی کوارٹر کا تو مجھے علم نہیں۔ دیکھئے اس کی رہائش بندرگاہ کے قریب ایک

بار ”ایڈوج“ کے اوپر والے کمروں میں ہے۔“

سینڈرانے جواب دیا۔

”اد کے۔ اب میں چلتا ہوں کافی دیر ہو گئی ہے۔ میں نے ایک ضروری کام

جانا ہے۔“

عمران اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔

”قتہاری رہائش کہاں ہے۔“

سینڈرانے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا

”فی الحال تو ہوملنگ سرکل میں ہوں۔ مگر کسی کو ٹھنی میں شفٹ ہونے کے

مڑ گیا۔

تھکے کا ارادہ ہے ادور۔

نے نرمی تفصیل سے تمام رپورٹ دے دی۔

میب ایگل۔۔۔۔۔ اس کا حلیہ تفصیل سے بتلاؤ سینڈرا، ادور۔

جسے میں اس بار نمایاں طور پر اضطراب تھا۔ شاید وہ بیک ایگل کے کارناموں سے متاثر تھا۔

در سینڈرا نے ملان کا موجودہ حلیہ انتہائی تفصیل سے بتلادیا۔

وہ ایک اس نے شراب پی تھی ادور۔

اس نے بھڑکنے آستیاں آمیز بھیجے میں سوال کیا۔

نہیں جناب باوجود اعلان کرنے کے اس نے شراب پینے سے انکار کر دیا تھا۔ ادور۔

بتلانے جواب دیا۔

”پھر وہ اقامی بیک ایگل ہوگا اور اس نے سینڈرا تھاری شرمندگی بجایے۔

آج کل تسخیر تصور کیا جاتا ہے اور انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اگر وہ متقل طور پر یہاں

یا سے تو پھر مارے گئے کا مئی سے زیادہ پریشانیوں کھڑی ہو جائیں گی۔ ادور۔

فحش خرقہ کا بھجوا کر شیش سے پڑھا۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے ہم پسند کردہ میں شامل کر لیں۔ اس طرح ہمارے

لوپ کی طاقت بڑھ جائے گی۔ ادور۔

میں نے انہیں تجویز پیش کی۔

نہیں وہ کسی گروہ میں شامل نہیں ہوگا۔ یہ اس کی فطرت ہے۔ وہ اپنا علیحدہ

گروہ بنائے گا اور اسی لئے میں پریشان ہوں۔ بہر حال میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے اس کے

اس کے جانے کے بعد سینڈرا نے میز کی داڑھی اٹھائی اور پھر اس میں سے

ایک سگریٹ کھینچ نکالی۔ جہاں پر ایک نیم عریاں عورت کا نقش اکبر اٹھا تھا

اور اس نے پش کش سے ایک پن نکالی اور پھر اس کی نوک لڑکی کی گردن پر

ایک مخصوص جگہ پر چھو دی۔ فوراً ہی ایک پتلی سی راؤ سگریٹ کیس سے باہر

نکل آئی۔ اور پھر اس نے پیپر پن کی نوک لڑکی کے سینے پر چھو دی۔ سگریٹ

کیس سے فوراً ہی ہلکی سی سیلی کی آواز نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد ایک سخت آواز

اس سیلی پر چھا گئی۔

”یہ پرنس خضر پیکنگ جیت آت سب ہیڈ کو ادھر ادھر۔“

”سینڈرا پیکنگ سر ادور۔“

سینڈرا نے قدرے سوکھتا ہوا ہاتھ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ سینڈرا کیا بات ہے۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے ادور۔“

پرنس خضر کے بھیجے میں ہلکی سی تشویش تھی۔

”سر توچ ایک نوجوان اچانک جوڑے خنہ میں داخل ہوا، اس کا موڈ بے حد

جارجان تھا۔ میری اس کے ساتھ لڑائی ہوئی اور مجھے شرمندگی ہے باس کہ اس

نے مجھے بری طرح ننگت دے دی وہ اتنا دلیر اور طاقتور اور ماہر لڑاکا ہے

میں نے مصلحتاً اس سے دوستی کر لی۔ اس نے اپنا نام بلیک ایگل یعنی کالا عقاب

بتلایا ہے۔ اور اس کے کہنے کے مطابق وہ زیادہ عرصہ مانگ لاکھ میں رہا

ہے اور ابھی چند دن ہوئے وطن واپس آیا ہے۔ اور اب اس کا یہاں مستقل

متعلق لنگھ کر دوں گا۔ اس کے بعد ہی کوئی واضح لائحہ عمل بنایا جائے گا۔ اور۔۔۔
پرنس ظفر نے جواب دیا۔

”اس میں نے اسے عمران کے قتل کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ اس نے کراہی کا سیب برگیا تو ہمارے لئے بہتری ہوگی اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو خطا ہر سے عمران کے ہاتھوں ختم ہو جائے گا۔ میں نے ایک تیریں دو شکار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور۔۔۔“

سینڈرانے کہا۔

”پھر اس نے کیا جواب دیا۔ اور۔۔۔“

پرنس ظفر نے اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیا

”اس نے کہا کہ ایک آدمی کو قتل کرنا اس کی توہین ہے۔ وہ صرف بڑے شکار ہے۔ ہاں البتہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم لوگ عمران کو قتل کرنے میں ناکام ہو جائے تو وہ میری دوستی کی خاطر یہ کام کر دے گا۔ اور۔۔۔“

سینڈرانے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اس سے پوری طرح دوستی بڑھائے رکھو۔ مگر اس کی نگرانی کرو۔ تاکہ ہمیں اس کی کاروائیوں سے آگاہی ہوتی رہے۔ اور۔۔۔“

پرنس ظفر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے آدمی اس کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور۔۔۔“

سینڈرانے جواب دیا۔

”ویری گڑ۔ تمہاری یہی ذہانت مجھے پسند ہے۔ اور۔۔۔“

پرنس ظفر نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

”اب عمران کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس سے کیسے نمٹا جائے۔ اور۔۔۔“

سینڈرانے مزید ہدایات طلب کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا پلان تم نے بنانا ہے۔ میں نے اپنے ذمے اس سے بھی شکل کام لگایا ہے۔ اور وہ بے ایکٹو کا قتل۔ اور۔۔۔“

پرنس ظفر نے سپاٹ بھیجے میں کہا۔

”مگر ایکٹو کو تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ اسے کیسے قتل کیا جائے گا۔ اور۔۔۔“

سینڈرانے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”میں کوشش کروں گا کہ ایکٹو مظفر عام پر آجائے۔ میں نے اس کے متعلق ایک مکمل پلان بنایا ہے اور میں جلد ہی اس پر عمل شروع کر دوں گا۔ تم اس سے بے فکر رہو۔ تمہیں عمران کو قتل کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ یہ ہر حالت میں ہو جانا چاہئے اور۔۔۔“

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آج ہی سے کوشش شروع کر دیتا ہوں۔ اور۔۔۔“

سینڈرانے جواب دیا۔

”اور اینڈ آئی“

پرنس ظفر نے کہا۔

اور سینڈرانے پیسپرن کی کوک دوبارہ گود میں چھبونی۔ اور جب راڈ واپس

لیگریٹ کیس میں چلی گئی تو اس نے لیگریٹ کیس دماڑ میں رکھا
اور پھر
میز پر کچیاں ٹیک کر کسی گری سونج میں غرق ہو گیا۔

جیسے ہی فون کی گھنٹی بجی وہ لڑکی چمک کر سیدھی ہو گئی۔ اس نے ایک تو بٹسن
انگڑائی لی اور پھر وہ سامنے لگے ہوئے آئینے میں اپنے پرشباب جسم کو دیکھ کر
تکراوی چاندی کی طرح چمکتا ہوا سفید رنگ میں ہلکی ہلکی سرخی کی جھلک نمایاں تھی سنبھری
ہاں خوبصورت نیلی آنکھوں اور نیکیے نقوش کے ساتھ انتہائی پرشباب جسم کی مالک
لڑکی ایک قندہ تھی۔ قیامت کا مجسم روپ تھی۔ انتہائی حسین ہونے کے ساتھ ساتھ خفا کی
دہین بشتا طرعیاً رادہ حدود جو ظالم فطرت کی مالک تھی۔ زیر زمین کا عالموں میں شامل
ہوئے اسے تھوڑا ہی مرحہ ہوا تھا مگر اس نے اس دوران میں اپنی فطرت اصرار سے
بس قدر شہرت حاصل کر لی تھی کہ دنیا کے تمام مجرم اس کے نام کا لوٹا مانتے تھے۔ اصرار
اس کے شاطرا نہ وہیں نے ایک اور عالمگیر ٹاپ بنایا اور یہ تھا مجرموں کی عالمگیر زمین جس کا

ہم اس کے اپنے نام "سولر گولڈ" پر رکھا گیا تھا۔ اور وہ خود اس یونین کی تاحیات حد
گنتی تھی۔ اس یونین کی بے حد شہرت ہوئی اور اب تک یورپ اور ایشیا کے تقریباً تمام
ملکوں میں اس کی شاخیں باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ اس کے ذریعے وہ پوری دنیا پر
حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ اور اب تک ہونے والے کام کی رفتار سے
محسوس ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی اپنے خواب کی تعمیر بھی دیکھ گی۔

اس نے بڑی اولے ڈیسور اٹھایا اور صوفے پر کھڑے کے سہارے نیم دراز ہو
"ییس سولر گولڈ پیسنگ"
اس کی مترنم آواز کو ابھی جیسے دور کہیں شنائی گونج اٹھی ہو۔
"میڈم میں سیر مشولڈ بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے ایک گرفت آواز دالے نے انتہائی متوجہ رہے ہیں کہا۔
"کیا بات ہے سیر مشولڈ کوئی خاص رپورٹ ہے کیا؟"
"اکی کے پیچھے میں بہت دور تک تھی۔"

"ییس میڈم ابھی اچھی رپورٹ ہے کہ ہماری پراپنٹ نے ایکریٹیا کے ایک اور مشن
سیکریٹ ایجنٹ فور کپ کو ختم کر دیا ہے۔"
سیر مشولڈ کے پیچھے میں بھی مسرت تھی۔
"گڈ نیوز مشر سیر۔ مگر کیا بات ہے ہماری اینٹی کی پراپنٹ کوئی کارکردگی شونہیں کی؟"

نہی ابھی کنٹرل فریڈ کی کے خاتمے کی اطلاع ملی ہے اور نہ ہی عمران ادراکھینو کے
کوئی رپورٹ دی گئی ہے؟
اس بار سولر گولڈ کے پیچھے میں بھی کئی سختی تھی۔
"جی ہاں میڈم آپ کا خیال درست ہے۔"
مشر ڈلڈ نے بھی مسرت سے بھرپور پیچھے میں کہا۔
"سیاسی پراپنٹ کو بھی ہدایت کر دو کہ وہ مشر ڈلڈ کے مطابق اپنی سرگرمیاں تیز کر دے"

سب سے پہلے میں بھی کھینچا گیا تھا۔ اس کی شاخیں ابھی حال ہی میں شروع ہوئی ہیں۔ وہ لوگ کام شروع
کئے۔ یہ تینوں انتہائی خطرناک تصور رکھتے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے جلد ہی
اس مسئلے میں بھی کھینچا جائے گی۔
مشر ڈلڈ نے معذرت آمیز پیچھے میں کہا۔ اس کے پیچھے سے ایسا محسوس ہوتا تھا
یہ وہ خود اس کو تباہی کا ذمہ دار ہو۔

"ٹھیک ہے ہم جلد از جلد اس معاملے میں کامیابی کی خبر سننا چاہتے ہیں اور
اس سائنٹک ریسرچس کا کیا حال ہے؟"
"ہاں گولڈ کے پیچھے میں کچھ سمجھ سکتی ہو کہ کئی آ رہی تھی۔"

"سائنٹک میں ہم لوگ بے حد کامیاب ہو رہے ہیں۔ اب تمام مڈیاں ہمارے
زمن میں آگئی ہیں۔ اور ہم جس بجاد چاہتے ہیں۔ اور جتنا مال چاہیں بچ
سکتے ہیں۔"
سیر مشولڈ نے جواب دیا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے جلد ہی وہ وقت آجائے گا جب پوری دنیا کی معیشت
سے رحم و کرم ہو جائے گی۔ ہم جب چاہیں جس ملک کا بھی چاہیں دیوالیہ نکال دیں۔"
"گولڈ کا بچہ سرخوشی سے بھر پور تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بول نہ رہی ہو
نچے چلک رہے ہوں۔"

"جی ہاں میڈم آپ کا خیال درست ہے۔"
مشر ڈلڈ نے بھی مسرت سے بھرپور پیچھے میں کہا۔
"سیاسی پراپنٹ کو بھی ہدایت کر دو کہ وہ مشر ڈلڈ کے مطابق اپنی سرگرمیاں تیز کر دے"

ہم ہر بڑے ملک میں اپنی مرضی کی حکومتیں چاہتے ہیں۔
سلورگرل نے کہا۔

”ہتھرمیٹم میں ابھی انہیں ہدایات جاری کر دوں گا“
سیر مشول نے جواب دیا
”اور کسے ہائی ہائی“

سلورگرل نے کہا اور پھر سیرور کہ دیا۔

سیرور کہنے کے بعد وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر آہستہ سے اٹھ کر
کھڑی ہوئی۔ اپنا اپنی کلائی پر بندھی ہوئی خوبصورت سی گھڑی میں وقت دیکھ
اور پھر ڈرائنگ روم میں گس گئی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ باہر نکل کر اس کا موب اور بھی قیامت بن
رہا تھا۔ کچھ لگے کا نام بھی رنگ کا سکوٹ اس کے سرخ و سپید ہم پر خج
تھا۔ ناقص قسم کے میک اپ نے اس کے حن کو چار چاند لگا دیئے تھے گلے میں کوم
کے اندھے جتنے بڑے بڑے سیروں کا مار پہنا ہوا تھا جن کی چمک پر نظریں نہیں
ٹھہر سکتی تھیں۔

اس نے ایک لمحے کے لئے آئینے میں اپنا جائزہ لیا اور پھر مسکراتی ہوئی کمرے
سے باہر نکل آئی۔ مختلف گیلریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد وہ پورچ میں آئی
وہاں سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار دوسرے راس موجود تھی۔ سفید وروی ہو
لمبرس ڈرائیور نے اسے جھک کر سلام کیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سلورگرل بڑی
اداسے کچلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ نوٹائیور نے پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر کار کا

بھگدوانہ کھول کر ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

دنیا کی سب سے مہنگی کار کالیفیس ترین جن فضا میں مکی سی موسیقی بکھیرتا تھا
جسٹ ٹپا۔ اور پھر کار لائیو جھٹکا کھاتے آگے بڑھ گئی۔ کار کو کھلی کے آؤٹ گیٹ سے
بہر نکل کر جیسے ہی سڑک پر آئی۔ ڈرائیور نے سپیڈ کافی سے زیادہ بڑھا دی مگر کاجین
موجودہ سلورگرل کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہوا میں تیرتی چلی جا رہی ہو۔ جیال
سے کہ ایک ہلکا سا دھچکا بھی محسوس ہو رہا ہو۔

منفعت شکروں سے گزرنے کے بعد کار ایک ہوٹل پہنچی ڈرائیور کی مین
نزد عظیم الشان اور پر شکوہ ہوٹل کے کپاٹھ میں مڑ گئی۔ ڈرائیور کار کو سیدھا مین گیٹ کے
باہر موجود خوبصورت پورچ میں لیت چلا گیا۔

جیسے ہی کار کی ایک خوبصورت یاد داری دیر سے بڑے موبانہ امان میں دروازہ
کھولا اور سلورگرل باہر آگئی۔ اس کے ہاتھ میں سفید رنگ کا پرس موجود تھا۔ اس نے
جیک کھولا اور پھر ایک بڑا سا نوٹ نکالی کہ وہ بیٹکے کا ہاتھ پرکھ دیا۔ دیر سے انتہائی جھک
کر سلام کیا اور سلورگرل مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیور کار پر پورچ سے سے کہ بارنگ
ٹینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

پھر سلورگرل نے جیسے ہی مال میں تدم رکھ مال میں موجود تقریباً تمام افراد کو جھک
کر اسے دیکھنے لگے۔ یہاں کے متعلق ممبر چونکہ اسے اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے
ان کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ نوٹار داس کے حن جہاں سوز کو حیرت
انجید اور اشتیاق سے سمک رہے تھے۔ البتہ مال میں میٹھی ہوئی رنگینیاں اسے ذہنی کمیہ توڑ نظر
سے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے انہیں اس کی جرات اور دولت پر رشک اور حسد آ رہا ہو۔ اور

واقعی تھا بھی ایسا، گو ہالی میں ایک سے ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی مگر سلورگرل کے سامنے ان کا حسن ایسے نامزدگیا جیسے سورج کے سامنے چاند۔ ایک تو سلورگرل تھی بھی انتہائی خوبصورت دوسرے اس کے گلے میں پنسے ہوئے ہیروں کی بے پناہ چمک نے اس کے چہرے پر نور کا ایسا پرتو ڈال دیا تھا کہ اس پر آنکھ پڑتی مشکل ہو رہی تھی سلورگرل چند لمحوں کے دروازے کے قریب کھڑی ہوئی دلچسپ نظروں سے ہال کا جائزہ لیتی رہی پھر وہ دھیرے سے مہکراتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔

جب وہ کسی میز کے قریب پہنچتی میز پر بیٹھنے ہوئے نوجوان کا چہرہ جوش سے سرخ ہو جاتا، محض جب وہ ان کے قریب سے گزیر کر آگے بڑھ جاتی تو ان کے چہرے ٹھک جاتے۔ شاید ہالی میں موجود ہر مرد کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اس کا قریب حاصل کر سکیں مگر وہ بڑی بے نیازی سے گولتی چلی گئی اور پھر آخری کونے میں ایک میز پر گود بیٹھے ہوئے اکیلے نوجوان کی طرف بڑھنے لگی۔

جب وہ اس نوجوان کے قریب پہنچی تو کشش رنگ کے سوٹ میں ملبوس وہ حسین اور وجہ نوجوان اس کے استقبال کے لئے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج میرے مقدّم کا ستارہ عروج پر ہے۔ میڈم سلوانا! میں اپنی خوش بختی پر بے حد مسرت ہوں۔"

نوجوان نے جھک کر اس کے ہاتھ سے ہاتھ پر ہٹے پیار سے پور دیتے ہوئے کہا۔

آج تم بھی مجھے سب سے بڑے زیادہ وہیہ نظر آ رہے ہو۔

مادام سلوانا نے کسی پریشانی کے بغیر دل نشیں انداز میں کہا۔

اور نوجوان کے چہرے پر کہکشاں کے رنگ بکھر گئے۔

ہالی میں موجود دیگر لوگ وہ بارہ اپنی اپنی خوش گلیوں میں مصروف ہو گئے۔ یہ دقت کا جھگڑا ترین ہوئی تھا۔ اس لئے اس میں صرف ادب پتی کا رد و بازی تھی اعلیٰ سوسائٹی کے آفیسرز و حکام ہی داخل ہو سکتے تھے۔ ہال میں چاروں طرف زندگی بھر کی لیتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ رنگ و نور کا ایک طوفان اُٹھ رہا تھا جیسے جنت اسی ہال کا دوسرا نام ہو۔

مادام سلوانا کے بیٹھے ہی ایک خوبصورت سی دینس بڑے ادب سے قریب مڑ جھک گئی۔

"آپ کیا شوق فرمائیں گی مادام"

نوجوان نے ہلکے سے مہکراتے ہوئے سوالیہ کیا۔

"شیرسی"

مادام سلوانا نے بڑی ادا سے بتلایا اور نوجوان اس کے دلکش انداز سے مزید ریشہ نکھلی ہو گیا۔

"مادام کے لئے شیرسی اور میرے لئے لائم جوس۔"

دینس نے دینس کو آؤ ڈونٹ کرایا۔

"کیوں کیا تم شراب نہیں پیو گے؟"

سلوانا نے چونکے ہوئے پوچھا۔ اس کے انداز میں جبریت تھی۔

"نہیں مادام جب نے آپ نے مجھے اپنے قریب کا شرف بخشا ہے میری رگ"

یہ میں شراب ہلکے سے لیتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ میں مصنوعی شراب پی کر

میں کا سرور ختم نہیں کرنا چاہتا۔"

”وہ دراصل.....“

اب کچھ تذبذب میں پڑ گیا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ اسے منصوبے سے آگاہ کرے یا نہیں۔

”اچھا ہنسنے دو اگرچہ پر اعتماد نہیں ہے تو میں مجبور نہیں کرتی۔ میں تو دراصل تمہاری ذہانت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی، کیونکہ میں نے جلد ہی شادی کرنے کا فیصلہ کرنا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنے ہونے والے شوہر کو حسین، وجیبہ، اعلیٰ درجے پر پڑا مزد ہونے کے علاوہ غیر معمولی طور پر ذہین بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔“

مادام سلوانے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

”اے نہیں مادام ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ جیسی شخصیت سے بھلا میں کچھ چھپا سکتا ہوں اور پھر جو دل میں مقیم ہو اس سے دل کی باتیں بھلا کب چھپ سکتی ہیں؟“

بک نے بے اختیار جواب دیا۔

دراصل مادام نے بڑا خوبصورت جال بھید کا تھا۔ مادام سلوانا جیسی خوبصورت اور دنیا کی امیر ترین عورت کا شوہر ہونا اس کے نزدیک خوشیوں کی معراج تھی۔ اور مادام کی باتوں سے اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے پسند کر رہی ہے۔ اور صرف ذہانت چیک کرنا چاہتی ہے اور اسے علم تھا کہ اگر وہ منصوبہ مادام کو بتلا دے تو پھر مادام بھی اس کی ذہانت کا سکھ مان جائے گی۔ اور اگر اس کی شادی مادام سے ہو گئی تو وہ دنیا

نوجوان بک نے بڑی اداسے جواب دیا۔

”گدا اچھی باتیں کر لیتے ہو۔“

مادام سلوانے تجسس آمیز لہجے میں کہا

اور نوجوان کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور بڑھ گئی۔

چند ہی لمحوں بعد وہ میسر نے آرڈر سرورک دیا اور پھر وہ دونوں اپنے اپنے

گلاس سے چکیاں لینے لگے۔

”مشربہ آج کئی اقوام متحدہ میں کس سیٹ پر ہو۔“

مادام سلوانے اچانک پوچھا۔

”سپیشل کرائم برانچ کا اسسٹنٹ چیف ہوں مادام۔“

بک نے قدرے غمزہ لہجے میں جواب دیا

”اودہ تمہیں ترجیح ہونا چاہیے مشربہ۔ تمہاری فراخ پیشانی تمہاری اعلیٰ ذہانت کی دلیل ہے۔“

مادام سلوانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جلد ہی چیف بھی بن جاؤں گا مادام۔ میں نے ایک ایسا عظیم منصوبہ برسرِ تپ کیا

ہے کہ اس کا نتیجہ نکلے گا جیسے چیف بننے سے کوئی زردک کے گا۔“

بک نے آگے جھکے ہوئے قدرے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔

”کیا منصوبہ ذرا مجھے بھی بتاؤ تاکہ مجھے تمہاری ذہانت کا صحیح احساس ہو

کے۔“

مادام سلوانے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

کا خوش نصیب ترین انسان شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ جواب میں وہ اپنی لگاؤ کا ہلکا سا اشارہ بھی کر گیا تھا۔

"مہنیں مجھے مت تلاؤ، ہو سکتا ہے یہ ایسا راز ہو جس کا افشا ہونا پوری دنیا کے لئے خطرناک ثابت ہو۔"

مادام سلوانا اب ڈور کھینچ رہی تھی تاکہ شکار کی گردن اچھی طرح پھنس جائے۔

"مجھے معاف کیجئے مادام اگر میرے نادانستہ رویے سے آپ نے برا محسوس کیا ہو۔ میں آپ کو منصوبہ تیار کر محض محسوس کر دوں گا۔" ٹک نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا تیار مگر دیکھو محترم لفظوں میں تیار کرنا۔ مجھے تفصیل سے سمجھنا چاہی ہے۔"

مادام سلوانا نے ایسے پیرائے میں جواب دیا جیسے وہ بہ امر مجبوری اس کا منصوبہ سننے پر راضی ہوئی ہو۔

"نادام حال ہی میں ہماری براؤز کو اطلاع ملی تھی کہ پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرموں نے ایک متحدہ آرگنائزیشن بنام "سلور گرل" قائم کر لی ہے اور پوری دنیا کے مجرم متحد ہو گئے ہیں۔ ہماری براؤز کو اس اطلاع نے بے حد مضطرب کر دیا۔ آپ خود سوچیں مادام مجرموں کی یہ تنظیم جب مؤثر ہو گئی تو یہ دنیا کا نقشہ ہی بدل سکتی ہے اور اب تک جو اطلاعات ہمیں مل رہی ہیں اس سے ہمیں اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ دن بن یہ تنظیم مضبوط

متحد ہو کر جلی جا رہی ہے۔ ابھی صبح ہی ایک میا کے ایک مائے ناز سیکٹ ایجنٹ نور کھپ پر اسرار طریقے پر قتل ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک اور عالمی شہرت یافتہ ایجنٹ یکدم غائب ہو گیا تھا۔ ادھر گنگ، بیک، مارکیٹنگ اور سیاسی ریشہ دانیوں میں یک دم تیزی آگئی ہے

ان سب حالات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سلور گرل بڑی خوبی سے اپنا جال بکھا رہی ہے۔ اور ہمیں اطلاع ملی کہ سلور گرل نے دنیا کے مشہور جاسوس اور سیکرٹ ایجنٹوں کو ختم کرنے کا ایک باقاعدہ منصوبہ بنایا ہے جس میں یورپ کے ساتھ ساتھ ایشیا کے بھی چند جاسوس شامل ہیں۔

اب منصوبے کی وضاحت کرتے ہوئے چند لمحے کے لئے راکا اور پھر کتنے لگا "آپ ہر تو نہیں ہو رہیں۔"

"نہیں بلکہ اب احساس ہو رہا ہے کہ یہ انتہائی دلچسپ اور انتہائی خطرناک منصوبہ ہے۔ خدا کی پناہ تم لوگ کتنے ذہین اور جرات مند ہو جو ان خطرناک مقبول کا مقابلہ کر لیتے ہو۔ اب تم مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اب تک تو نادموں میں ایسے منصوبے پڑے تھے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ حقیقی دنیا میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔" مادام کے ہچے میں بے حد دلچسپی اور اشتیاق تھا۔

ٹک کو جب معلوم ہوا کہ مادام سلوانا منصوبے میں گہری دلچسپی لے رہی ہے تو اس نے مزید تفصیل بیان کرنا شروع کر دی۔

"تو مادام اس اطلاع کے ملنے ہی ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں تشریش کی ایک ہر دو لگئی۔ ڈیپارٹمنٹ کا ہر ذمہ دار شخص بے حد پریشان تھا۔ کیونکہ ہم لوگ اس کے

مادام سلوان نے ہلکی سی انگڑائی یقے ہوئے کہا اور اس کی اس ہلکی سی انگڑائی سے

مادام سلوان نے کہا
اور اس کے تصور میں فوراً ہی جان کارلو ایگیا جو منظم کے قیام کے آغاز کے

ہی ملک کے دل کی دنیا پر وزیر ہو گئی۔

”آپ نے تو سہی یہ قوتہید یعنی اس اعلان کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے

سپیشل کرائم پانچ نے ایک لایچ بھی شامل کر دیا یہ کہ جس ملک کا پاسپورٹ یا

سیکٹ سرورس اس کردہ کے ہیڈ آفس کو تیار کرے گا اور سولر گرل اور اس کے

حواریوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کرے گا اس ملک کو بڑے بڑے ممالک کے کل اسٹے

کا پانچ فیصد اقوام متحدہ کے ایک سال کے بجٹ جتنی رقم بطور انعام دی جائیگی

ممبر ملک نے آخر کار منصوبے کا انکشاف کر ہی دیا۔

”کیا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور بڑے بڑے ممالک کی حکومتوں نے منصوبے

کو تسلیم کر لیا۔ کیونکہ میرے خیال میں کوئی بھی بڑا ملک اپنے اسٹے کا پانچ فیصد بھی

کسی کو دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اور پھر اقوام متحدہ کے ایک سال کے بجٹ کی رقم تو اتنی

زیادہ ہے کہ شاید اوسط درجے کے ملکوں نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی۔“

مادام سلوان نے قدر سے تلخ لہجے میں کہا۔

”مادام آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ تمام بڑے بڑے ممالک فوراً اس تجویز پر

منفق ہو گئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ چھوٹے ملکوں کی نسبت یہ تنظیم ان کے لئے زیادہ

خطرناک اور تباہ کن ثابت ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ بڑے ممالک کے لئے سیکٹ سرورس

کے لئے پانچ فیصد اسٹے کی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ان کے پاس خود بے شمار اسٹے

ہوتے ہیں۔ مگر رقم اتنی زیادہ ہے کہ وہ کسی قیمت پر اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں

ہوں گے۔ اور چھوٹے ملک رقم کے ساتھ ساتھ اسٹے حاصل کرنے کی بھی اچانک

کوشش کریں گے کیونکہ انہیں اپنے دفاع کے لئے اسٹے چاہیئے اور آپ خود سمجھتی

ہیں کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک کے کل اسٹے کا پانچ فیصد کا مطلب ہے سرہتم

ہے۔ لہذا اسٹے اور ان کے لئے یہ بہت بڑا لایچ ہے۔“

نہ نے دفاع کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو یہ بات تو ٹھیک ہے پھر کیا اس سلسلے میں مختلف ممالک میں کوئی

مذمل تھا۔“

”ام سلوان نے بڑی دلچسپی سے پوچھا۔

”جی ہاں مادام اس منصوبے کے اعلان ہوتے ہی تمام ملکوں میں تہلکہ مچ گیا اور

تمام ممالک کی سیکٹ سرورس حرکت میں آ گئی ہیں۔ ویسے مجھے کامل یقین ہے کہ ایشیا کے

ممالک یہ بازی جیت لیں گے اور آپ یقین کریں ایشیا بڑا لایچ بھی درپردہ ابھی کے

لئے رکھا گیا ہے۔“

نہ نے جواب دیا۔

”ایشیا کے ممالک کے جاسوس کیا وہ یورپ کے جاسوسوں سے زیادہ ہوشیار

ہیں۔“

مادام سلوان نے بڑی حیرت سے پوچھا۔

”جی ہاں مادام اب ایشیا بہت ترقی کر گیا ہے۔ خاص طور پر نیدر لینڈ کا کرنل فریڈ

بائیشیا کا علی عمران اور سیکٹ سرورس کا سربراہ اکیٹو تو بین الاقوامی شہرت کے مالک

ہیں۔ یہ تینوں حضرات جی تنظیم کے پیچھے لگ جائیں سمجھ لیجئے کہ اس کا انجام قریب سے

قریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ اور میں اطلاع ملی ہے کہ کرنل فریڈ علی عمران اور اکیٹو

بجائے اس کہیں پر کام شروع کر چکے ہیں۔“

مشرک نے جواب دیا

"ویری گڈ مشرک مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم نے مجھ پر اس حد تک اعتماد کیا ہے کہ اتنا لاپ سیکرٹ بلان مجھے اتنی تفصیل سے بتلا دیا ہے تم یقین کر دو کہ تم نے بالکل صحیح فرد کو یہ منصوبہ بتلایا ہے۔"

مادام سلوانا کے لیے میں ہکا سا طنز تھا۔ جیسے ملک نہ سمجھ سکا۔

"مادام آپ کیسی باتیں کرتی ہیں! آپ پر کس کا فکرو اعتماد ہوگا۔ ویسے یہ منصوبہ کیسا رعب۔"

بلک شاید جلد از جلد ذہانت کے امتحان کا نتیجہ سننا چاہتا تھا تاکہ خوشگوار اور حسین مستقبل کے خواب دیکھ سکے۔

"ہاں بہت اچھا ہے اور میں تمہاری ذہانت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں تم میری دوستی کے لائق ہو۔ آئندہ میں تمہیں باقاعدہ ملاقات کا وقت دیا کروں گی۔"

مادام سلوانا کے لیے میں شوخی تھی۔ مشرک اس کے ہاتھ میں فیاضی کے راز لینے کا اچھا مہرہ لگایا تھا اور ظاہر ہے سلور گزل اس مہرے کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتی۔

"آپ کی نوازش مادام میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔"

بلک نے بڑے فرماںبردارانہ لہجے میں کہا

استے میں ہال کے آرکسٹرانے ڈانس میوزک بجانا شروع کر دیا اور میزوں پر بیٹھے ہوئے جوڑے اٹھ اٹھ کر ڈاننگ فلور پر پہنچنے لگے۔

"کیا آپ مجھے اپنا ہم رقص بنانے کا شوق دے گی؟"

لہنے بڑے مودبانہ لہجے میں درخواست کی۔

سوری بلک مجھے اس وقت ایک ضروری کام یاد آگیا ہے۔ میں تمہیں میری یہ موقع بھی دوں گی۔ اگر تم کل نارن ہو تو شام کو میری کوٹھی آجانا مجھے نہ ہی سمجھتے ہو آئی ہے۔"

مادام سلوانا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں سر کے بل آؤں گا مادام آپ کی اس فراخ دلانہ پیشکش کا بے حد شکریہ۔"

بلک نے کھڑے ہو کر کہا

دو دوں ہی دل میں اپنے آپ پر فخر کر رہا تھا۔ اسے اس دولت کے لہر پورا پورا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جلد ہی مادام سلوانا کا شوہر بننے والا ہے۔ کیونکہ اب ملک مادام نے کسی کو بھی کوٹھی پر لینے کی دعوت نہیں دی تھی۔ اور بلک پہلا آدمی تھا جسے یہ دعوت ملی تھی۔ ظاہر ہے اس کی خوش قسمتی سے اب کوئی شائبہ نہیں رہ گیا تھا۔

پھر مادام سلوانا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھادیا اور بلک نے بڑی گنجوشی سے اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا اور پھر مادام سلوانا واپسی کے لئے مین گیٹ کی طرف زحمتی چلی گئی۔

چونکے رہو۔

اب میں ایک بجلی سی سرگوشی ابھری
دریہ بھر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ کرنل فریدی اور کیپٹن حید اب کاؤنٹر کے پاس پہنچ

گئے۔

فریدی نے کرنل صاحب آج کیسے آپ نے تکلیف کی۔

پھر نے دانت نکالتے ہوئے بڑے غصہ سے انداز میں کہا۔

اے میں جب یہاں آتا ہوں تو تم گھاس بھی نہیں ڈالتے۔ آج کرنل صاحب
آخر شاہیں ہو رہی ہیں۔

کیپٹن حید سے جب رہ نہ گیا تو دوبار بولا۔

”مشریف خراس گھرے کو جب بھی یہاں آئے گھاس ڈال دیا کرو۔“

فریدی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”بہت بہتر خیاب اعلیٰ قسم کی گھاس ڈالوں گا۔“

پھر نے کرنل فریدی کی سنجیدگی سے بوکھلا کر کہا اور کیپٹن حید اس کے جواب
پر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

”مشریف خراس کہاں ہے۔ مجھے اس سے فوری ملنا ہے۔“

فریدی نے اس بار قدر سے سخت ہلچل میں کہا

”ٹاپ فلور کے آخری کمرے میں ان کا آفس ہے خیاب۔ کیا میں انہیں آپ کی
مدد کی اطلاع کر دوں۔“

پھر نے فردوس ہوتے ہوئے کہا۔

بلیمون میں کرنل فریدی اور کیپٹن حید کا دافعہ ایک قیامت سے کم نہ تھا
نہ ہوا۔ کیپٹن حید تو وہاں اکثر جاتا تھا اس لئے اس کی تو ایسی کوئی بات نہیں تھی
مگر کرنل فریدی کی آمد ہوئی کی پوری انتظامیہ کے لئے غیر متوقع اور پریشان کن
تھی۔ کیونکہ کرنل فریدی صرف اس وقت ایسی جگہوں پر جاتا تھا جب وہاں کسی
فرد کی شامت آتی ہو۔

چنانچہ اسے دیکھتے ہی کاؤنٹر پر موجود میسر کا چہرہ کھدم زدہ ہو گیا۔ اسے
تبد خانے میں ہونے والے جوئے اور بغیر پوسٹ شراب کے وغیرہ کی فکر پڑ گئی
اور اس نے پھرتی سے کاؤنٹر کے نیچے ایک بیڈ بٹا دیا اور پھر زبردست بولا۔

”باس کرنل فریدی اور کیپٹن حید ہاں میں داخل ہوئے ہیں۔“

”ابھی وہ اتنا اہم آدمی نہیں بنا کر میں اسے پہلی اطلاع دے کر چلو حید۔“

کرنل فریدی نے کٹ کھانے والے بیچے میں جواب دیا۔
اور پھر حید کا بازو پکڑ کر گفت کی طرت بڑھتا چلا گیا۔

”آپ جاتیں جناب بھاگل سے ملیں چاہے ہاگل سے مجھے غریب کو ساتھ لیں گے۔“
”میں آپ کی دلچسپی تک بالی میں بیٹھ کر دل پہلاؤں گا۔“
کیپٹن حید نے غریب سے گزرتی ہوئی ایک خوبصورت ویٹرس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
”اچھا جاؤ۔“

کرنل فریدی نے اس کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔
کیپٹن حید چند لمحے تک تو حیرت سے سن کھڑا کرنل فریدی کو دیکھتا رہا کیونکہ
فریدی اتنی آسانی سے اس کی جان چھوڑنے والا کہاں تھا۔ مگر پھر اس نے
گنڈے اچکائے اور واپس مڑ گیا۔ کچھ بھی ہو وہ کرنل فریدی کی دی ہوئی اس
مہلت سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

لغٹ نے چند ہی لمحوں میں کرنل فریدی کو ناپ فلور پر پہنچا دیا۔ لغٹ سے
اتر کر کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری کے آخری کونے کی طرت بڑھنے
لگا۔ جہاں آٹن کی تختی لگی ہوئی تھی۔

دروازے کے باہر ایک مسلح دو بان موجود تھا۔ کرنل فریدی قریب پہنچا تو
اس نے شاید کرنل فریدی سے کچھ کہنا چاہا مگر کرنل فریدی اسے ہاتھ سے دھکیلا

نوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کو بڑے خوبصورت انداز میں کیسے سجایا گیا تھا
بہت بڑی سی میز کے چاروں طرف بھاگل بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی جانتا تھا کہ وہ ملک
کا مشہور مسکلا اور بادشاہ ہے۔ مگر وہ کچھ اس حد تک ہاتھ پیر بچا کر کام کرنے
کا عادی تھا کہ ابھی اس کے خلاف ایک بھی ثبوت نہ مل سکا تھا۔ ویسے وہ کرنل
فریدی کی لسٹ میں تھا اور کرنل فریدی ہی موقع ملنے کے انتظار میں تھا۔

جیسے ہی کرنل فریدی اندر داخل ہوا بھاگل نے چونک کر اسے دیکھا اس کے
انداز میں حیرت تھی۔ ویسے کرنل فریدی اپنی نظر میں ہی ناگ کیا کو وہ اداکاری
کر رہا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ منیجر نے ضرور اسے اس کے آنے کی اطلاع دے
دی ہوگی۔ کھلا کرنل فریدی سے زیادہ ان مجرموں کی نفیات کو اور کون سمجھ
سکتا تھا۔

”ذہبے نصیب کرنل صاحب آج آپ ادھر کیسے بھول پڑے مجھے حکم
دیا ہوتا۔ آپ کے پاس حاضر ہو جاتا۔“

بھاگل نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا
”مشر بھاگل تم جانتے ہو مجھے رسمی فقروں سے چڑھے۔ اس لئے آئندہ میرے
سامنے ایسے فقرے منہ سے مت نکالنا۔ یہ میری آخری وارننگ ہے۔“

کرنل فریدی نے کسی پر بیٹھتے ہوئے تلخ بیچے میں کہا
”اگر آپ ناراض ہوئے ہیں تو میں آئندہ احتیاط کروں گا۔ ویسے یہ میرے
دل کی آواز تھی۔“

بھاگل نے بھی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مٹر بھاگل مجھے یہ بتاؤ کہ ٹوڈی آج کل کس گروہ سے منسلک ہے اور کہاں مل سکتا ہے۔"

کرنل فریدی نے بھاگل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے کے لئے بھاگل کی آنکھوں میں تھوٹھ کی ہرا بھری مگر جلد ہی دوسنبھل گیا۔

"خیریت جناب یہ ٹوڈی کب سے اتنا اہم ہو گیا کہ آپ کو اس کی ضرورت پڑ گئی وہ تو انتہائی کم تر درجے کا بدماش ہے۔"

بھاگل نے سنبھلتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو بھاگل تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔"

کرنل فریدی کے لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

"مجھے معلوم نہیں جناب کہ وہ آج کل کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ کافی مدت سے وہ غائب ہے۔"

بھاگل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن میری اطلاع کے مطابق ٹوڈی تمہارے گروہ میں شامل ہے۔ اور

تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ ٹوڈی نے آج خوشاب کاٹونی میں مجھ

پر نافرنگ کی اگر مجھے چند لمحے کی دیر نہ چھائی تو اس کے فرشتے بھی بچ کر

نکل سکتے۔ اور پھر میری کار میں ٹائم بم رکھا گیا جو جہاں تمہارا سے ہوٹل

کے کیا دہن میں آکر بیٹھا۔ میں بال بال بچ گیا اور تمہیں علم ہے کہ فریدی پر وار کرنے والا ہمیشہ گھائے میں رہتا ہے۔"

کرنل فریدی نے ساٹا لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ کی کار کی تباہی کی اطلاع ملی چکی ہے اور مجھے اس کا بے حد انکسوس ہے۔ مگر یقین کیجئے کہ کوئی صاحب اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ نہ

ہی ٹوڈی کے متعلق کچھ جانتا ہوں۔ وہ واقعی کافی عرصے سے غائب ہے۔"

بھاگل نے اپنے لہجے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا مجھے سچی بات تمہارے منہ سے نکلوانے کے لئے ٹیڑھی انگلی استعمال کرنی پڑے گی۔"

کرنل فریدی نے زوردار لہجے میں کہا۔

"آپ کی مرضی ہے کرنل صاحب۔ دیئے آپ جب چاہتے ہیں مجھے دھکیں دے دیتے ہیں۔ میں ایسی باتیں برداشت کرنے کا عادی نہیں

ہوں۔ صرت آپ کے احترام کی وجہ سے برداشت کر گیا ہوں۔ مگر اب احتیاط کیجئے اور یہ بھی سوچ لیجئے کہ آپ بھاگل کے آفس میں بیٹھے ہوئے

ہیں۔ بھاگل آپ کے آفس میں نہیں بیٹھا ہوا۔"

اس بار بھاگل کا جہر بے حد تلخ تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں پراسرار سی چمک ابھرائی تھی۔

"تو یہ بات ہے جیونٹی کے بھی پرنکل آتے ہیں۔"

کرنل فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مگر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی مزید کوئی قدم اٹھاتا بھاگل نے بڑی پھرتی سے میز کے نیچے لگا ہوا ایک مین دبا دیا اور پلک جھپکتے ہی سرسراہٹ کی تیز آواز سے موٹے شیشے کی ایک دیوار سی گرتی ہوئی نیچے فرش میں دھنسن گئی اب کرنل فریدی اور بھاگل کے درمیان وہ شیشے کی دیوار حائل تھی۔

کرنل فریدی بڑی تیزی سے پلٹا، مگر بھاگل نے دوسرا مین دبا دیا اور پھر جب تک کرنل فریدی دروازے تک پہنچتا دروازہ پر فوٹا کی مضبوط چادر گر چکی تھی۔ کرنل فریدی اس چھوٹے سے پارٹیشن میں مقید ہو کر رہ گیا تھا۔

"کرنل فریدی تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ کر لائی ہے۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ٹوٹی کو سامنے کیا تھا۔ تاکہ تم یہاں میرے پاس کھینچے چلے آؤ۔ پھر کار میں بیٹھ کر دیا گیا تاکہ اگر داؤ چل جائے تو راستے میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جائے اور مجھے تکلیف نہ کرنی پڑے۔ تم بیچ گئے مگر اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نہیں بچا سکتی۔ میں نے صرف ایک مین دبا دیا ہے اور انتہائی زہریلی گیس تمہارے چیمبر میں بھر جائے گی، ایک ایسی گیس جو چند ہی منٹ میں کرنل فریدی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دے گی۔"

نا۔ نا۔

بھاگل نے خوشی سے بھرپور ہنسنے لگا۔

کرنل فریدی نے بڑی تیزی سے جیب سے ریوالت نکال کر شیشے کی دیوار پر ناکریا گردہ دیوار مخصوص منٹ پر وقت شیشے کی گھٹی اس لئے

نہیں اس پر بلکا سائنس بھی دھچکڑیں اور بھاگل کے مجنوناہ اور خوشی سے بھرپور ہنسنے لگا۔

"پلوٹم چھٹی کرو آج ایک عظیم جاسوس جو بے کی موت مر جاتے گا۔ نا۔ نا۔ نا۔ عظیم جاسوس۔"

بھاگل تیس ہائیڈروجن بم تھپتھپاتے ہوئے میرے کنارے پر لگا ہوا سرخ مین دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے اس چیمبر میں جس میں فریدی قید تھا، دو دیوارنگ کی گیس تیزی سے بھرنی شروع ہو گئی۔

بھاگل کے مقصد اب دیواریں توڑ رہے تھے اور چھتیں بھاڑ رہے تھے۔ وہ خوش تھا۔ بے حد خوش کہ اس نے کتنی آسانی سے کرنل فریدی کا خاتمہ کر دیا۔

بنانے کتنے سنبھلی یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے اس پر دوسری نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کیا اور دوبارہ اپنے اپنے شغل میں مصروف ہو گئے۔
نوجوان جو بڑے ڈرامائی انداز میں اندر داخل ہوا تھا کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر ایک لمحے کے لئے سبکھا گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں موجود پراسرار چمک عود کر آئی۔ اور پھر وہ بڑے با اعتماد اور مضبوط قدموں سے چلتا ہوا ایک میز کی طرف بڑھ گیا جو اتفاق سے خالی پڑی تھی۔ در نہ ملنے میں اسی کو کیبزنہ تھی جس پر کم از کم دو آدمی موجود نہ ہوں۔

نوجوان نے کسی کیسیٹی اور پھر اس پہریوں دھم سے میٹا لیا جیسے دقوں بعد اسے بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس کے بیٹھنے ہی ایک ٹیم ٹیم بیرہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ بیرہ شکل سے ہی غنڈہ لگ رہا تھا اور ویسے کیسے میں بیرا گیری صرف غنڈے سے ہی کر سکتے تھے جس میں آنے جلنے والے زیادہ تر ادب باش اور سبھوٹ قسم کے لوگ ہوں۔
”کیا لاؤں؟“

بیرے نے لاکھڑی مارنے والے بھیجے میں پوچھا۔
نوجوان ایک لمحے کے لئے لبوڑ بیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رنگ گئی۔
”کیا لاکتے ہو۔ بوو؟“

اس نے ٹوٹی ٹھوٹی اور دھیمی کہا۔ اس کی آواز سے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے گلے میں تکلیف ہو مگر لہجہ بے حد دلگاہ اور گرجدار تھا۔

کیسے ریڈ ورج کا دروازہ ایک جھلکے سے کھلا اور پھر ایک طویل انعامت مگر انتہائی سٹیل جیم کا نوجوان بڑے وحشیانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر جھوٹی چھٹی سرخ رنگ کی دائری تھی اور سر کے بال جن کی رنگت تانبے کی طرح سرخ تھی بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں ساپ کی سی پراسرار چمک تھی۔ ہمدردی رنگ کی چپٹ پٹیٹ پردہ چڑے کی جیکٹ پہنے ہوئے تھا اور گلے میں پڑا ہوا زرد رنگ کا سلاکت ٹائی کی طرح جھول رہا تھا۔

وہ دروازے پر کھڑا چند لمحوں تک لبوڑ کیسے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ بال میں بیٹھے ہوئے افراد نے اسے ایک لمحہ کے لئے دیکھا اور پھر کوئی میز پر ہی سمجھ کر اسے نظر انداز کر دیا۔ چونکہ یہ کیسے ندر کاہہ پروانچ تھا اس لئے دن میں

”جو کہو جلدی بولو“

بیرے نے سپاٹ لہجے میں کہا

وہ نوجوان کے گردا رہے سے ذرا بھی مرعوب نہ ہوا تھا۔

”پرنس غفر کو لے آؤ“

نوجوان نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

اور بیرونیوں اچھل پڑا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ دوسرے

لحے اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔

”ادب سے پرنس کا نام نونا معقول، تم غیر ملکی ہو۔ ورنہ ابھی گردن توڑ

دیتا“

بیرونی لہجے میں بولا۔

”مشٹ اپ یوں“

نوجوان اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرا لمحہ اس بیرے پر بڑا گراں گزرا کیونکہ نوجوان

نے اٹھتے ہی بجلی کی طرح حرکت کی تھی اور بیرے کی کھوڑی پر پڑنے والے ایک

زوردار کتے نے اسے دو فٹ ہوا میں اچھال کر فرش پر چاروں شانے چت گرا

دیا تھا۔

اس اچانک دھماکے نے پورے ہال کو چونکا دیا اور دوسرے لمحے بسبب یوں

ساکت ہو گئے جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ہال میں موجود دوسرے بیرے

حیرت بھری نظروں سے نوجوان کو دیکھ رہے تھے جیسے اس کی اس پر حیات پر

منتجب ہوں۔

وہ برا فرش پر گرنے کے چند لمحے بعد ساکت پڑا ہوا۔ جیسے وہ خود بھی اس

تقریب پر متجب ہوا اور پھر جیسے ہی اس کے حواس واپس آئے وہ تڑپ کر اٹھ

بھا۔ نوجوان ابھی تک خاموش کھڑا اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس

سے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ واقعہ اس کے لئے قطعی معمولی رہا ہو۔

بیرے نے اٹھتے ہی تیزی سے حیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے

ہاتھ میں ریلو اور تھا۔ بیرے کی آنکھیں غصے اور توہین سے سرخ لاکڑوں کی طرح

چمک رہی تھیں۔ وہ غیر ملکی بڑی دلچسپی سے بیرے کو دیکھ رہا تھا۔ بیرے کے

ہاتھ میں ریلو اور دیکھ کر بھی اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی

تھی۔

”حالت زکوہ حقیر کیڑے، پرنس غفر سے بات کرؤ، ورنہ تمہاری لاش بد پر پرنس

غفر بھی آئسو نہ بھا سکے گا“

نوجوان غیر ملکی نے بڑی حقارت آمیز لہجے میں بیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اتنے میں کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا نوجوان بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ بیرے

نے ایک لمحے کے لئے آنے والے کوکن آنکھوں سے دیکھا۔ مگر دوسرے لمحے

اس نے ٹریگرو دیا۔ ریلو اور سے ایک شعلہ سا نکلا۔ مگر غیر ملکی نوجوان بجلی کی

طرح اپنی جگہ سے تڑپا اور گولی اس کے قریب سے گزرتی ہوئی پچھلی میز پر

بیٹھے ہوئے ایک شرابی کی کھوڑی میں گھسٹی چلی گئی۔ وہ شرابی بغیر کوئی آواز

نہ لے کر میز پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

غیر ملکی نوجوان انتہا سے زیادہ پھر تیار ثابت ہوا۔ کیونکہ اس نے بجلی کی

کاؤنٹر مین نے جواب دیا
 ”جھوٹ مت بولو۔ تجھے یہیں کا پتہ بتلایا گیا ہے۔ اس سے کھدو ملو برڈ آیا ہے
 بھرہ خود ہی یہاں دوڑا چلا آئے گا۔“

غیر ملکی نے لا پورا ہی سے کہا اور پھر ہٹ کر کسی پر بیٹھ گیا۔
 کاؤنٹر مین چند لمحوں تک سوچا رہا پھر اس نے دوسرے ہیروں کو اشارہ کیا
 اور پھر ہیروں نے تیزی سے یہوش ساتھی اور اس مٹرائی کی لاش وٹن سے

بنائے گئے۔ کاؤنٹر مین واپس کاؤنٹر کی طرف جانے لگا۔ لوگ دوبارہ اپنی اپنی کرسیوں
 پر بیٹھ گئے تھے مگر پورے مال کا موزونہ وہی غیر ملکی نوجوان تھا۔ سب ہی اس کی دہری
 بھرتی اور حتیٰ پر تبصرے کر رہے تھے۔

کاؤنٹر مین نے ریسیدر اٹھایا اور پھر نمبر ڈائی کرنے شروع کر دیئے۔ اسی کی
 غریب اسی غیر ملکی پر جی ہوئی تھیں جو بڑی لا پورا ہی سے مال کی ڈیکوریشن پر حائر
 نغز والہ ہوا تھا۔

جلد ہی راہبلی گیا۔

”پرنس پیکنگ“

دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

”میں جان بول رہا ہوں جناب۔ ایک غیر ملکی یہی نوجوان آیا ہے اس نے میرے سائیکو
 دیہوش کر دیا ہے“

جان نے تفصیل بتلائی شروع کر دی۔

”شٹ اپ مختصر بات کرو۔“

طرح تزیین کرنے صرف اپنے آپ کو کوئی سے بچا لیا بلکہ اس نے انسانی پھرتی سے
 اپنے دونوں ہاتھ لکڑی کی طرف لے لے جا کر زمین پر ٹیک دیئے اور پھر کچک چھپنے میں
 وہ میرا اس کی دونوں ٹانگوں پر اٹھتا ہوا دوسری طرف ایک میز پر جا کلا۔ اور غیر ملکی
 نوجوان دوسرے لمحے سیدھا ہو چکا تھا۔ رہا اور میرے کے ہاتھ سے نکلی کر دور جا
 گرا تھا اور میرے کا سر ہڈی کے کونے سے لگا کیونکہ وہ میز کو ٹوٹنا تھا جب
 فرش پر گرا تو پھر نہ اٹھ سکا۔ اس کے سر سے خون کی نیکیر نکلی کر تیزی سے فرش
 پر اپنا راستہ بنا کر چلی جا رہی تھی۔

غیر ملکی نوجوان کے انداز میں کچھ ایسی پھرتی تھی کہ بالی میں موجود لوگ ششدر
 رہ گئے۔ بس سب کچھ چپک چپک میں ہو گیا تھا۔ اور بعض لوگوں کو تو یوں محسوس ہوا
 جیسے نوجوان نے کچھ بھی نہ کیا ہو اور بھرا جادو کے زور سے اڑتا ہوا میز کے اوپر
 جا پڑا ہو۔

کاؤنٹر سے آنے والا نوجوان اب اس غیر ملکی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس

نے بڑے سخت لہجے میں کہا

”تم کیا چاہتے ہو“

دیئے کاؤنٹر کے لہجے میں ہلکا سا ارتعاش تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر غیر ملکی
 سے مرعوب ہو چکا ہو۔

”پرنس ظفر سے ملنا چاہتا ہوں“

غیر ملکی نے بڑے اطمینان اور سکون سے جواب دیا۔

”پرنس ظفر یہاں نہیں رہتا۔“

پرنس نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”جب وہ اپنا نام ملبو برڈ بتلاتا ہے اور آپ سے منا چاہتا ہے، جان نے خوفزدہ

ہیجے میں جواب دیا۔

”ملبو برڈ“

پرنس نے نمایاں طور پر چونکے ہوئے کہا۔

”جی ہاں“

جان نے جواب دیا۔ دیے وہ پرنس کے ہیجے سے کھٹک گیا تھا کہ ملبو برڈ کو کی ایم شخصیت ہے۔

”کیا اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں؟“

پرنس غفر نے سوال کیا۔

اور جان نے یہ سنتے ہی بغور ملبو برڈ کی طرف دیکھا۔ اس کا دایاں ہاتھ میز پر رکھا مٹھا تھا اور ہاتھ کی چھ انگلیاں نمایاں طور پر نظر آرہی تھیں۔ شاید ملبو برڈ نے اسے دکھانے کے لئے ہی ہاتھ میز پر رکھ دیا تھا۔

”بیج جی ہاں اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ انگوٹھا ڈبل ہے۔“

جان نے گلابڑاٹے ہوئے ہیجے میں جواب دیا۔

”اے فوراً میرے پاس لے آؤ۔ جلدی اور سنو ہال میں کوئی مشکوک شخصیت

تو موجود نہیں ہے۔“

پرنس غفر نے پوچھا

جان نے ایک طائرانہ نظر ڈال پر ڈالی اور پھر جواب دیا

”جناب تین اجنبی تو موجود ہیں مگر وہ بے ضرر معلوم ہوتے ہیں۔“

”او کے ملبو برڈ کو بڑی عادت ہے میرے پاس لے آؤ۔“

پرنس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

جان نے ریسپورکریڈل پر رکھا اور کاؤنٹر سے نکل کر تیزی سے ملبو برڈ کی طرف

بڑھا۔

”تشریف لائیے جناب“

جان نے اس بار بڑے مودبانہ ہیجے میں ملبو برڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ملبو برڈ دھیرے سے مسکراتا مٹھا اٹھ کھڑا ہوا۔

جان کی رہنمائی میں وہ گیلیری سے ہوتا مٹھا ایک خفیہ لفٹ میں سوار ہوا جو نیچے

تبہ خانوں میں اترتی چلی گئی۔

لفٹ جیسے ہی کی جان نے دروازہ کھولا اور پھر دروازے پر دو ٹپتے ہوئے ایک شیل کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ جان نے مخصوص انداز میں دروازے پر دھک دی اور دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

”تشریف لے جایئے جناب“

جان نے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے ملبو برڈ سے کہا۔ اور ملبو برڈ اندر داخل ہو گیا۔

سانے ایک خاما بڑا آمنس تھا جو بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ درمیان میں

ایک بہت بڑی میز تھی۔ اور اس کے چپے پرنس غفر بیٹھا بڑی امتیاز آمیز نظر دینے

سے ملبو برڈ کو دیکھ رہا تھا۔

ہیڈ آفس نے مجھے بھیجا ہے۔

ہیڈ برڈ نے سخت ہجے میں کہا۔

پرنس ظفر نے میز کی دروازہ کھولی اور پھر ایک ناکئی نکال کر ہینیو برڈ کے سامنے ڈالی دی۔

”اس میں اس کی تصویر اور مکمل کوائف موجود ہیں۔“

پرنس ظفر نے کہا۔

ہیڈ برڈ نے ناکئی اپنی طرف کھسکائی اور پھر اسے کھولی کر دیکھنے لگا۔ پرنس ظفر نے انٹرکام کا بٹن دبایا اور جان کو کافی پیچھے کا آڈیو دے دیا۔

ہیڈ برڈ ناکئی کے سٹاپ سے ہیں خاصی دیر تک مصروف رہا۔ پھر جیسے ہی اس نے ناکئی بند کی دروازہ کھلا اور جان کو کافی کی طرف سے اندر داخل ہوا۔ اس نے سائیڈ

ٹبل پر برتن رکھ کر کافی کی دو سیالیاں بنائیں اور لاکر پرنس ظفر اور ہیڈ برڈ کے سامنے رکھ دیں۔ ہیڈ برڈ شکر کسی خیال میں غرق تھا کہ دیگر بیانی رکھنے کی آواز سن کر وہ

چونکا اور اس کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف دینگ گیا۔ مگر دوسرے لمحے جان کی شکل دیکھ کر وہ سکڑا۔

جان نے برتن اٹھائے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا ہیڈ برڈ نے پرنس ظفر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ تو بڑا معمولی سا آدمی ہے۔ میں جبران ہوں اس کیلئے ہیڈ آفس نے یہ اوقات ضائع کرنا کیوں مناسب سمجھا ہے۔“

ہیڈ برڈ نے سخت ہجے میں کہا۔

ہیڈ برڈ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

”دلیل کم ہیڈ برڈ“

پرنس ظفر نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“

ہیڈ برڈ نے مسکراتے ہوئے پرنس ظفر سے مصافحہ کیا۔ اور پھر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

”مجھے افسوس ہے کہ آپ کو مجھ تک پہنچنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔“

پرنس ظفر نے اخلاقی برتنے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں ایسا کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ تو ایک کھیل تھا اور میری زندگی تو ایسے کھیل کھیلے ہوئے گزر گئی ہے۔“

ہیڈ برڈ نے جواب میں انکساری برتی

”ویسے کیا آپ مجھے کوڈ بتلائیں گے۔“

پرنس ظفر کو اچانک ایک خیال آ گیا۔

”سلور گرل مشن ڈسپینش کیلنگ۔“

ہیڈ برڈ نے اس بارے میں انتہائی کشمیدگی سے جواب دیا۔

”تھینک یو اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔“

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

”آپ کیا پسئیں گے۔“

پرنس ظفر نے پوچھا۔

”یہ تکلفات دفع کریں۔ مجھے اس آدمی کا نام پتہ اور مکمل کوائف بتلائیں جس کیلئے

"آپ نے شاید قابلِ کفر نہیں بڑا۔ ورنہ آپ یہ الفاظ استعمال نہ کرتے۔ اس نے بڑے بڑے جنراری مجرموں کی گزشتہ توڑ دی ہیں۔ انتہائی جالاک جیسا راور کایاں آدمی ہے۔"

پرنس ظفر نے ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"ہر مذہب بعض پسٹی، بعض آدمیوں کو خواہ مخواہ پسٹی مل جاتی ہے۔ تم دیکھنا آج رات کوئیں اس کی گردن کیسے توڑتا ہوں۔"

بلیو برڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ دیے مجھے یقین ہے کہ صبح عمران کے متعلق آپ کے خیالات میں خاصی تبدیلی آچکی ہوگی۔"

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

"مثلاً آپ تم بلیو برڈ سے پوری طرح واقف نہیں۔ مجھے یورپ کا شیطان کہتے ہیں۔ صرف میرا نام سن کر ہی اچھے اچھے لوگوں کا مارٹ فیل ہو جاتا ہے اور پھر جہاں خود بلیو برڈ پہنچ جاتے وہاں تک الموت کی موجودگی لازمی ہو جاتی ہے۔"

بلیو برڈ کو غصہ آگیا۔

"بہر حال ٹھیک ہے اگر آپ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں تو سوسرگرنی کے لئے یہ اس صدی کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔"

پرنس ظفر نے آنتا سے لہجے میں جواب دیا۔ وہ انتہائی ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا اور عمران کے ملک میں اس کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ اس نے

بھی سامنے آنے کی کوشش نہیں کی تھی اور ایسے لوگوں سے اسے ہمیشہ سے نفرت رہی تھی۔ جو بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہوں۔

"اچھا میں جانتا ہوں صبح تین میری کامیابی کی اطلاع مل جائے گی۔"

بلیو برڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی رہائش۔۔۔۔۔"

پرنس ظفر نے راتش کے متعلق کچھ کہنا چاہا۔

"تم فکر نہ کرو ایک رات کی بات ہے کہیں بھی بسر ہو جائے گی۔ کل میں مشن مکمل کر کے واپس چلا جاؤں گا۔"

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ کو چند آدمی دے دوں۔"

پرنس ظفر نے پوچھا

"میں انہیں میں اکیلے کام کرنے کا عادی ہوں۔ پھر ایک آدمی کی گر دن توڑنا

تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

بلیو برڈ نے بڑے فخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ کے جیسے آپ کی مرضی۔"

پرنس ظفر نے جواب دیا

اور بلیو برڈ اٹھ کھڑا ہوا۔

"مٹھریہ میں جان کو بھارتا ہوں وہ آپ کو کھیلے دروازے سے باہر

نکال دے گا۔"

پرنس ظفر نے کہا۔

اور میز کے کنارے پر لگا ہوا مٹی دبا دیا۔
 چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جان اندر داخل ہوا۔
 "ان کو بیک ڈور سے باہر چھوڑ آؤ۔"
 پرنس نے جان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
 "چلتے جناب۔"
 جان نے بڑے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیا۔
 "اد کے۔ وٹش یو گولڈ لک بلیو برڈ۔"
 پرنس ظفر نے بلیو برڈ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔
 "تھینک یو۔"

بلیو برڈ نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا
 اور پھر جان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔
 ان کے جانے کے بعد پرنس ظفر نے ریسور اٹھا یا اور نمبر ڈالی کرنے
 شروع کر دیئے۔

جلد ہی رابطہ مل گیا
 "ہیلو پرنس سیکنگ"

پرنس ظفر نے تنکنا نہ لہجے میں کہا۔

"یس باس پائیس انڈنگ یو"

دوسری طرف سے ایک کرنٹ آواز نہ گونجی۔

"عمران کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔"

پرنس ظفر نے پوچھا

"یس باس ہمارے آدمی فلیٹ کی بڑی کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔ نگرانی
 فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔"

پائیس نے جواب دیا

"بہر حال مکمل نگرانی ہوئی چاہیے۔ آج رات کو مشن مکمل ہونا ہے۔ ہیلو کوارٹر
 نے خصوصی طور پر بلیو برڈ کو بھیجا ہے۔ اس نے آج رات مشن مکمل کرنا ہے۔
 اس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہو۔"
 پرنس ظفر نے تنکنا نہ لہجے میں کہا۔
 "اد کے باس ہم خیال رکھیں گے۔"

سپائیس نے جواب دیا۔

اور پرنس ظفر نے ریسور رکھ دیا۔

تبی نہ رہی تھی کہ کرنل فریدی نے شروع میں سانس روک دیا تھا مگر اس کے باوجود
میں اس پر کسی حد تک اثر انداز ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس کے دماغ پر بار بار اندھیرا
چھٹنے کی کوششیں میں مصروف تھا۔ لیکن کرنل فریدی کی مضبوط قوت ارادی اس کا
راستہ روکے ہوئے تھی۔ کرنل فریدی اچھی طرح جانتا تھا کہ ایک بار بھی اندھیرا اس
کے دماغ پر مسلط ہو گیا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے موت سے نہیں بچا سکے گی۔
آہستہ آہستہ جیمز سے گیس خارج ہوتی چلی گئی۔ کرنل فریدی کو سانس روکے ہوئے
خاص وقت ہو گیا تھا۔ اور اب وہ وقت قریب آنا جا رہا تھا جب اس کی قوت
برداشت جواب دینے والی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں کیونکہ اسے علم
تھا کہ شیشے کی دیوار کی دوسری طرف بھاگل پتیقا اسے بغور دیکھ رہا ہو گا اور وہ
ایک سانس بھی نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ اگر گیس جیمز میں موجود ہو تو یہی ایک
سانس اس کی موت کا پروانہ ثابت ہو گا۔

اسے اب سانس روکنے میں خاصی محنت کرنی پڑ رہی تھی اور پھر اس نے
دل ہی دل میں اطمینان کا سانس لیا جب اس نے شیشے کی سربراہٹ کی آواز
سنی۔ یقیناً بھاگل نے دیوار اٹھالی تھی۔ چنانچہ کرنل فریدی نے آہستہ سے سانس
لے لیا۔ سانس لیتے ہی اس کے ذہن میں چھانے کی کوششیں میں مصروف اندھیرا
ایک دم چھٹ گیا اور اب کرنل فریدی کی مکمل طور پر بھاگل پر چھپ پڑنے کے لئے
تیار ہو گیا۔

اچانک اس کے پیٹ میں ایک زردوار تھوکر لگی۔ بھاگل شاید اپنا اطمینان
کرم تھا اور پھر دوسرا لمحہ بھاگل پر پے حد بھاری پڑا۔ کیونکہ کرنل فریدی اچانک جیتے

جیمز میں گیس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی کرنل فریدی نے فوراً اپنا
سانس روک لیا اور پھر اس نے بہوش ہونے کی ایک ننگ مشرواح کر دی اس
وقت سوائے اس کے اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا اور کرنل فریدی کو کافی دیر
تک سانس روکے رکھنے کی خاص پریکٹس تھی۔ اس لئے اسے قوی امید تھی
کہ بھاگل اس کے ڈاء میں آ جائے گا۔

اور پھر وہی ہوا، کرنل فریدی کے فرش پر گرتے ہی بھاگل نے گیس کے اخراج
کا بن دبا دیا۔ یہ گیس بے حد نہرہی اور زود اثر تھی اور بھاگل کو مکمل یقین تھا
کرنل فریدی کی روح اس گیس کے اثر کی وجہ سے چند منٹ سے زیادہ اس کے
جسم میں موجود نہیں رہ سکتی۔ اور اس کا خیال اپنی جگہ پر صبح تھا۔ گیس واقعی

کی طرح اچھلا اور بھاگل ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس کے ماتھے میں پکڑا ہوا دیوار چھوٹ گیا تھا۔

کرنل فریدی اب اپنی جگہ پر کھڑا بڑی کینہ توڑ نظروں سے بھاگل کو دیکھ رہا تھا جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

کرنل فریدی کا چہرہ چٹان کی طرح سیاٹ تھا۔

”تم نے فریدی پر وار کرنے کی جرأت کی ہے اور اس جرأت کا خیاالہ نہیں کیا تمہاری آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گا۔“

کرنل فریدی نے سر دلیجے میں کہا۔

اب بھاگل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دیوار سے شاید اس کا سر برسی طرح ٹکرایا تھا کیونکہ وہ بار بار سر جھٹک کر اپنے حواس جمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کرنل فریدی اگر چاہتا تو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ مگر کرنل فریدی کی اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ ایک لمحے میں بھاگل کی گردن توڑ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

بھاگل کے حواس شاید موقع محل دیکھ کر جلد ہی جمیع ہو گئے تھے۔ کیونکہ چند لمحوں بعد ہی وہ بھی بڑی نفرت آمیز نظروں سے کرنل فریدی کو گھورنے لگا تھا۔

”تم نے فریدی پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیے ہیں تم کیا سمجھتے تھے کہ تم فریدی کو اتنی آسانی سے ختم کر لو گے۔ فریدی تم جیسے حقیر کوئی دن کے بس کا لوگ نہیں۔“

فریدی کے لیے میں شدید غصہ تھا۔

بھاگل نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا ذہن شاید تیزی سے اپنے بکاؤ کی تدبیروں پر موزور کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے ابھی طرح علم تھا کہ اب فریدی اسے آسانی سے زندہ نہ چھوڑے گا۔

فریدی چند لمحے خاموش کھڑا بھاگل کے چہرے پر پیدا ہونے والے تاثرات دیکھتا رہا۔ جاگی کی نعریں بھی فریدی پر جی ہوئی تھیں وہ کبک جھپکنا بھی بھولی گیا تھا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ کبک جھپکنے کے بعد شاید اسے دوبارہ کبک کھولنے کا موقع ہی نہ ملے۔

”سنو پلو“

فریدی نے کہا اور دوسرے لمحے فریدی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔

بھاگل نے کچھ کی بہترین کوشش کی لیکن فریدی کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوا تھا۔ وہ اس قسم کے تمام داؤ جاتا تھا چنانچہ اس نے جیسے ہی چھلانگ لگائی بھاگل نے تیزی سے اپنے جسم کو بائیں طرف موٹا چا۔ مگر فریدی درمیان میں ہی اپنا رخ بدلی چکا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھا بائیں طرف بھاگل کے اوپر گرا۔ اس کے سر پر پوری قوت سے بھاگل کے سینے پر پڑے اور بھاگل کے منہ سے بے اختیار داغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر ایک دیوار سے جا ٹکرایا۔ فریدی جب نے کریدھا تو چکا تھا۔

بھاگل کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور دوسرے لمحے وہ سیدہ بکڑے نیچے جھٹک چلا گیا۔ اس کے جسم نے ایک ہلکا سا جھکا کھایا اور پھر اس کے منہ سے نعرن فوارے کی طرح برس پڑا۔ اور پھر وہ اونڈے منہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا جسم چند لمحے مسلسل جھٹکے کھاتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

فریدی جراحی جگہ کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ختم ہوتے ہی تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور پھر اس نے میز کے کنارے گئے ہوئے ایک بین کو دبا دیا۔ بین دبتے ہی کمرے میں ایک بار پھر شیشے کی دیوار کمرے میں گونجی۔ فریدی نے برا سا منہ بناتے ہوئے ساتھ والا بین دبا دیا اور اس بار دروازے پر پڑی ہوئی آہنی شیٹ تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔

فریدی اب شیشہ اٹھانے والا بین دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک نوجوان لاکھتے میں برین گن سنبھالے اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی فریدی پر برین گن کا نازک گول دیا مگر نازک فنگل میں گری ہوئی شیشے کی دیوار نے گولیوں کو فریدی ہی تک پہنچنے سے روک دیا۔

فریدی تیزی سے ایک بار پھر بینوں پر جھکا اور اس نے بیک وقت دو تین بین دبا دیئے۔

ایک شرنگٹنے کا اور دوسرا برین گس چھوڑنے کا جڑا سا سرخ بین اپنے آپ بٹلا رہا تھا کہ وہ خطرناک گیس کا بین ہے۔

شش بریق تھامی سے دروازے پر گڑا اور ساتھ ہی چیمبر میں نہ ہرٹا گیس بھی تیزی سے پھیلنے لگی۔

بین دبا کر جب فریدی نے سر اٹھایا تو پریشانی اور حیرت سے اس کی آنکھیں کھلیں۔ کھلیں رہ گئیں کیونکہ کمرے میں اس نوجوان کے ساتھ ساتھ کیپٹن حیدر بھی موجود تھا۔ کیپٹن حیدر بچانے کے لمحے اندر آ گیا تھا۔ وہ شاید اسی نوجوان کا بچھا کرتے ہوئے آیا تھا۔

نہرٹی گیس نے اب ان دونوں کو اپنی لمبیٹ میں لے لیا تھا اور وہ دونوں لڑکھڑاکے

نیچے گر رہے تھے اور فریدی جانتا تھا کہ کیپٹن حیدر کی سانس روکنے کی مشق نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی موت یقینی ہو گئی تھی۔

کئی فریدی تیزی سے گیس خارج کرنے والا بین دھونڈنے لگا۔ مگر وہاں اور کوئی بین نہیں تھا۔ وہ دیواروں اور بینوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس کا منظم دماغ اس سے پکارا کر رہ گیا تھا کیونکہ کیپٹن حیدر اس کے ہاتھوں موت کے چنگل میں چلا گیا تھا۔ کیپٹن حیدر کی لاش کا تصور بھی کئی فریدی کو دیواروں کرنے کے لئے کافی تھا اور فریدی جانتا تھا کہ کیپٹن حیدر اگر ابھی تک موت کی وادی میں داخل نہیں ہوا تو اس کے تدم مشورہ اس وادی میں نہ پڑے۔

جیل کے دفاع کے لئے تیار تھا مگر ڈرائنگ روم قطعاً خالی تھا۔ یہ پوش آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے والے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا وہ چونک پڑا کیونکہ دروازے کی درز سے اسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا لگن ہو گیا تھا۔

یہ پوش نے آہستہ سے درز سے آنکھ لگائی تو اس نے اندر ایک اور نقاب پوش نو دیکھا جس کے ہاتھ میں پسل ٹاپرچ تھی۔ وہ بغور کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔

”ہو بند مجھ سے پہلے کوئی پہنچا ہوا ہے۔“

یہ پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔
”خبردار اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔“

نقاب پوش نے غراہٹ آئینہ لہیے میں کہا

وہیے اس نے آواز کو حتی الامکان دبائے کی کوشش کی۔ وہ دوسرے لمحے وہ نقاب

پوش سبکی کی سی تیزی سے مڑا

اس نے خارج تیزی سے بکھا دی مگر نوادہ سیاہ پوش کے ہاتھ میں کچلا ہوا ریوا اور

انڈیرے میں بھی چب رہا تھا۔

”تم کون ہو علوان تو معلوم نہیں ہوتے۔“

کمرے میں پہلے سے موجود نقاب پوش نے بھی غراہٹ آئینہ لہیے میں جواب دیا۔

”اور تم بھی علوان معلوم نہیں ہوتے کون ہو تم۔“

سیاہ پوش نے حیرت آئینہ لہیے میں جواب دیا۔

”کبھی بلیک ایگل کا نام سنا ہے تم نے۔“

علوان کے غلیٹ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور سرگ بھی قطعاً سنسان تھی
دو در در تک کسی آدمی روح کا وجود نہیں تھا۔ علوان کے سامنے والی بیڈنگ کے ستون
کے پیچھے سے ایک سیاہ پوش نکلا۔ اور تیزی سے بیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ دروازے
پر پہنچ گیا۔ چند لمحے تک وہ دروازے کے ساتھ کان لگا کر آہٹ لیتا رہا مگر غلیٹ میں
قطعاً سکون تھا۔ سیاہ پوش نے آہستہ سے دروازے کو دبا دیا۔ شاید وہ اندازہ لگاتا
چاہتا تھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے یا نہیں اور اس کی نریش قسمی کہ دروازہ اندر سے
بند نہیں تھا۔ ہاتھ کا دباؤ پڑتے ہی دروازہ بے آواز کھٹکا چلا گیا۔

یہ ڈرائنگ روم کا دروازہ تھا اور ڈرائنگ روم کی تاریکی تھی۔ سیاہ پوش نے یہی
کی کسی پھر تری سے جیب سے ریوا اور سکالا اور پھر کوڈر اندر گھس گیا۔ وہ ہر دم کے متوقع

میں بیروبرڈ کی آنکھوں میں غصے کی چمک لہرائی کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس کا نشانہ
 مل رہا تھا۔ اس نے منہ میں ٹیڑجہاں شروٹ کر دیا مگر بلیک ایگل تو واقعی پتہ نہ بنا
 سکا تھا۔ اس کے پیر زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔ وہ جیسے ہوا میں ناپچ رہا ہو۔ گولیاں اس
 نے دائیں بائیں سے نکلتی چلی گئیں اور جب اس کے پیادوں سے کھٹ کی آواز نکلی تو بلیک
 ایگل سیدھا گھٹڑا ہونگا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا کہ میں واقعی بلیک ایگل ہوں۔ اب تم ثروت بخش کرو۔"
 بلیک ایگل نے کہا

اور دوسرے لمحے اسی کے ہاتھ میں یہی وہ چمک رہا تھا۔

بیروبرڈ کی آنکھیں حیرت سے بھٹی ہوئی تھیں۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ
 اس کی ایک گولی بھی ضائع ہوئی ہو مگر یہاں تو ریڈ اور غامبی ہو گیا مگر بلیک ایگل کو گولی
 چھوئی بھی نہیں۔

"تو تم کوئی جن بھوت برآمدی نہیں ہو۔"
 بیروبرڈ نے حیرت سے سہکاتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ میں آدمی ہوں۔ میں تو بلیک ایگل ہوں"
 بلیک ایگل نے جواب دیا۔

بیروبرڈ کے حواس جلد ہی لوٹ آئے۔ کیونکہ اسے موقع کی نزاکت کا احساس ہو گیا
 تھا۔ وہ دونوں عمران کے ٹھیک میں موجود تھے اور کسی بھی لمحے عمران ان دونوں کے لئے
 موت کا پیا مبر بن سکتا تھا۔ اس لئے بیروبرڈ نے مصالحت اختیار کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے افسوس ہے بلیک ایگل میں نے تم پر شک کا اظہار کیا۔ ہم دونوں کا مشن بلیک

تقاب پوش نے طرے سے ہمتے کہا
 "اودہ تم بلیک ایگل ہو مجھے بیروبرڈ کہتے ہیں۔"

آنے والے سیاہ پوش نے حیرت سے جواب دیا
 "تم بلیک برڈ تو ہو سکتے ہو حالانکہ تمہارے پر نہیں مگر بیروبرڈ نہیں ہو سکتے کیونکہ تم نے
 کپڑے نوکالے رنگ کے پہنے ہوئے ہیں۔"

بلیک ایگل نے مسکراتے ہوئے کہا
 "عمران کہاں ہے آج میں اسے موت کے گھاٹ اتارنے آیا ہوں۔"

بیروبرڈ نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا
 "اچھا چلو پھر اکٹھے دھڑکتے ہیں شاید کسی میز کے نیچے چھپا ہوا ہو۔"

بلیک ایگل نے استہزائیہ ہجے میں جواب دیا۔

اور اندر رکھنے والے دھواڑے کی طون مرنے لگا۔

"خبردار اگر حرکت کی مجھے تم بلیک ایگل معلوم نہیں ہوتے۔ تم ضرور مجھ سے خزا کر رہے
 ہو اور تم جانتے ہو بیروبرڈ سے خزا کرنے والا کبھی زندہ نہیں رہتا۔"

بیروبرڈ نے سخت ہجے میں کہا۔

"کمال ہے میں نہیں کہہ رہا کہ تم بیروبرڈ نہیں اور تم مجھے کیا تم اندھے ہو۔ میرا یہ
 لباس تمہیں نظر نہیں آتا۔ اگر کو تو پرچھو دکھا دوں۔"

بلیک ایگل نے بدستور استہزائیہ ہجے میں جواب دیا۔

مگر بیروبرڈ نے اس بار جواب دینے کی بجائے
 ہوتے ریڈ اور دسے ٹریچ کی آواز نکلی مگر بلیک ایگل کو گھنے کی بجائے سامنے دیوار میں گھسی چلی

ہی ہے۔ لہذا پہلے ہیں عراق کو ٹھکانے لگانا چاہیے ہر آسمان سے ایک دوسرے کی طاقت کا اندازہ کر لیں گے۔“

بلیر بڑے ریوالور ایک طرف پھینک دیا۔

”او کے مگر مقدار ریوالور خالی تھا اس لئے تم نے پھینک دیا مگر میرے ریوالور میں ابھی تک گولیاں موجود ہیں اس لئے میں اسے پھینک نہیں سکتا۔ جیب میں البتہ ڈال دیتا ہوں؟“

بلیک ایگل نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا اس پر بھاری پڑا کیونکہ اس نے جیسے ہی ریوالور جیب میں ڈالا بلیر نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ بلیک ایگل نے پکڑنے کی کوشش کی مگر ٹیپو بڑے اسیا کوئی موقع نہیں دیا اور اسے چھاپ لیا۔

چنانچہ دوسرے نے بلیک ایگل نیچے اور بلیر بڑا اور پر تھا۔

”تم نے مجھے اچھا کہا تھا۔“

بلیر بڑے غرات برے کہا

مگر اس سے پہلے کہ وہ بلیک ایگل کے پیٹ میں ٹکراتا وہ گیند کی طرح اچھل کر دیوار کے ساتھ جا بکوا۔

دیوار کے ساتھ ٹکٹے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ واقعی وہ انتہائی سخت جان واقع تھا۔ بلیک ایگل بھی اس دوران کھڑا ہو چکا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر دوبارہ وار کرتے دروازہ پوری قوت سے کھلا اور پھر عمران ہاتھ میں مین گن لئے اندر داخل ہوا۔

”بس کھل ختم۔ اپنے ہاتھ اٹھاو ورنہ تم جانتے ہو مجھے پرندوں کے شکار میں بے حد ملوث تھے۔“

عمران نے استہزائیہ ہنسی میں کہا۔

وہ دونوں اس پوزیشن میں کھڑے تھے کہ وہ دونوں مین گن کی نوا میں آجاتے تھے۔

”دوسری طرف منکر دو۔ جلدی کرو۔“

عمران نے سخت ہنسی میں کہا۔

اور پھر سب سے پہلے بلیک ایگل مڑا۔ بلیر بڑے بھی اس کی پیروی کی۔

عمران آہستہ آہستہ چٹا ہوا ان کے قریب آیا اور پھر اس نے بلیک ایگل کی جیب سے ریوالور نکالی دیا۔

اس دروازے کی طرف چلو۔ خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو مین گن کی گولیاں ہاتھ نہ پھینکیں گی۔

عمران کے ہنسی میں غرور تھا۔ بجائے ہنر تھا۔

”شکاری صاحب اگر مارنا ہی ہے تو ہمیں مارو کسی ہنجر سے میں قید نہ کرنا۔“

بلیک ایگل نے بڑی معصومیت سے کہا۔

اور بلیر بڑے ہنر سے بھیجے تھے۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک دیواری میں آئے اور پھر دوسرے ٹھے وہ ہٹکا بٹکا گئے۔ چھٹی دیواری میں ایک سرکڑتا دھڑلہ دیواری بن گئیں۔ اب وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ بن گیا تھا ان کے آگے اور پیچھے دونوں طرف دیواریں تھیں۔ اور اس قید خانے کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ دونوں دیواریں ٹھوس ٹھوس دیواری تھیں۔

”اسے اس نے تو واقعی بچرے میں فید کر دیا، مگر یہ کیسا پتھر ہے جس میں سلاخی ہوئی نہیں۔“

بلیک ایگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا:

”آج تمہاری وجہ سے مجھے ناکامی ہوئی ہے۔ درمیان زندگی میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔“

بلیو برڈ نے غصے سے کہنے لگا:

”تم خود ہی مجھ پر جھپٹ پڑے تھے۔ درمیان کی کیا جرأت کروہ بلیک ایگل کے منہ لگ کے۔“

بلیک ایگل نے بھی جواب میں غصے سے کہنے لگا:

”بلیک ایگل، بلیک ایگل مجھے تو تم کو کی سزا دے رکھی ہے۔ بلیک ایگل کی میں نے باتیں بہت سنی تھیں، مگر تم تو ایک دم ٹھس ہو۔“

بلیو برڈ نے حیرت سے کہنے لگا:

”اور میں نے بھی تمہارا کھلیو بڑا تھپس مارا ہے۔ مگر تم تو چوہے سے بھی بدتر نکلتے۔“

بلیک ایگل نے بھی جواب میں خفیہ لہجے کا نظارہ کیا:

”شٹ اپ مجھ کچھ سوچنے دو۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رکھتا۔ بہر حال مجھے اپنا مشن پورا کر کے واپس جانا ہے اور کایا بی کی رپورٹ دینی ہے۔“

بلیو برڈ نے کہا:

”رپورٹ دینی ہے، اس کا مطلب ہے تم کسی کے ماتحت کام کرتے ہو۔ ہونہر ہونا

بہانے پھرتے ہو جو شخص کسی کے ماتحت کام کرتے ہیں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتا۔“

بلیک ایگل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا:

بلیو برڈ کی آنکھیں منہ سے سرخ ہو گئیں

”تم کیا کچھ رہے ہو میں کسی فٹ پوینٹ کی ماتحت کروں گا۔ میں سلاگرل کے ماتحت کام کر رہا ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی سلاگرل کے ماتحت ہو گے۔ لیکن ایک بات

میں سمجھ نہیں سکا کہ جب کہیں کو ارنے ٹران کو قہقہہ کرنے کے مشن پر مجھے بھیجا تھا تو تم یہاں کیسے آ گئے۔“

بلیو برڈ نے کہا:

”ارے سلاگرل، مارے گئے پھر تو مجھے واقعی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں تو کھینے

بلیو برڈ کے مالک کی منت خوشامدی کے وجہ سے ٹران کو قہقہہ کرنے یہاں آیا تھا، مگر تم پبلک پڑے اور نتیجہ میں اس وقت اس بچرے میں تیر ہو۔“

بلیک ایگل نے منہ بناتے ہوئے کہا:

”تم بھی سلاگرل میں شامل ہو۔“

بلیو برڈ نے چونکتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا:

”ہاں میں ہلک کالنگ کا سب اسپارچ ہوں، تقریباً یہاں آیا تھا تو اس بکیرے میں

بھنس گیا، تم تو مجھے معمولی کارندہ سے نظر آتے ہو۔ کیا منہ ہے تمہارا۔“

بلیک ایگل نے استغناء لہجے میں سوال کیا:

”اوہو سب اسپارچ بن کر اتنے اتر رہے ہو۔ واہ بھئی واہ لطف آگیا۔ بلیو برڈ

اور معمولی کارندہ دیر کی گڈ۔“

لیو بروڈی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

"اچھا اچھا زیادہ باتیں مت بناؤ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ کسی شر کے انچارج سوچو گے بس۔"

بلیک ایگل نے بڑا سناٹہ ہوتے کہا۔

"پیارے بلیک ایگل میں سلور گرل کی ڈسکشن کیوں کامیاب نہیں کیجیے"

لیو بروڈی نے بڑے فخر سے بتایا۔

"اے بے باک مرڈر سیکشن کیٹی کے ممبر اس کا مطلب ہے تم تو ہیڈ کوارٹر کے آدمی

ہو۔ مجھے سمجھنا کہ تم نے سب سے بڑی نشان میں کافی گستاخیاں کی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں

تھا کہ تم اتنی اونچی پوسٹ پر ہو۔"

بلیک ایگل نے عزت آمیز لہجہ میں کہا

"اے کوئی بات نہیں میں ہیڈ کوارٹر میں جا کر تبارہی سفارش کروں گا۔ سلور گرل

میری بات مانتی ہے۔ جیسے کبھی کوئی اچھا سا مددہ دلا دوں گا۔"

لیو بروڈی نے حاتم حافی کی قبر پر لاتا رہتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کو کافی بڑا ہوگا۔ وہاں ہنگ کانگ میں تو افواہ اڑی ہوئی ہے کہ بلیک سٹی

میں سلور گرل کا ہیڈ آفس ہے وہ تو بہت بڑی جڈنگ ہے۔"

بلیک ایگل نے کہا۔

"اے سچتے ہیں۔ ممبر بلیک سٹی ہڈنگ۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر تو ڈائمنڈ ہاؤس میں ہے

اور ہمارا مسلمانا جو اصل میں سلور گرل ہے یہی رہتی ہے۔"

لیو بروڈی نے جواب دیا۔

"وہاں کو بیٹھے ہوں گے غائب رہے بغیر کوڑے دہاں کون کھسکتا ہے۔"

بلیک ایگل کے بچے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لیو بروڈی کی شخصیت سے بے حد مرعوب ہو چکا

ہے۔ اس وقت وہ کسی ایسے بچے کی طرح معلوم ہو رہا تھا جو استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔

"اے تم! بالکل کاٹھن۔ اتنی بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہمارے دہاں کوئی ایسے کھس جاتے

نہیں ہر آدمی کا لینڈ مارک ہو گا تو میرا کوڑے "یڈیٹاٹ" اسی طرح ہر آدمی کا لینڈ

مارک ہو گا۔ میں تمہیں دہاں لے گیا تو یڈیٹاٹ مارک کو "امق" ہو گا۔"

لیو بروڈی ہنستے ہوئے کہا۔

"جی جی تم امق۔ قمار باپ امق، قمار سے ابدا جدا امق۔ تم مجھے امق کہہ رہے ہو

اپنے باپ کی نامعلوف اولاد۔"

بلیک ایگل اچانک اچھل کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شیشہ بڑے ٹپکے۔

"میں تمہیں امق نظر آ رہا ہوں۔"

بلیک ایگل نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے چہرے پر ہنسنے لگا اور پھر ایک بھلی س کے

سے اس کی جگہ پر اب وہاں بلیک ایگل کی بجائے عمران کھڑا تھا۔

"تت۔ تم عمران۔"

لیو بروڈی نے تیرت کے مارے آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"سیلمان۔"

اچانک عمران نے پیچ کر کہا

اور دوسرے لمحے ایک دیوانہ سیر می سے ہنسی چلا گئی۔ اب وہاں سیلمان نہ تھا۔ میں برین گن

لے کھڑا تھا۔

"مگر وہ پہلے دلا عمران"

بلیو برڈ ابھی تک حیرت زدہ تھا۔

"تمہارے سامنے کھڑا ہے، یہ میرا باورچی ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر چوٹ کر سیلان کے ماتھے سے برین گن لے لی۔

"اپنا منہ دوسری طرف کرو۔"

عمران نے سپاٹ بھیجی میں بلیو برڈ کو حکم دیا اور بلیو برڈ جی اس سپریشن سے غماہ پریشان تھا عمران کا حکم ماننے کی بجائے اچانک اس پر اٹھا۔ اس کے اچانک حملے سے عمران کے ماتھوں سے برین گن نکلتی چلی گئی اور وہ خود بھی لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا گرا۔ ضرب اچانک خاصی زوردار لگی تھی۔ عمران فرش پر گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر بلیو برڈ نے اسے سینھیں کا موقع نہیں دیا اور اس کے بونٹ کی زوردار ضرب عمران کے جبر سے پر گئی۔

بلیو برڈ لڑنے کے معاملے میں برق تھا۔ اس کے جسم میں خون کی بجائے پارہ دوڑتا تھا۔ یہ بلیو برڈ ہی تھا جو عمران کے جبر سے پر غور مار رہا تھا۔ جبر سے پر غور کر پڑتے ہی عمران پلٹ کر گرا۔ بلیو برڈ انٹس کی کمر میں ایک اور بھر زور ضرب لگائی چاہی مگر عمران اسے کہاں موقع دیتا تھا۔ چنانچہ عمران کھجلی کی طرح مڑا اور دوسرے لمحے اس کا زوردار محکمہ بلیو برڈ کی اینٹیں پسلی پر پوری قوت سے لگا اور بلیو برڈ کے منہ سے بے اختیار صرغ نکل گئی۔ پسلی ٹوٹنے کی آواز اس کی چیخ میں دب کر رہ گئی تھی۔ بلکہ میں کچھ انہی شدت تھی کہ بلیو برڈ تقریباً آڑا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔

"عمران کے جبر سے پر غور کر مارنے والا اپنا دوسرا قدم نہیں پر نہیں رکھ سکتا۔"

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اس کے منہ سے عمران کی ایک پسلی کی لکیر دینگ رہی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیو برڈ دوبارہ سنبھلا عمران نے پوری قوت سے فلائنگ مار

اس کے سینے پر ماری اور اس بار بھی بیک وقت اس کے سینے سے کئی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں نکلیں۔ بلیو برڈ کے منہ سے ایسی غراہٹ نکلی جیسے وہ سکرت کے عالم میں مبتلا ہو۔

عمران چند لمحے کھڑا نکلا بلکہ کارڈ عمل دیکھتا رہا۔ بلیو برڈ آہستہ آہستہ اوپر اٹھا وہ چند لمبے لمبے بھنجی بھنجی فطرد سے عمران کو دیکھتا رہا۔ اس کے منہ اور تانک سے بیک وقت خون کی دھاریاں نکلیں۔ جی تھیں جن سے اس کا چہرہ خاصا چٹناک ہو گیا تھا اس کی گیند سے جتنی چوڑی جھاتی آہستہ آہستہ سکڑ رہی تھی۔ وہ ایک ٹک عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی نفرت تھی جسے الفاظ کا جادہ نہیں پہنچا جا سکتا۔

عمران بھی اپنی جگہ چونکا کھڑا تھا۔ اسے ابھی طرح علم تھا کہ کبھی ہوتے دینے کی نو آخری بار ضرور کھڑکتی ہے اور وہی ہوا۔ بلیو برڈ اچانک اپنی جگہ سے چلتے کی طرح حبت لگائی اور ساتھ ہی اس کے منہ سے ہونٹ کی خونخاک آواز بھی نکلی اور وہ اڑنا ہوا عمران پر آیا۔ اس بار اس کا انٹس ایسا تھا اور اس کی جست میں اتنی شدت تھی کہ عمران اگر اس کے داویں آجائے تو یقیناً اس کے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ بچتی۔ عمران اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔ جیسے ہی بلیو برڈ اڑنا ہوا اس پر آیا عمران نے اپنے جسم کو ہلکا سا جھکایا اور پھر اس کے جسم نے بندر کی طرح تھلا بازی کھائی

ایک لمحے سے بھی کم کرے میں اس کے ہاتھ فرش پر اڑنا لگیں فضا میں تھیں اور یہ وہی لمحہ تھا جب کہ بلو برڈ کا جسم اس کے سین اوپر تھا۔ پھر عمران کے دونوں پیروں پہ کھڑے ہوئے۔ عمران نے اپنی ٹانگوں کو ہلکا سا جھکا دیا اور بلو برڈ اس کی ٹانگوں سے دوبارہ اٹھا اور اس بار وہ گولی کی طرح سائیڈ کی دیوار کی طرف پٹا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ دیوار سے ٹکرا چکا تھا۔ عمران اپنی قلابازی مکمل کر کے بیٹھا ہو چکا تھا۔ بلو برڈ کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور بلو برڈ کے منہ سے نکل ہوئی آخری چیخ میں خوفناکت بھی شامل ہو گئی۔ اس کا سر زبردستی کی طرح پھٹ کر کئی ٹانگوں میں بٹ چکا تھا۔

سیمان نے جو کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا بلو برڈ کا یہ حشر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ جھٹکے اور پھر وہ سیمان کی طرف مڑا۔

”اس کی لاش کو اٹھا کر میک اپ روم میں لے آؤ“

اس کے بلے میں ایسی غراہٹ تھی جیسے برف باری کے موسم میں بھوکے بھیڑیے مڑتے ہیں اور خود مڑ کر میک اپ روم کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی سیمان بلو برڈ کی لاش اٹھا کر میک اپ روم میں لے آیا۔ عمران اس دہانے کو سر پر بیٹھا بلو برڈ کا میک اپ کرنے میں مصروف تھا۔ تقریباً دو گھنٹے تک وہ اس کام میں مصروف رہا جب وہ فارغ ہوا تو اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بلو برڈ نہیں ہے۔ اس نے میک اپ میں اپنا ہیشل فارمولا استعمال کیا تھا۔ یہ فارمولا اس کی اپنی ایجاد تھی۔ اس میں خصوصیت تھی کہ اس سے چہرے پر تاثرات بھی باقاعدہ نمایاں ہوتے

تھے اور سامیونیا تو ایک طرف رہا میک اپ واشر شیڈن سے بھی نہیں دھل سکتا تھا۔ اس نے مصروفی میں پردہ دامن ہاتھ کا بھر ستائش کر لی۔

اس کے بعد اس نے بلو برڈ پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی اس نے آدھا میک اپ ہی کیا تھا کہ اچانک ایک خیال سے وہ رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے میک اپ کا سامان سینٹا شروع کر دیا۔ پھر اس نے جھک کر بلو برڈ کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر وہ ڈرائنگ روم میں آگیا۔ ڈرائنگ روم کی دائیں دیوار کی ایک مخصوص جگہ

پر اس نے دو تین بار مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا اور دیواروں سے شق ہو گئی۔ اب دیوں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ عمران لاش لے اندر چلا گیا۔ اس نے لاش کمرے کے درمیان میں پڑی پڑی سی میز پر رکھی اور پھر اس کے کپڑے اتارنے لگا۔ تمام کپڑے اتار کر اس نے سائیڈ میں لگا ہوا ایک جین ڈبیا تو میز کے سامنے دیوار میں ایک بڑا خانہ کھل گیا۔ اندر ایک بہت بڑی برقی بھیڑی نظر آرہی تھی۔ بھیڑی آہستہ آہستہ ہوتی جا رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد بھیڑی کا اندرونی حامل دو زنج کا دھڑانہ نظر آنے لگا۔ عمران نے

ایک اور جین ڈبیا تو میز پر فرش پر بھی پڑی پڑی ہوئی دھانے کی طرف بڑھنے لگی۔ دھانے کے ساتھ جیسے ہی میز کا کنارہ لگا میز کا پچھلا حصہ آٹومٹک انداز میں اٹھٹا چلا گیا اور بلو برڈ کی لاش ایک جھٹکے سے بھیڑی میں جا گئی۔ ایک ڈبوسٹ شعلہ اٹھا اور پھر ذرا دکھ کر ایک ڈھیر بلو برڈ کی یادگار رہ گیا۔ عمران نے جین بند کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

ڈرائنگ روم سے ہوتا ہوا وہ سیدھا پرائیویٹ ٹیلیفون والے کمرے کی طرف بڑھ گیا

اس نے فبرلائے اور جلد ہی رابطہ مل گیا۔
”جریا سیلنگ“

دوسری طرف سے جریا کی مترنم آواز سنائی دی۔
”ایکسٹو“

عمران نے مخصوص نشوونما آمیز لہجے میں کہا
”بیس سر“

جریا کا لہجہ اس بار گھبرایا ہوا تھا۔

”جریا تم میراں کو کسہ دو کو دہ شکا گوجا نے کی فوری تیاری کریں اور شاک کو دافن
منزل۔ پورٹ کریں اور کیپٹن نیگل جو کیٹے ریڈرچ میں بیرے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے
اسے ٹرانسمیٹر آرڈر دے دو کو دہ مجھے فوری ٹیلیفون کر کے رپورٹ کہے۔“ عمران نے اسے
ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر سر میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا یہی بھی تیاری کروں۔“

جریا نے دُستے دُستے سوال کیا۔

”جولی تم روز بروز اچھت ہو جاتی جا رہی ہو۔ تمام میراں سے صاف ظاہر ہے کہ تمہیں
بھی جانا ہوگا۔ کیا تم میراں سے علیحدہ ہو۔“

عمران نے سخت غصے کے عالم میں کہا۔

”سو ری سر۔“

جریا کا بھرا ہوا جیو ٹیلیفون پر صاف محسوس ہو رہا تھا۔

عمران نے ریموور رکھتے ہوئے باقاعدہ دیوار کو آنکھ مامی۔ اس کے لبوں پر ڈرا

و لاؤ ریٹر سیم تھا۔

”سیلان“

اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں سیلان کو آواز دی اور پاک جھپکنے ہی
سیلان وہاں پہنچ گیا۔ وہ اب بھی میک اپ میں تھا اور ہاتھ میں سنہین گن پکڑی
ہوئی تھی۔

”فرمائیے جناب۔“

سیلان نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

سیلان عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور مذاق صرف اسی وقت کرتا تھا
جب وہ عمران کو مذاق کے موڈ میں محسوس کرتا۔ اب عمران کے لہجے سے اسے اندازہ
ہو گیا کہ عمران جیسے سنجیدہ ہے اس لئے اس نے بھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
”تم یہ میک اپ اتار دو اور دھوئیں آج سیاں سے ایک لمبی مدت کے لئے جا رہا ہو
جز کوئی بھی آتے اسے کہہ دینا کہ مجھے کوئی علم نہیں ہے۔“

عمران نے اسے سنجیدگی سے سمجھایا۔

”کیا علم نہیں“

سیلان نے بڑی محسوسیت سے جواب دیا

عمران نے جواب دینے کی بجائے سیلان کو گھورنا شروع کر دیا۔ عمران کی آنکھوں

میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ سیلان گھبرا گیا۔

”منج۔ جناب۔“

اس سے گھبراہٹ میں بات نہ کی جا سکی

”سیمان، میں بات دہرانے کا حامی نہیں ہوں، جاؤ جو کچھ میں نے کہا ہے دیا ہی کرنا۔ ورنہ۔۔۔۔۔“

عمران نے دانستہ طور پر نہ پڑھو نہ اسکل چھوڑ دیا۔
”اچھا، جی، جناب۔“

سیمان تیزی سے واپس مڑ گیا، وہ عمران کے خطرناک موڑ سے خاصا شرفروہ ہو گیا تھا۔ اتنے میں میز پر پڑے ہوئے جھوٹے نیو نیسر سے سیمنی کی آواز نکلنے لگی۔
عمران نے نیو نیسر کا ٹکڑا ہٹا دیا، اس میں لگا ہوا سرج رنگ کا بلب جلتے کچھنے لگا۔ سیمنی کی آواز نکلنے بند ہو گئی اور کیپٹن ٹیکسل کی آواز ابھر آئی۔
”ٹیکسل اسپیکنگ اور“
”اکیٹو“

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سراسر جولیائے فون کیا تھا کہ آپ سے رابطہ قائم کروں۔ اور“

کیپٹن ٹیکسل نے کہا۔

”کیپٹن ٹیکسل، پرنس ظفر اس وقت کہاں ہے۔ اور“

عمران نے سوال کیا۔

”وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہے سزا اور“

کیپٹن ٹیکسل نے جواب دیا

”اچھا سنو، میں ایک آدمی بھیج رہا ہوں کوڈ اکیٹو ہوگا، اس پرنس ظفر کی جا لیٹی ہے، تم پرنس ظفر کو بیہوش کر کے دانش منزل لے آنا۔ اور“

عمران نے کیپٹن ٹیکسل کو ہدایت دیتے ہوئے کہا
”بہتر جناب میں اس آدمی کا منتظر رہوں گا۔ کیا کوئی ممبر ہوگا۔ اور“

کیپٹن ٹیکسل نے جواب دیا

”کیپٹن کیا کہیں ہیں دو دن بزرگبری کرنے سے قتاری نقل گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ تمہیں کوڈ بتائے گا تو پھر برکے ہرکتا ہے۔ اور“

عمران نے اتنا ہی کشت بھیجے میں کہا۔

”سودی سر، میں سمجھا کہ شاید میرے میک اپ کی وجہ سے کوڈ بتلائے گا۔ اور“

کیپٹن ٹیکسل نے معذرت آئینر بھیجے میں کہا۔

”او۔ کے۔ اور اینڈ آل“

عمران نے جواب دیا اور نیو نیسر کا ٹکڑا ہٹ کر دیا۔

نیو نیسر کو اٹھا کر اس نے ایک فیض الماری میں رکھا اور پھر ڈرائنگ روم میں

چلا گیا۔ ضروری چیزیں جیب میں ڈالنے کے بعد وہ ڈائل سے نکلا اور پھر دروازے

سے ہڑتا ہوا وہ ٹیٹ سے باہر نکل آیا، چونکہ وہ بلیک برڈ کے میک اپ میں تھا اس

نے سامنے کے دروازے سے باہر آیا۔

ٹیٹ سے نکل کر وہ جیسے ہی مڑک پڑا ایک آدمی تنوں کی آڑ سے نکل کر

تیزی سے اس طرف بڑھا۔

”کام ہو گیا“

اس نے عمران سے سوال کیا۔

”ہاں، عمران ختم ہو گیا۔“

عمران نے بلیو برڈ کے پیچھے میں جواب دیا۔ ویسے لہجہ کاٹ کھانے والا ہی تھا۔
وہ آدمی اتنا سنتے جی تیزی سے دوبارہ کتوں کی آڑ میں چلا گیا۔ شاید وہ پرنس
ظفر کو رپوٹ دینے گیا تھا۔

عمران تیزی سے ایک گلی میں مڑا اور پھر جلد ہی دوسری بڑی سڑک پر پہنچ گیا۔
لنکس بھی جلد ہی اسے مل گئی۔ اس لئے تقریباً دس منٹ بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔
اس نے ایک خفیہ بین دبا کر گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی اور اندر داخل ہو گیا اسے
علم تھا کہ بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا اسے چیک کر رہا ہوگا اور چونکہ وہ بلیو برڈ
کے میک اپ میں ہے، اس لئے کتا ہرے بلیک زیرو اسے ٹریپ کرنے کا پروگرام
بنارہا ہوگا۔

چنانچہ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی دایاں ہاتھ سرسے اونچا کر کے ایک مخصوص
اشارہ کیا۔

اور پھر تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب کم از کم بلیک زیرو اسے
بغیر روچھے گولی نہیں مارے گا۔

چنانچہ جیسے ہی وہ آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو کی مشین لگی کا رخ حسب
توقع اس کے سینے کی طرف ہی تھا۔
"بینڈ ز اپ۔"

بلیک زیرو نے سخت پیچھے میں کہا

"ارے گولی نہ مارنا تو نہ میں شہید کالا صفر کھلاؤں گا اور صفر کے ہاتھوں مرنا تو
حرام موت ہے۔ ہاں کوئی کر دے تو دیکھو مارے تو بات بھی بنے۔"

عمران نے اپنے اصل پیچھے میں کہا
اور بلیک زیرو نے مشین لگی جھکائی۔

"عمران صاحب آپ اس جیتے ہیں"

بلیک زیرو کے پیچھے میں شدید حیرت تھی۔

"تو کیا تمہارا جوتن نہیں بدلی۔ رنگ ہی تو بدلا ہے۔ بلیک ایگل کی بجائے بلیو برڈ
ہی بنا ہوں۔ رہا تو برنڈے کا پزندہ ہی"

عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیو برڈ کا نام سن کر بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"یہ کیا بکھرے عمران صاحب"

بلیک زیرو نے بھی اب کوئی سنبھال لی تھی۔

"چکے دو کر چھوڑ میری بات غور سے سنو۔ وقت کتنا رہا ہے اور کام بہت
زیادہ"

عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"تم نے پرنس ظفر کی کجی لین ہے اور میں بعد عمران کے شکاگو جا رہا ہوں۔

سلور گرل کا سید گوارڈ وہیں ہے۔ میں کوئی منسیری سے پہلے وہاں پہنچنا چاہتا

ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں جھک مارتا رہ جاؤں اور کوئی منسیری اس

چاندی کی رٹکی سے شادی رچا بیٹھے۔"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران تفصیل سے پرنس ظفر اور سردگرلی کے متعلق تمام معلومات جو اس نے بیورڈ سے حاصل کی تھیں، بیک زیر کو بتلانے لگا۔
 "آپ نے بیورڈ پر کیسے تابو پایا۔ یہ تیروں لگتا ہے جیسے آپ نے بیورڈ کو پھنسا رکھ کر کے تمام معلومات لے لی ہوں۔"

بیک زیر دانتی تفصیلی معلومات پر شدید حیرت زدہ تھا۔

اسی لئے تو مجھے ایک باقاعدہ ڈرامہ کھیلنا پڑا، کیونکہ میں بیورڈ جیسے مجرموں کی نیچر کراچی طرح جانتا ہوں۔ یہ لوگ بڑے اطمینان سے اپنی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دیتے ہیں، مگر ایک لفظ بھی نہیں بتاتے۔ ان سے معلومات لینے کا یہی ایک نفسیاتی طریقہ تھا جو میں نے استعمال کیا۔"

عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا یہی دماغ ہے جو ایسے مجرموں سے نبٹ جاتا ہے۔"

بیک زیر دھڑکنے لگا۔

"اچھا اب باتیں ختم تم پرنس ظفر کا ایک آپ کر لو اور پھر کیسے ریڈ وچ میں کیسٹن ٹیکل سے ملو۔ وہ بیرے کے روپ میں ہے تم اسے قد قدامت کے لحاظ سے پہچان جاؤ گے، کوڈا میکسٹو استعمال کرنا۔"

عمران نے حجب سے پرنس ظفر کا فوٹو نکالی کر بیک زیر کو دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب"

بیک زیر دھڑکنے لگا، کھٹکھٹا ہوا۔

"تم ایک آپ کر آؤ، پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔"

عمران نے کہا

اور پھر باتیں نہیں بند کر لیں۔

بیک زیر و میک اپ روم کی طرف مڑ گیا۔

مادام ایک کرسی پر بیٹھ گئی وہ بغور دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد مکرمہ ساکت ہو گیا۔

مادام تیزی سے اٹھی اور پھر اس نے چھٹی تار کو دروازہ کھول دیا۔ ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ مادام راہداری میں چلتی ہوئی ایک دروازے کے سامنے رکی اور اس کے رکے ہی دروازہ خود کار انداز میں کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک کافی بڑا بلی سٹاج میں بشمار خود کار ٹرانسمیٹر کام کر رہے تھے۔ ہال کے درمیان میں ایک بہت بڑی مین کے گرد کھلی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

مادام کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور پھر خود بانہ انداز میں کھلتا چلا گیا۔

”بیرشلڈ کیا پوزیشن ہے۔“

مادام نے ایک بڑی کرسی پر بیٹھنے ہوئے انتہائی سست سخت ہلچے میں پوچھا۔
”مادام ایٹ ونگ سے انتہائی پریشان کن خبریں آرہی ہیں۔ نیدر لینڈ میں سید کارٹر کا انچارج مسٹر جاکل اپنے دفتر میں مردہ پایا گیا۔ معلوم ہوا کہ کرنل فریدی اور اس کا اسٹنٹ اس سے ملنے گئے تھے۔ کافی دیر بعد جب وہ واپس ہوئے تو بھانگل کو مرے کافی مہرہ گزر چکا تھا۔ اب کرنل فریدی اور کپٹن جیمہ دونوں کیسٹرن غائب ہیں۔ ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا خیال ہے کہ وہ نیدر لینڈ سے باہر چلے گئے ہیں۔“
ہیرشلڈ نے موہ بانہ انداز میں تفصیل بتلائی۔

”ویری بڈ“

مادام سلوانا جیسے ہی گاڑی سے اتری۔ ایک ملازم نے تیزی سے اس کے پاس

آکر کہا

”ایئر جیسی کال مادام“

”اوو“

مادام سلوانا نے چونک کر جواب دیا اور پھر تیز تیز تدم، ٹھٹھاتی ہوئی کوٹھی کے اندرونی کمروں میں داخل ہو گئی۔ مختلف کمروں سے ہوتی ہوئی وہ ایک جھوٹے سے کمرے میں آئی اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر کے چھٹی تار کو دروازے کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا مبن دایا اور دوسرے لمحے وہ پورا کمرہ نیچے دھنسا شروع ہو گیا۔ مکرمہ کسی ماڈرن ٹیٹ کی طرح نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔

کوندے لپک رہے تھے۔ مگر چند لمحوں بعد سکرین صاف ہو گئی اور اب وہاں بیو برڈ کی تصویر نظر آرہی تھی۔

"ہیلو بیو برڈ سلور گرل ہیلو کارٹر کا لنگ۔ اور"

ہیرشلوڈ نے میز کے وائے سے ایک چھوٹا سا ٹیکروفون نکال کر اس کی سائڈ میں لگے ہوئے جن کو دباتے ہوئے کہا۔

"ایس بیو برڈ آن وی لائن سر اور"

دوسری طرف سے بیو برڈ کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی۔

"کوڈ پلیر اور"

ہیرشلوڈ نے بھراتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

"بسکٹن ٹیشن ٹو سیشن کیلنگ اور"

بیو برڈ نے جواب دیا

"او کے سلور گرل سے بات کرو۔ اور"

ہیرشلوڈ نے ٹیکروفون موڈ بانڈ انڈاز میں وادام کی طرف بٹھاتے ہوئے کہا۔

"ایس میڈم۔ اور"

بیو برڈ کے ہلچے میں بے حد انکساری تھی۔

"بیو برڈ کیا تم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور"

سلور گرل کے ہلچے میں ساپ کی سی پھٹکار تھی۔ اس وقت اس خوبصورت چہرے کے تمام نقوش کیسروں پر پکے تھے۔ اس کی آنکھوں سے شعلہ لپک رہے تھے اور چہرے کے نقوش سخت ہو گئے تھے۔ پٹان کی طرح سخت۔

وادام سلوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور پاکیشیا میں اکیٹو کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ پرنس ظفر کی خصوصی دعوت پر میں نے بیو برڈ کو وہاں بھیجا تھا۔ بیو برڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ عمران کو قتل کر چکا ہے مگر عمران کی لاش نہیں مل سکی۔ بیو برڈ کے کہنے کے مطابق عمران کی لاش اس نے غلیٹ میں چھوڑ دی تھی۔ پرنس ظفر کے آدمی عمران کے غلیٹ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ بیو برڈ اندر گیا اور تقریباً تین گھنٹے بعد واپس آیا۔ بخیرانی اس کے بعد بھی جاری رہی اور کوئی شخص غلیٹ سے باہر آیا اور نہ اندر گیا۔ مگر صبح چیکنگ کے بعد معلوم ہوا کہ عمران غائب ہے۔ صرف اس کا یاد چر سیلیان وہاں ملا۔ اس کے کہنے کے مطابق عمران کا کوئی پتہ نہیں۔"

"بیو برڈ اب کہاں ہے۔"

وادام نے سوال کیا۔

"پاکیشیا میں موجود ہے اور آپ کی دوسری ہدایت کا منتظر ہے۔"

ہیرشلوڈ نے موبانڈ انڈاز میں جواب دیا

"اس سے بات کرو۔"

وادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"

ہیرشلوڈ نے کہا اور اس نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک ٹیڈی بٹن دبا دیا۔ سامنے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کی لمبی قطاریں سے جو تھے ٹرانسمیٹر میں سے بھی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر ٹرانسمیٹر کے اوپر ٹیڈی سی سیٹرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر یکایک

"یس میڈم میں نے مات عمران کو قتل کر دیا ہے۔ اور"

بلیو برڈ نے جواب دیا

"کیا واقعی بلیو برڈ تم جانتے ہو جو بوٹ بولنے کی سزا کیا ہے۔ اب تیار کیا داتا

تم اپنے مشن میں کامیاب رہے۔ اور"

سلو گرل کا بھی پہلے سے کبھی زیادہ بھیانک ہو گیا۔

"یس میڈم آپ یقین کریں میں تنظیم کے ساتھ جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں

کر سکتا۔ میں نے واقعی عمران کو قتل کر دیا۔ اور"

بلیو برڈ کے لیے بھی میں ادب کے ساتھ ساتھ مکمل اعتماد بھی تھا۔

"مگر میں رپورٹ ملی ہے کہ اس کی لاش غائب ہے جب کہ اس کے ٹیلیٹ

کی مکمل بجھائی ہوئی ہے۔ اور"

مادام نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"مادام اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرے ذمے صرف یہ ڈیوٹی تھی کہ

میں اسے قتل کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی۔ اب لاش کہاں ہے میں کیا

کہہ سکتا ہوں۔ اور"

بلیو برڈ نے جواب دیا۔

"ہو نہ تم کلی ہیڈ کو آرڈر دیٹ کرو۔ اور اینڈ آئی۔"

مادام سلوانے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور مائیکروفون سمبرشلڈ کی طرف بڑھا دیا۔

سمبرشلڈ نے مین بند کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا

"پرنس ظفر سے بات کراؤ۔"

نے سمبرشلڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اد کے۔"

سمبرشلڈ نے جواب دیا

اور سمبرشلڈ نے جواب دیا۔ اس بار ایک اور ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ جلد ہی اس کی کمرنگ

پرنس ظفر کی تصویر ابھرائی

"ہیلو پرنس ظفر سلو گرل ہیڈ کو آرڈر کالنگ یو اور"

سمبرشلڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس پرنس ظفر پکینگ اور"

ہری طرف سے پرنس ظفر کی موڈ بانڈ آواز سنائی دی۔

"کوڈ پرنس ظفر اور"

سمبرشلڈ نے کہا۔

"ایس جی ہیلو مین جیت آت ایس۔ ایچ کیو پکشیہ اور"

پرنس ظفر نے کوڈ دہرائے۔

"اد کے سلو گرل سے بات کرو۔ اور"

سمبرشلڈ نے قتل ہونے کے بعد مائیکروفون مادام کی طرف بڑھا دیا۔

"پرنس ظفر عمران کی لاش کہاں ہے اور"

ام نے ساٹ لہجے میں سوال کیا۔

"مادام ٹیلیٹ میں کوئی لاش موجود نہیں ہے اور نہ ایسے اثرات وہاں موجود ہیں جس سے

اپنے کو وہاں کسی قسم کا جھگڑا ہوا ہے۔ میرے آدمی تمام رات ٹیلیٹ کی مکمل نگرانی کرتے

رہے ہیں۔ صرت بلیو برڈ وٹاں گیا ہے اور وہی تین گھنٹے بعد واپس آیا جب اس نے مجھے رپورٹ دی کہ وہ عمران کو قتل کر آیا ہے تو میں نے چیک کر لیا مگر وٹاں صرت عمران کے باورچی کے اور کچھ نہ تھا۔ اور پرنس ظفر نے تفصیل بتلائی۔

”تھرا کیا خیال ہے کہ بلیو برڈ کے جلنے سے پہلے وٹاں عمران موجود اور“

”مادم نے جیسے ہوئے جیسے میں سوال کیا

”یس مادام، آئی ایم سوشل عمران ٹیلیٹ میں موجود تھا۔ اور“

پرنس ظفر نے پراعتاً ویسے میں جواب دیا

”پھر آخر وہ کہاں گیا۔ کیا وہ یا اس کی لاش ہوا میں غائب ہو گئی۔ آخر

کیا پراہم ہے۔ تم کہتے ہو عمران موجود تھا۔ بلیو برڈ کہتا ہے میں نے اسے قتل

تم کہتے ہو تھرا نے آدمی وٹاں مکمل گھرائی کرتے رہے اور اب عمران یا اس

کی لاش غائب ہے آخر وہ کیا کہاں۔ اور سنو کیا تم نے اس کا ٹیلیفون

ٹیب کیا تھا۔ اور“

”میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔ ویسے وہ ایسا ہی عجیب و غریب آدمی

ہر بات جو بظاہر ناممکن نظر آتی ہے اس کے لئے ممکن ہے اور مجھے

اس بات پر بھی شبہ ہے کہ بلیو برڈ نے اسے قتل بھی کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ

اتنی آسانی سے قتل ہونے والوں میں سے نہیں۔ ٹیلیفون ٹیب کیا گیا تھا مگر

قطعی خاموش رہا۔ اور“

تم ہیڈ کوارٹر کے آدمی پر شبہ کر رہے ہو پرنس ظفر۔ یاد رکھو اگر آخر وہ

ایسا سوچا بھی تو موت تمہارے قریب موجود ہو گی۔ اور“

نے انتہائی سخت ہنسے میں کہا •

ورسکین پر پرنس ظفر کا چہرہ خوفزدہ نظر آنے لگا۔

معافی چاہتا ہوں مادام اور“

ظفر نے بڑے انکارانہ ہنسے میں جواب دیا۔

ایکسو کے متعلق تمہیں کہاں تک کامیابی ہو گی۔ اور“

م نے ایک اور سوال کیا۔

میرے آدمی اس کی تلاش میں ہیں مادام۔ ایک دفعہ وہ ٹریس ہو جائے

ہیں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ اور“

ظفر نے جواب دیا

”جتنی جلدی خوشخبری سناؤں گے اتنی ہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا سمجھو۔ اور“

م نے کہا اور پھر بیکورڈ فون سمیر شولڈ کی حوت بڑھا دیا۔ سمیر شولڈ نے مٹن

کر کے بیکورڈ فون میز پر رکھ دیا۔

تھرا کیا خیال ہے سمیر شولڈ عمران کی لاش کہاں غائب ہوئی ہو گی۔

م نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے مادام عمران کے باورچی نے لاش کہیں تہ خانے میں چھپا

ہو گی۔“

ہیئرشلڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”نہیں اس کے باورچی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی، وہ لاش چھین کی بجائے یقیناً ٹیلیفون پر کسی کو اطلاع کرتا۔ جب کہ پرنس نظریے کہنے کے لیے ٹیلیفون قطعی خاموش رہا۔“

مادام نے جواب دیا۔

”چند لمحے تک خاموشی رہی۔“

پھر مادام نے سکوت توڑا۔

”ہیئرشلڈ کل جب بیورو بڑھیداوارڈرپورٹ کرے اسے فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے اور میں بھاگل کے بجائے نیدرلینڈز میں تم نے کوئی چیز مقرر کیا۔“

مادام نے سوال کیا۔

”میں مادام میں نے بھاگل کی جگہ ویاں کے اسسٹنٹ چیف ٹرنٹ چیف مقرر کر دیا ہے۔ وہ بھاگل کے بعد سب سے اہم آدمی ہے اور ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق بھاگل بھی دراصل ٹرنٹ کے بل بونا پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے میرا خیال ہے ٹرنٹ بھاگل سے زیادہ کام کا آدمی ہے۔ میں نے اسے ایئر جینی طور پر کوئی فریڈی کی تلاش کا بھی دے دیا ہے۔“

ہیئرشلڈ نے تفصیل بتائی۔

”اور میں“

مادام کو کسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ”بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے ایٹیا دنگ ہماری توقعات سے زیادہ سخت ثابت ہو رہا ہے۔ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کروں گی کہ ایٹیا کی جاسوسوں کی وجہ سے ہماری مقدس تنظیم کو کوئی نقصان پہنچے۔“

”بے فکر رہیں مادام ایسا نہیں ہوگا۔“

ہیئرشلڈ نے جواب دیا

اور مادام سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی۔

نہ صرف زندہ تھا بلکہ پوری طرح ہوش و حواس میں بھی تھا۔ حمید کی طرف سے
 حینان ہونے کے بعد کرنل فریدی دوسرے آدمی کی طرف مڑا وہ آدمی ختم ہو
 چکا تھا۔ کرنل فریدی کو حیرت تھی کہ حمید بچ کیسے گیا۔ وہ حمید کی طرف مڑا تو حمید
 اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اس سے کچھ پوچھے حمید نے
 منہ کھولا اور دوسرے لمحے بیل گم کا بخارہ اس کے منہ سے باہر نکل آیا اور کرنل
 فریدی نے ایک طویل سانس لی۔ کیپٹن حمید کے بچ جانے کی وجہ اب اس کی
 سمجھ میں آگئی تھی

کیپٹن حمید نے نیچے کاؤنٹر سے بیل گم خریدی اور جب وہ کمرے میں داخل
 ہوا تو بیل گم اس کے منہ میں تھی۔ اس سے بٹنے والے بخارہ نے چونکہ منہ
 بند کر دیا تھا اس لئے گیس کا فوری اثر اس پر نہ ہوسکا اور گیس کو محسوس کرنے
 ہی چند لمحوں کے لئے تو کیپٹن حمید بھی سانس نہ رکھ سکتا تھا۔ کرنل فریدی کو بھی صرف
 یہی خطرہ تھا کہ گیس کا فوری اثر کیپٹن حمید کے لئے مہلک ہوگا۔

کیپٹن حمید کی طرف سے حینان ہونے کے بعد کرنل فریدی نے تیزی سے
 بھاگل کے کمرے کی تلاشی یعنی شروع کردی اور پھر اس کی آتش ٹیبل کی ایک
 خفیہ دراز سے اسے چند ایسی دستاویزات ملی گئیں جس سے سکورگول کے میڈیکل آرڈر
 اور اس کی تنظیم کے متعلق خاصی معلومات لی سکتی تھیں۔ کرنل فریدی نے دستاویزات
 جیب میں ڈالیں اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ کیپٹن حمید بھی اس کے
 پیچھے تھا۔ کیپٹن حمید سے پہلے اندر آنے والا وہ مسلح دربان تھا جو بھاگل کے کمرے
 کے باہر موجود تھا۔ وہ دونوں لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آئے اور پھر کاؤنٹر کے

فریدی نے جنونیوں کے انداز میں میز کے کنارے پرستے ہوئے
 تمام مین بیک وقت دبا دیئے۔ گیس والا بجلی دوبارہ دبتے ہی گیس کا اخراج
 تیزی سے کم ہونے لگا۔ ساتھ ہی شیشے کی دیوار اور دروازے پر پڑا ہوا آہستہ
 ششہ بھی بیک وقت اٹھ چلا گیا۔ کرنل فریدی شیشے کی دیوار اٹھتے ہی سانس
 روک کر تیزی سے کیپٹن حمید کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز جنونی تھا۔ اسے کیپٹن
 حمید کی موت کا شدید خطرہ تھا۔ مگر جب یہی وہ کیپٹن حمید کے قریب پہنچا کیپٹن
 حمید نے تیزی سے آنکھیں کھول لیں اور پھر کرنل فریدی کو اپنے سر پر موجود
 دیکھ کر بڑے سناٹے سے اُسے آنکھ مار دی۔

کرنل فریدی کے روئیں روئیں میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ کیپٹن حمید

سانے سے ہوتے ہوئے ہوئی سے باہر نکل آئے۔ کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر مین انہیں دیکھ کر سخت حیرت زدہ رہ گیا شاید اسے بھاگل کے پروگرام کا علم تھا اور کرنل فرید کا لایوں زہر لگی گیس سے بچ کر نکل آتا ہی اسے حیرت زدہ کئے ہوئے تھا۔ وہ تو شاید کچھ اور سمجھتے ہوئے تھا۔

ان کی کار تو چونکہ تباہ ہو چکی تھی اس لئے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر کوٹھی پہنچ گئے۔

پھر دونوں جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے وہاں قاسم کو بیٹھے دیکھ کر چونک پڑے۔ قاسم کے چہرے پر جھل کا عالم تھا۔ مگر کرنل فریدی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر خوف کے آثار پیدا ہو گئے۔ وہ شاید کیپٹن جمید کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے قاسم؟"

کرنل فریدی نے اس کے چہرے پر خوف اور شے کے ملے جلے تاثرات دیکھتے ہوئے تدریس نرم لہجے میں کہا۔

"نف - نف - نف پھر یہی صاحب میں جمید کو کتل کر دوں گا۔"

اس کے منہ سے بڑی شکل سے یہ الفاظ نکلے۔

"ارے تو پھر اس میں شے کی کیا بات ہے بس تم مجھے پھونک مار دو میں یقیناً دیوار سے ٹکرا کر مر جاؤں گا۔"

کیپٹن جمید نے جو کرنل فریدی کے پیچھے موجود تھا اسے جڑاتے ہوئے کہا۔

"واہ پھر کئی تو نہ ہوا۔ میں تو تمہیں کئی کر دوں گا۔"

قاسم بھٹ پڑا۔

اور کرنل فریدی سلوتا ہوا ڈرائنگ روم سے نکل کر اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہیں پتہ ہے کرنل فریدی قاتل کو کیا سزا دیتے ہیں؟"

کیپٹن جمید نے بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا سزا دیتے ہیں؟"

قاسم نے بڑے معصوم لہجے میں پوچھا

"وہ قاتل کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر کے چیل کوٹوں کو کھلا دیتے ہیں"

کیپٹن جمید نے اسے بتایا۔

"ارے باپ رے"

قاسم شدید خوفزدہ ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں نہ جانے کیا آیا

"قوم مجھے کتن کر دو۔ خدا کے لئے مجھے کتل کر دو۔"

قاسم نے باتادہ گڑ گڑاتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں مسرت کی غصہ سی چمک تھی۔

"ارے مگرہ کیوں"

جمید اس کی اس اچانک لایا پلٹ پر حیرت زدہ رہ گیا

"تاکہ پھر یہی صاحب تمہاری بونیاں کر کے چیل کوٹوں کو کھلا دیں"

قاسم نے اپنے فیصلے کی دج بتلاتے ہوئے کہا اور جمید نے گلے سے نکلنے والے بے ساختہ

قسم کے جتنے کو بڑی شکل سے دکھا۔

"مگر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے۔"

حمید نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

”تم نے چھپکلی بیگم کو فون پر غصیوں بتایا تھا کہ میں نے نئی سیکرٹری رکھی ہے۔“

قاسم نے بڑی معصومیت سے جواب دیا

”اوسے تو یہ بات ہے دراصل سنا ہے کہ تمہاری چھپکلی بیگم نے مجھے تمہاری جھڑپ کرنے کے لئے پانچ ہزار روپے دیتے تھے۔“

حمید نے بڑی معصومیت سے کہا۔

”کیا کہا تمہیں پانچ سو روپے دیتے ہیں کہ اس نے میری کبھی حلال کی کمانی حرام کر دی میں ابھی اسے کئی کروڑوں گا۔“

قاسم ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

”ایک بڑی بگڑی کسی نفل لکھائی آج تمہارا پوچھ رہی تھی۔“

چانک حمید نے کہا

”جانتی نہ کرو ہی ہوں“

قاسم کا تمام فتنہ ہوا اٹھ گیا۔ اس نے بڑے خوشامدانہ بیچے میں کہا بس وہ سنی رو تھی

پلٹ گئی اور حمید تو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

”صیح کھ رہا ہوں آج شام کو چھٹی ٹہنی چلو اور وہ لوگ بگڑی بگڑی نفل لکھائی ہے

خدا کی قسم“

حمید نے بڑے عاشقانہ انداز میں آنکھ مار تے ہوئے کہا

”ہی ہی تم میرے بڑے اچھے دوست ہو“

قاسم اب باقاعدہ خوشامد پر اتر آیا

رہے ہیں۔

”تم اب جادو قاسم شام کو غلطی ضرور آنا۔ میں ملوا دوں گا“

حمید نے اٹھتے ہوئے کہا

”اچھا“

قاسم نے کہا

”مگر دوسرے لمحے وہ چنک پڑا۔ کوئی گھپلا تو نہیں ملے اس کے بیچے میں کھنٹی تھی

”اوسے نہیں میں اسے بہن بناؤں گا تم بے فکر ہو۔“

حمید نے اسے ہٹکی دیتے ہوئے کہا

”پھر ٹھیک ہے“

قاسم مطمئن ہو گیا اور پھر خاموشی سے چلا گیا۔ اسے شاید جاتے وقت یاد بھی نہ رہا

ہو گا کہ کدو مقصد کے سخت کئے آیا تھا۔

حمید جب فریدی کے کمرے میں گیا تو فریدی ٹرانسپیر آگے رکھے خاموش بیٹھا

تھا۔ اس کے چہرے پر ہنسنے سے کچھ نہ زیادہ ہی سنجیدگی تھی۔

حمید خاموشی سے قریبی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ٹرانسپیر میں سے سیٹھی کی آواز

نکلے۔ فریدی نے مین آن کر دیا

”سیڈ میو ہارڈ سٹون ایون زبردست کنگ اودھ“

دوسری طرف سے بھولائی ہوئی آواز نکلی

”یس ہارڈ سٹون پیکنگ اودھ۔“

فریدی نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا

" عمران کو بلیو برڈ نے قتل کر دیا ہے اور بلیو برڈ بھی ملک سے چلا گیا ہے۔ اور "

ایلیون نے بڑے تباہی سے۔

" عمران کو قتل کر دیا ہے، کیا عمران کی لاش تم نے خود دیکھی ہے۔ اور "

فریدی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا

حمید جو قریب ہی بیٹھا تھا وہ بھی عمران کے قتل کا سن کر بری طرح چونک پڑا۔ واقعی یہ ایک ناممکن امر تھا کہ عمران اتنی آسانی سے قتل کر دیا جائے۔

" نہیں جناب اس کی لاش کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ بلیو برڈ کے کہنے کے مطابق اس نے لاش عمران کے غلیٹ میں چھوڑ دی تھی۔ مگر اب لاش نہیں ہے۔ اور "

زیر والیون نے جواب دیا۔

" کیا سولہ گریل نے اس بات پر یقین کر لیا ہے اور "

فریدی نے سوال کیا۔

" جی ہاں بلیو برڈ کی واپسی سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے بلیو برڈ کی بات پر یقین کر لیا ہے اور "

زیر والیون نے جواب دیا۔

" تو پھر سولہ گریل، حقیقت کا ادارہ ہے، تم فوری طور پر پتہ کرو کہ ایکسٹریکٹ کے باقی ممبران کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، ان کی کارکردگی سے عمران کی کارکردگی کا اندازہ ہو جائے گا۔ اور "

فریدی نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب میں ابھی پتہ کرانا ہوں۔ اور "

زیر والیون نے جواب دیا۔

" ایک گھنٹے بعد مجھے رپورٹ دینا۔ یہ امر محسوس ہے۔ اور رائیڈ آلی۔

فریدی نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

" کیا معلوم واقعی عمران قتل کر دیا گیا ہو، آخر انسان ہے کوئی نیرنگانی مہستی تو نہیں " حمید نے اپنی دانتے پیش کی۔

" تم عمران کو نہیں جانتے حمید۔ میں عمران کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم عمران کے قتل کی بات کر رہے ہو مجھے یقین ہے کہ عمران بلیو برڈ کا ایک اپ کر کے سولہ گریل کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا ہوگا۔

فریدی نے دانتے پیش کرتے ہوئے کہا

" بلیو برڈ کے ایک اپ میں، یعنی آپ کا مطلب ہے بلیو برڈ نے عمران کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود عمران کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

حمید نے چونکے ہوئے کہا۔ واقعی بات کے اس پہلو پر اس نے غور بھی نہیں کیا تھا۔

" ہاں لاش کی گمشدگی سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے اور میں نے اس لئے زیر والیون کو ایک گھنٹے میں رپورٹ دینے کے لئے کہا ہے، اگر سیکرٹ سروس کے ممبران بھی غائب ہیں تو پھر سمجھو کہ عمران بلیو برڈ کے ایک اپ میں سولہ گریل کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ میں بیان مارنے کے لئے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا۔

درن عمران موقع سے فائدہ اٹھا جائے گا۔

فریدی نے کہا۔

"تو کیا سلور گزل کے ہیڈ کوارٹر کا آپ کو علم ہو گیا ہے۔"

حمید نے چمک کر پوچھا

"ہاں بھابھل کے دفتر سے ایسی دستاویزات مجھے مل گئی ہیں جن سے ہیڈ کوارٹر کے عمل وقوع کا اشارہ ملتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر شکاگو میں ہے۔ یہیں وہاں جانا ہو گا۔"

فریدی نے جواب دیا

"تو کیا میں جانے کی تیاری شروع کروں"

حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

"شکاگو کا سیزن آج کل شاندار تھا اور حمید نے تو ظاہر ہے تفریح ہی کرنی تھی کام کرنے کے لئے فریدی موجود تھا

"ہاں شروع کر دو میں سوچ رہا ہوں اس بار میں اکیلا وہاں بیچ دوں آخر تم بھی تو ہاتھ پیر ہاؤ۔ سلور گزل کے ساتھ ساتھ جب ٹران بھی وہاں مقابلے میں ہو گا تو ہتھاری ملازمین کا مجھے صمیم اندازہ ہو جائے گا۔"

فریدی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"مارے گئے بے موت"

حمید جو شکاگو جانے پر خوش ہو رہا تھا، دم سے کسی پریسٹ گیا۔ اسے ساری تفریح کا بیڑا غرق ہوتا نظر آ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا آخر تم نے کام کرنا ہے یا مفت کی روٹیاں توڑتے رہو گے۔"

فریدی نے بے مسرور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو کیا روٹیاں درختوں پر لگی ہوتی ہیں وہاں سے توڑنی پڑتی ہیں خراب ہوئی ہیں

جانا پڑتا ہے وہاں رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ تب روٹی مٹی ہے۔ بڑی محنت کا کام ہے۔"

حمید نے مذاق میں بات بدلنی چاہی۔

"لیکن میں تو فیصلہ کر چکا ہوں اور جتنی علم ہے کہ میں فیصلہ بدلائیں کرنا اور یہ بھی بتاؤں کہ اگر تم کامیاب نہ ہوئے تو ہتھاری لاش ہی اس ملک میں داخل ہو سکتی ہے۔"

ملک کی عزت کے مقابلہ میں کسی رشتے کا کیا نہیں کرتا۔

فریدی کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

اب تو حمید باقاعدہ طور پر پرکھ لایا۔

"مارے ارے فیصلہ میں غلطی کسی ترمیم کر لیجئے۔ میں ضرور کامیاب ہوں گا۔ کپ وہاں موجود ہوں۔ آپ کے زیر سایہ کام کرنے میں مدد ملے گی۔ آپ ان کا محنت کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ بس آپ اتنا کیجئے کہ شکاگو میرے ساتھ ہے۔ بس پھر آپ ساحل سمندر پر تفریح کرنا اور میں کام کروں گا۔ بس اتنی سی بات ہے۔ بے شک آپ فیصلہ بدلتے آپ کو اختیار ہے۔"

حمید نے بڑے خوش مزاج لہجے میں کہا

فریدی تھیک بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بڑے کدو تھم۔"

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواب آپ میری شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ بڑے تو آپ ہیں۔"

حمید نے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے تیزی سے اٹھ کھڑے سے باہر نکل گیا۔ وہ جانا تھا اندرا ایک

نہ بھی بیٹھا رہا تو شامت آجائے گی۔

کمرے سے نکل کر دو بیہ صاڈرائنگ روم میں گیا اور پھر اس نے ریسپورٹ لکھا کہ قاسم کے فریڈائی کسے شرواع کر دیے۔ دو تین جگہ رنگ کرنے کے بعد آخر قاسم سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو قاسم دی گریٹ کیا حال میں۔ میں حید بول رہا ہوں۔“

حید نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

”کیسے ہوں کیا۔ میں جڑا معدود تھا۔ ایک نفل نفوذی مجھے بڑی میٹھی منجھوں سے دیکھ رہی تھی کہ تم نے گھپا کر دیا۔“

قاسم کے لہجے میں غمی تھی۔

”ارے تو کیا تمہارا نصرت بھیجو اس نفل نفوذی پر۔ میں تمہیں دہاں لے جاتا ہوں جہاں نفل نفوٹیاں تم جیسے شہ زور پر پائش طرح گتی ہیں۔ جتنا چاہو میٹھ کر دو۔“

حید نے بڑے لگاؤ آمیز لہجے میں کہا۔

”یہی بیج کہہ رہے ہو جلدی تیاؤ۔“

”قاسم کا بھر مسرت ت بھر پور تھا۔“

”تیا تیا ہوں۔ تیا تیا ہوں ذرا صبر کر دو۔“

حید نے اسے دلاس دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا نہ تیاؤ۔ میں سمجھتا ہوں تم مجھے اٹک سمجھتے ہو سارے تم مجھے مردانے کی ٹیکوں میں جو

تم دوست نہیں دکن ہو۔“

قاسم کے لہجے میں دوبارہ غمی نمود کر آئی۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ انہی جلدی پیٹری بدل جاتے ہو۔“

حید نے ہلکلا کر جواب دیا۔

”ہاں سارے نفل نفوٹیاں جہاں بارش کی طرح ٹپکتی ہیں وہ تو جنت ہی ہو سکتی ہے۔“

قاسم دور کی کڑی لایا۔

”تو کیا تمہارا جنت میں جانے میں آخر کیا حرج ہے۔“

حید نے سکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم جانتے ہو کہ میں پھوٹ نہ جاؤں اور پھر قبر میں پڑا ہوتا ہوں اور تم میری یاد پر قبضہ کرو اور سارے عیش کرتے رہو۔“

اس نے جواب دیا۔

”ارے میری بات تو سنو۔ میں اس جنت کی بات نہیں کر رہا۔ دنیا کی جنت کی بات

رہا ہوں اور وہ جنت ہے شگاگو میں۔ شگاگو جہاں نفل نفوٹیاں تم جیسے شہ زور ہو کر

خونڈتی پھیر رہی ہیں۔ میں نے تیا دیا ہے۔ پھر نہ کہنا کہ دوست ہو کر بھی نہیں تیا دیا۔“

حید نے اسے پیکار سے ہونے کہا۔

”واقعی بیج بولی رہے ہو۔ کہیں گھپا تو نہیں۔“

حید نے کہا۔

”پھر کب چل رہے ہو۔“

اس نے پوچھا۔

”تو ہر ٹک چل رہے ہو۔“

اس نے جواب دیا۔

حمید نے جواب دیا

حمید نے پوچھا

”بالکل رکتہ، بلکہ سمیت کا، سو ہے کا، فولاد کا“

تھامنے جواب دیا۔

”ارے ارے اتنا پکا نہ کرو، کچھ گنہگار رہنے دو“

حمید نے مکرراتے ہوئے کہا اور رسیور کو رکھ دیا۔

تاقم نے جواب دیا۔
 "ارے ارے اتنا پکا زکرو، کچھ گنچا نسل رہنے دو"
 حمید نے مملکت جوت کہا اور سر پور کر دیا۔
 اب اسے یقین تھا کہ تاقم کل ہی سنو مان ہو چلی پہنچ جائے گا۔ اور وہ جا
 بھی ہی تھا کہ شکار گومی دران فوج رہے۔

ابھی وہ رسیبہ روکھ کر کرسی سے اٹھ ہی تھا کہ فریدی کمرے میں داخل وقت العزہ بھی ان کے ساتھ ہی مل گیا۔

تیار کر دے۔ ہم آج ہی شکاگو جا رہے ہیں۔ یوٹی بی کے سروس فراہم کنندہ نے ان کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ ویسے ان کی ٹویٹ کے مطابق انہوں نے یقیناً عمران اپنی ٹیم سمیت عمان پہنچ گیا ہے۔ اگر ہم نے ذرا بھی دیر کو وہی تو فرما دیا کہ عمران کی ہدایت پر ہی کام کرنا تھا۔ اور عمران نے انہیں جیسے انکار کیا تھا اور ہمارے ساتھ نہ آئے۔

”ٹھیک ہے، میں تیار ہوں“ حمید نے جواب دیا

اور فریدی آگے بڑھ گیا۔

ابھی توڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک بال کا دروازہ کھلا، دوسرے ٹھے ایک خط لپٹا ہوا نوجوان اندر داخل ہوا۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی بال میں موجود سب لوگ چونک پڑے۔ الغزو نے بجلی کی طرح حرکت کی اور دوسرے ٹھے اس کے ہاتھ میں دیوارنگ رکھ دیا تھا۔

"سینڈ راپ"

الغزو نے انتہائی کڑخت ہلچے میں کہا۔

"آرام سے بیٹھو الغزو، ویسے مجھے تمہارے حفاظتی انتظامات پر سخت انوکھو ہے جب میں یہاں اتنی آسانی سے داخل ہو سکتا ہوں تو کوئی اور بھی آ سکتا ہے۔"

نوجوان عمران کے ہلچے میں بولا اور بال میں موجود باقی عمران کے چہرے سرور سے چمک اٹھے۔

الغزو چونکہ اس سے پہلے کبھی عمران سے نہیں ملا تھا اس لئے اسے اس کے ہلچے کا کوئی علم نہیں تھا مگر عمران کے چہرے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ آنے والا عمران ہی ہے، چنانچہ اس نے دیوارنگ جیب میں رکھ لیا۔

"مجھے حیرت ہے کہ اتنے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود آپ اندر کیسے آ گئے"

الغزو نے کہا۔

"یہ تمہارے سوچنے کی بات ہے، ظاہر ہے میں نے سلیمانی ٹوپی تو نہیں اڈھی ہوئی تھی۔"

عمران نے اطمینان سے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

الغزو واقعی پریشان ہو گیا تھا، اپنی طرف سے اس نے واقعی خاصے معقول اختلافات کر رکھے تھے مگر عمران کے سامنے سب انتظامات دھڑے کے دھڑے رہ گئے تھے۔

"الغزو صاحب آپ پریشان نہ ہوں عمران کو کوئی نہیں روک سکتا، انہوں نے واقعی سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے۔"

صفر نے الغزو کو پریشان دیکھا تو جواب دیا۔

"اسے صفر دیکھو میرے فیشن ایبل بالوں کے دشمن ہو گئے ہو، اتنے فیشن ایبل بال رکھ کر بھی میں ٹوپی اڑھوں گا، لا حول و لا قوت، تم بھی یاد رکھاؤ یہی ہو۔" عمران نے جواب دیا اور بال میں موجود سب لوگ منہ پڑے عمران نے واقعی اس میک اپ میں جدید فیشن کے بال بنائے ہوئے تھے۔

"بال تو دوستو بغیرت پہنچ گئے، راستے میں کسی نے ٹنگ تو نہیں کیا خاص طور پر جویا کے باسے میں تپلاؤ۔"

عمران نے پوچھا۔

"جب تو ریساتھ ہو تو بھلا کس کی بجالی ہے کہ جویا کو کوئی چیمڑ سکے؟"

کیپٹن شکیل نے سگراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن صاحب میں آپ کا احترام کرتا ہوں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مجھ پر ذاتی حملہ شروع کریں"

تو میرے بگڑنے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”کیپٹن صاحب۔ آپ کو ذاتی نہیں بد ذاتی حملہ کرنا چاہیے تھا“

عمران نے تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

”میں کتنا ہوں گھوس مت کرو“

تنویر ہنستے سے اٹھ گیا

”عمران ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں یا ایک دوسرے سے لڑنے“

جوان نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب تم تنویر کی حمایت میں ہو گئی۔ سچ ہے ہوا کارخ اور عورت کے بدلنے دیر نہیں لگتی۔ اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں بیٹس کو کھونٹے سے باندھ رکھنا چاہیے۔ کھلا چھوڑنے سے اپنا ہی نقصان ہے“

عمران نے اسے اور چڑا دیا

”شت اپ یونان سنس“

جوان بھی عمران کے فقرے کو برواشت نہ کر سکی۔

”عمران صاحب جانے دیکھتے نہیں بتائیے کہ ہم نے کیا کرنا ہے“

صنعد نے بیچ بچاؤ کراتے ہوئے کہا

”کام کیا ہے شگا لگو کی عورتوں میں چڑیاں پہننے کا رواج پیدا کرنا ہے تاکہ ہم

چڑیاں یہاں برآمد کر کے ملک کے لئے معقولی زر مبادلہ کما سکیں“

عمران نے کام کی نوعیت بتانا شروع کی۔

الغزڈ بڑے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ جب عمران نے عید

سنجیدگی سے چوٹیوں والا منہ چھڑا تو اس کے چہرے پر حیرت کی شدت سے

زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے۔ آخر اس سے رمانہ جاسکا تو وہ بولی پڑا۔

”عمران صاحب مجھے ایک سو صاحب کی کال ملی تھی کہ ایک انتہائی اہم بین

الاقوامی نوعیت کے کام کے سلسلے میں وہ آپ کو ادریم کو یہاں بھیج رہے ہیں

اور آپ بتلا رہے ہیں کہ یہاں کی عورتوں کو چڑیاں پہنانی ہیں“

تمام ممبران غزڈی بات سن کر بے اختیار زیر لب سکوا دیئے۔ وہ جانتے تھے کہ

الغزڈ کا عمران سے نیا نیا واسطہ پڑا ہے۔ اس لئے وہ حیرت کی شدت سے اگر

مرہبی جائے تو کہ نئی بات نہیں۔

”الغزڈ صاحب آپ کا کیا خیال ہے کہ بین الاقوامی اہم کام کو نسا ہو سکتا

ہے۔“

عمران نے بڑی سنجیدگی سے الغزڈ سے پوچھا

”میرا خیال تھا کہ یہ معاملہ سولر گزل سے متعلق ہوگا“

الغزڈ نے جواب دیا

”گزل سے مراد آپ کی عورت ہی ہے نا“

عمران نے پوچھا۔ جیسے اسناد کسی شے کو سمجھا تھا ہے۔

”جی ہاں“

الغزڈ نے بھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ ویسے ان وضاحتوں سے اس کے چہرے

پر حیرت صاف جھلک رہی تھی۔

تو مشرقی نقطہ نگاہ سے عورت کا کام ہے کہ چڑیاں پہن کر گھر میں بیٹھے اور

بچے پالے۔ یہ نہیں کہ مجرموں کا گروہ بنا کر پوری دنیا کو گنگنی کا ناہنجنا شروع

عمران اب اہل بیچے میں بولا۔

"عمران صاحب میں نے ڈائمنڈ ڈوس کا پتہ چلا لیا ہے۔ شہر کے مشرقی حصے میں ایک تعلیم یافتہ عمارت ہے۔ اور اس کے پچاس کپڑے مدام سلوانا کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ اور پچاس کپڑے ایک میسج دربان موجود ہے۔"

ٹائیگر نے تفصیل بتلائی۔

"کیا خیال ہے حفاظت انتظامات صرف دربان تک ہی محدود ہیں یا کوئی اور پکڑ بھی ہو سکتا ہے؟"

عمران نے سوال کیا۔

"بظاہر تو معاملہ سیدھا سا مد نظر آتا ہے۔ اب یہ تو اندر گھسنے پر پتہ چلے گا۔ اگر آپ حکم دیں تو میں کوکشن کروں۔"

ٹائیگر نے تجویز پیش کی

"میں تم مدام سلوانا کی نگہبانی کرو اور اس کی تمام مصروفیات کی مجھے رپورٹ دو۔"

عمران سے اسے حکم دیتے نہتے کہا۔

"بہتر جناب"

ٹائیگر نے دوبارہ بیچے میں جواب دیا

"اور سنو آئندہ رپورٹ واپس ٹرانسمیٹر پر دینا"

عمران نے کہا

"بہتر جناب۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

کر دے۔ ایک آدمی کو بچائے تو وہ میرٹ کی بات نہیں۔ برداشت کیا جاسکتا ہے مگر اس سے زیادہ جائز نہیں۔ تو میں نے کیا غلط بات کی تھی کہ ہاراشن یہاں ہے کہ یہاں کی عورتوں کو چھڑیاں پہنانے کا رواج ڈالیں تاکہ انہیں احساس ہو کہ ان کا کام گھرمیں روٹی پکانا ہے۔"

عمران نے اپنی بات کی طویل ترین وضاحت کرتے ہوئے کہا

اس کی اس توجیہ پر تمام ممبران کھلکھلا کر ہنس پڑے اور افراد شرمندہ سا ہنسنے لگے۔

"عمران صاحب دور کی کوڑی لانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"

نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مفت تو میں کھانے سے رہا۔ تین چار منٹ کھانا کھلاؤ ایک دو تھان پکڑی بندھاؤ تب نہیں شاگردی میں لوں گا۔"

عمران نے بڑی فراخ دلی سے شاگردی کی شرائط پیش کر دیں۔

اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی

عمران نے رسیور اٹھایا۔

"ہیس"

عمران نے جہتی ہوئی آواز میں پوچھا

"پرنس آف ڈمپ سے بات کرنی ہے۔"

دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی

"ہیس پرنس آف ڈمپ بول رہے ہیں۔"

ہو گا۔ اسے میری موت کی خبر کا ہرگز یقین نہیں آئے گا۔ جلد میری موت کی خبر سننے ہی وہ سب کچھ سمجھ جاتے گا۔ اس کو اٹھانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اصل سورد گرل کے مقابلے میں ایک اور جعلی سورد گرل میدان میں لا کھڑا کریں۔ اس سے ہیں یہ فائدہ ہو گا کہ ہم اطمینان سے اصل سورد گرل کے پیچھے پڑے رہیں گے اور وہ سری بات یہ کہ اصل سورد گرل بھی بوکھلا جائیگی نتیجے میں بوکھلاہٹ کی وجہ سے اس سے غلطیاں ہوں گی اور یہ غلطیاں ہمارے لئے آسانیاں پیدا کر دیں گی۔

عمران نے تفصیل بتلائی۔

اور تمام ممبران کے چہرے کھل اٹھے۔ واقعی عمران کا پروگرام بے حد شاندار تھا۔ الغرض بھی بڑی حیرت سے عمران کی شکل دیکھ رہا تھا اسے عمران کی ذہانت پر شک آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ احتمالاً باقی کرنے والا کوئی شخص اتنا شاندار پلان بھی سوچ سکتا ہے۔

"اور صفدر اور صدیقی کے ذمہ یہ ڈیوٹی ہے کہ انہوں نے کرنل فریدی، کمپنشن حید کے متعلق انکوائری کرنی ہے۔ اگر وہ ان کا پتہ چلائیں تو پھر ہمیں کرنل فریدی کی کھدائی جاسنچے میں آسانی رہے گی۔"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی کام شروع کر دیتے ہیں۔ صدیقی ٹوٹی پیک کرے گا۔ اور میں حوائی آڈے پر ڈیوٹی دیتا ہوں۔ امید ہے کرنل فریدی کا پتہ چل جائے گا۔ صفدر لے لے گا۔"

اور عمران نے ریسور رکھ دیا۔ پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے تمام ممبران پر ایک اچھٹی موٹی نظر ڈالی اور پھر بڑی سنجیدگی سے الغرض کو مخاطب ہوا۔

"مسٹر الغرض ہمارے پاس کتنے آدمی ہیں۔

دس خائب۔

الغرض نے جواب دیا۔

"مہوں بسنو میرا پروگرام یہ ہے کہ تم اپنے دس آدمی لو اور کمپنشن ٹھیک بنائی۔ چونکہ ان اور جویا کو ساتھ شامل کر کے سورد گرل کی تنظیم کے نام پر کام شروع کر دو۔ اس نے جیب سے ایک کارڈ نکالی کہ الغرض کو دیتے ہوئے مزید کہا "اس جیسے مزید کارڈ چھپوا لو اور پھر مشرمن اعلیٰ پیمانے کی وارداتیں شروع کر دو۔ جویا اس مشن کی سربراہ ہوگی اور سورد گرل کا روپ بھی یہی دھارے گی۔"

عمران نے پروگرام کی تفصیل بتلائی۔

"مگر اس سے کیا فائدہ ہو گا۔"

ٹھیک نے سوال کیا

"فائدہ یہ ہو گا کہ لوٹ مار میں خاصی رقم بچے گی اور زر مبادلہ لگانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا

کمپنشن ٹھیک کا منہ ٹک گیا۔ اسے احساس ہوا کہ اس نے بچکا نہ سوال پوچھا ہے عمران نے جب کمپنشن ٹھیک کا منہ ٹکے دیکھا تو بولی پڑا۔

"سنو کرنل فریدی بھی اپنی ٹھیک فورس کے ساتھ یا تو ملے گا پہنچ گیا ہو گا یا پہنچنے والا

”سنو مصفر کیپٹن حمید کے دوست قائم کو جانتے ہو وہ جو ابو الہول کی طرح بلند بالا اور دیوار چمن کی طرح وسیع و وسیع ہے۔“

عمران نے مصفر سے پوچھا

”جی ہاں اچھی طرح جانتا ہوں“

مصفر نے جواب دیا

”تو ٹھیک ہے تم مول چیک کرو۔ ہوائی اڈے صدیقی چیک کرے گا۔ اگر کرن فریدی یہاں پہنچ گیا ہے تو کیپٹن حمید بھی ضرور ساتھ ہو گا اور کیپٹن حمید یقیناً قائم کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لائے گا۔ قائم ایسی شخصیت ہے جو کسی قیت پر نہیں چھپ سکتی۔ اگر قائم ہمیں کہیں نظر آجائے تو پھر فریدی تک پہنچا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“

عمران نے بڑی تفصیل سے ہدایات دیں

”ویری گڈ آپ نے بڑا آسان راستہ بتلادیا۔“

مصفر نے خوش ہوئے ہوئے کہا

”فریدی کو علون نہ سمجھو اسے یقیناً اوقات اہم بھی ہو جاتا ہے اور اگر اسے تمہاری موجودگی کا علم ہو گیا تو وہ ہماری چال پر الٹ دے گا۔ وہ تمہارے ذریعے مجھے تک پہنچ جائے گا۔“

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”میں پورا خیال رکھوں گا۔“

مصفر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”اور کوئی بات تم سب لوگوں سے رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہو گا۔ سلور گرل کے سلسلے میں جو ایسا سے رابطہ رہے گا۔ اور باقی صرف مصفر سے۔“

عمران ہنسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“

سب نے حیات میں کہا

”اچھا اب میں جاتا ہوں۔ سچووم بتو یا تو خوشی را۔ تو دانی حساب کم دیش را“
عمران نے باتادہ فارسی کا شعر پڑھ دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر جانے لگا۔ اس کے باہر جانے کے بعد مصفر اور صدیقی بھی اٹھ کر باہر چلے گئے۔

باقی عمران سلور گرل کے سلسلے میں ایک باتادہ پر درگرم تشکیل دینے میں مصروف ہو گئے۔ وہ کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتے تھے جس سے سلور گرل کی مک میں دھوم مچ جائے۔

سلور گرل بھی سلور گرل نے خالی کرسی سنبھالی اور پھر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کرسی پر بیٹھ گئی
چند لمحوں تک گھبریر خاموشی طاری رہی۔ پھر سلور گرل کی بھرائی ہوئی گونج سے ہل گونج اٹھا۔

”جنرل رپورٹ پیش کی جاتے۔“

اس کے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک نقاب پوش نے سامنے پڑی ہوئی سرخ رنگ کی خالی کھولی اور پھر بولنا شروع کیا۔

”ماما ہماری تنظیم تیزی سے کامیابی کے مراحل طے کرتی جا رہی ہے۔ یورپ اور افریقہ کے تمام اہم ممالک کی معاشیات اب ہمارے کنٹرول میں ہے۔ وہاں موجود ہماری راہ کے تمام کائناتے نکال دیے گئے ہیں۔ ان ممالک میں کام کرنے والی تمام مجرم تنظیمیں اب ہمارے کنٹرول میں کام کر رہی ہیں اور ان ممالک میں موجود ہمارے دفاتر بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ البتہ ایشیا کے دو ممالک نیدرلینڈ اور پاکستان میں ہیں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ نیدرلینڈ میں ہمارے دفتر کا اسپارچ مشرک ہال قتل ہو چکا ہے اور کرنل فریری کی تلاش میں ہیں۔ ری طرح کامیابی ہوئی ہے۔ ہمارے ایجنٹوں نے فریری کی تلاش کرنے کی ہر کوشش کی ہے مگر وہ کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکا۔ وہاں کی مجرم تنظیمیں اب بھی کرنل فریری سے بے خوف مزہ زہ ہیں۔ اور سلور گرل میں بھی اعلان کام کرنے کے لئے ان سب کی بنیاد پر شرط یہ ہے کہ سلور گرل کرنل فریری کو ختم کر دے۔ پاکستان میں صورت حال قدرے اچھی ہے۔ وہاں کی ایک خطرناک شخصیت علی عمران کو ہمارے

ایک بہت بڑے ہال میں کانفرنس ہو رہی تھی۔ دروازہ کے باہر سرخ بلب جل رہا تھا اور دو مسلح آدمی بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہے تھے۔ ویسے بھی ہال کی حفاظت کے لئے جدید ترین سائنسی انتظامات کئے گئے تھے۔ ہال کے اندر ایک بہت بڑی میز کے گرد بارہ آدمی منبر سرخ رنگ کے نقاب چڑھائے بیٹھے تھے۔ درمیان میں پڑی ہوئی ایک کافی بڑی کرسی خالی تھی۔ ہال میں موجود سب لوگ خاموش بیٹھے تھے۔ چائیک ہال کی معنی دلوار میں سے ایک انتہائی متناسب جسم کی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر چاندی کی طرح چمکتا ہوا نقاب تھا اور جسم بھی سفید رنگ کے چمکتے لباس میں بلبوس تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی تمام نقاب پوش احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویلوار دوبارہ برابر ہو چکی تھی۔ یہ

مرور سکین کے ایکٹ بلو برڈ نے نقل کیا ہے۔ مگر اس کی لاش ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی۔ دوسری اہم ترین شخصیت اکیسٹو ہنز تارکی میں ہے۔ پرنس ظفر اپنی بھرپور کوشش کے باوجود اکیسٹو یا اس کے کسی ممبر کا پتہ نہیں چلا سکا۔ بلکہ آج تو ایک خیر ملی ہے کہ وہاں کی ایک سنگٹ تنظیم پر جس کا ہم سے رابطہ تھا آج نیشنل جنس نے چھاپہ مارا اور پوری تنظیم ایشی جنس کے ماتحت گردنار ہو گئی۔ اہم ترین ذلت سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی تحریک بھی اکیسٹو نے کی تھی۔

نقاب پوش نے کہا اور پھر فائل بند کر دی۔

”کیا بلو برڈ کا بیان لیا جا چکا ہے۔“

ادام نے سوال کیا۔

”جی ہاں۔ آج بلو برڈ ہمارے ادارے میں گن بورڈ کے سامنے پیش ہوا تھا۔ مگر وہ کسی کو مطمئن نہیں کر سکا۔ بلکہ چند ممبران نے اپنی رپورٹ میں اس کی شخصیت کو بھی مشکوک قرار دیا ہے۔“

اسی نقاب پوش نے جواب دیا۔

”پھر کیا اس کی شخصیت کو چیک کیا گیا۔“

ادام نے ہجراتے ہوئے نگر سخت ہلچے میں سوال کیا کیا۔

”یس مادم اتے باقاعدہ چیک کیا گیا اور چیک اپ سیکشن نے رپورٹ دی ہے کہ وہ صحیح آدمی ہے۔“

نقاب پوش نے جواب دیا

”چیک آپ سیکشن کی رپورٹ مجھے دکھاؤ۔“

ادام نے حکم دیا

اور نقاب پوش نے فائل میں سے ایک کاغذ نکال کر بڑے ادب سے ادام کے سامنے رکھ دیا۔

ادام نے بڑے غور سے اسے پڑھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

”ہم اس مسئلے پر بعد میں بحث کریں گے۔ آج کی میٹنگ میں نے ایک اور مسئلے میں طلبہ کی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اتوا ام متحدہ کی پشیل براؤچ نے سلور گرل کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے آج اس منصوبے کی تفصیلات بتلانے کے لئے آپ کو یہاں بلوایا ہے تاکہ ہم فوری طور پر اس کا سدباب کر سکیں۔“

”پشیل کرائم براؤچ“

تمام ممبران کے منہ سے بے اختیار حیرت آمیز آوازیں نکلیں۔

”ہاں۔ تو سنو پشیل کرائم براؤچ نے دنیا کے تمام اہم ممالک کو سلور گرل کے قیام کی اطلاع دی ہے۔ انہوں نے اطلاع بھی دی ہے کہ سلور گرل نے تمام سیکٹر سرورسز کے جدیدہ جدیدہ جاسوسوں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔“

ادام نے انکشاف کیا

”مگر سلور گرل کے اس پروگرام کی پشیل کرائم براؤچ کو اطلاع کیسے ملی۔“

ایک نقاب پوش نے حیرت آمیز ہلچے میں سوال کیا۔

”اچھا سوال ہے۔ میں نے اس کا بھی پتہ چلا لیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب

یہ تنظیم نہی تھی عمل میں آئی تھی تو جان کارلو ہمارا بنیادی ممبر تھا اور جو بلند میں ایک نفاذ کی عادتوں میں ختم ہو گیا تھا۔ سبشیل گراؤم پراچ کو اعلیٰ حالت فرام کرنے والا بھی جان کارلو تھا۔ اچھا تھا کہ جان کارلو بلند ہی ختم ہو گیا۔ ورنہ سلور گرل آغاز کار میں ہی ختم ہو جاتی۔

مادام نے جواب دیا۔

”اودہ یہ بات ہے۔“

تمام ممبران جان کارلو کا نام سن کر حیران رہ گئے۔

”اور سب بات یہ ہیں پر اگر ختم ہو جاتی تو ہمارے لئے کوئی تسد نہیں تھا۔“

سبشیل گراؤم پراچ نے سلور گرل کو ختم کرنے کے لئے ایک غیر معمولی اقدام کیا ہے۔ انہوں نے سلور گرل کو ختم کرنے والے جاسکس ادارے کے لئے جو انعام رکھے ہیں وہ بھی کس ہیں جس ملک کا جاسکس یا سیکرٹ سروس سلور گرل کے میڈ کو اور رز کو ختم کر دے گا اس ملک کو اقوام متحدہ کے ایک سال کے کیٹ کے مطابق رقم اور پوری دنیا کے اسلئے کا پراچ فیصد دیا جائے گا۔

مادام نے انعامات کی تفصیل بتلائی

”یہ تو بہت بڑا انعام ہے۔“

سب ممبران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”ہاں آپ تصور کریں جھوٹے مالک کے لئے یہ پیش کش کتنی شاندار ہے۔ وہ لوگ تو یہ انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی جان پر کیل جائیں گے۔“

مادام نے کہا۔

”مگر مادام گستاخی سمات ہم نے چیدہ چیدہ جاسوسوں کو تو ختم کر دیا ہے اور پھر ہماری تنظیم اب اتنی مضبوط ہو گئی ہے کہ اسے ایک جاسوس یا کسی ایک ملک کی سیکرٹ سروس کسی بھی طرح ختم نہیں کر سکتی اور یہ انعام ہی ہمارے حق میں زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ ہر ملک یہ چاہے گا کہ اس خطر انعام کا وہ بلا شرکت غیرے خود مالک بن جائے۔ اس لئے کوئی بھی ملک اس جنگ میں ایک الگ حیثیت سے کوشش کرے گا اور اس طرح ہیں ان سے ٹکرانے میں آسانی رہے گی۔“

ایک ممبر نے اپنی رائے پیش کی۔

”ہاں ہمارا خیال کسی حد تک صحیح ہے مگر ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ سبشیل گراؤم پراچ کو پوری دنیا میں صرف دو ممالک کی سیکرٹ سروس سے توقع ہے کہ وہ ہم پر فتنہ حاصل کریں گے اور دراصل یہ خطر انعام بھی صرف انہیں اکسانے کے لئے رکھا گیا ہے۔“

مادام نے کہا

”وہ ممالک کون سے ہیں۔“

سب ممبروں کی سوالیہ نگاہیں مادام پر جم گئیں۔

”نیدرلینڈ اور پاکستان“

مادام نے جواب دیا۔

اور سب ممبران حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کی حیرت اپنی جگہ سب کا تھی۔ کیونکہ یہ دونوں ممالک ایٹمی تھے اور ایٹمی ممالک کو دہ کسی خاطر

بھی نہیں لاتے تھے۔ ان کو اگر خطرہ تھا تو روسیاجی اور اکیرمین سیکرٹ سرورسز سے تھا۔ جو انتہائی منظم جدید ترین سائنسی آلات سے مزین اور انتہائی وسیع اور مضبوط تھیں۔

”آپ لوگوں کی حیرت بجا ہے۔ لیکن اب ایشیا بے حد ترقی کر گیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نیدرلینڈز کے کرنل فریدی اور پاکیشیا کے اکیو اور علی عمران سے دنیا کی تمام مجرم تنظیمیں کانپتی ہیں۔ بے شمار اعلیٰ ملازمین کی حامل تنظیمیں ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں۔“

مادام نے کرنل فریدی، علی عمران اور اکیو کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا۔
”اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں اپنا پورا ذور ان تینوں کو ختم کر دینے پر لگا دینا چاہیے۔“

ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

”ہاں اسی لئے ہم نے مرڈر سیکشن کے نامور ایکٹ بلو برڈ کو علی عمران کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی رپورٹ یہ ہے کہ اس نے علی عمران کو ختم کر دیا ہے۔ مگر اس کی لاش غائب ہے۔ جس سے معاملہ مشکوک ہو گیا ہے۔ اکیو کی شخصیت ہمیشہ سے اندھیرے میں رہی ہے۔ اس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس لئے اسے قتل کرنے کے لئے مشکل ثابت ہو رہا ہے۔ کرنل فریدی کے متعلق تازہ رپورٹ آپ نے سن ہی لی ہے کہ وہ اپنے ملک سے غائب ہے۔“

ادام نے بتایا۔

”ادہ اس طرح تو معاملہ خطرناک ہے۔ اس کا کوئی فوری حل سوچنا چاہیے۔ ایک ممبر نے کہا۔

”میرے خیال میں سب سے پہلے بلو برڈ کی رپورٹ کے متعلق فیصلہ کیا جائے کہ آیا وہ صحیح کتا ہے یا غلط۔ کیونکہ اگر وہ صحیح کتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ایک دشمن تو ختم ہو چکا ہے۔ پھر ہماری توجہ باقی دو کی طرف ہو جائے گی۔“

ایک ممبر نے تجویز پیش کی اور باقی ممبران نے بھی متفقہ طور پر اس کی حمایت کی۔
”جیسا کہ آپ نے رپورٹ سنی اسی شخصیت ڈیپارٹمنٹ نے بلو برڈ کی شخصیت کو مشکوک قرار دیا ہے۔ مگر جیک اب ڈیپارٹمنٹ نے اسے صحیح آدمی قرار دیا ہے۔ اب اس کا فیصلہ کیے کیا جائے۔“

مادام نے کہا۔

”آپ بلو برڈ کو کہاں بلوائے۔ میں اسے انتہائی قریب سے جانتا ہوں۔ یہاں ہم سب اس سے سوالات کریں گے اور میں آپ کو بتا دوں گا کہ بلو برڈ واقعی صحیح کتا ہے یا غلط۔“

ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا

مادام نے باقی ممبران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے ان کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہو۔

سب ممبران نے باری باری اس تجویز کی حمایت کر دی۔ چنانچہ مادام نے میز کے کنارے لگا ہوا بین دوادیا۔ بین دیتے ہی سامنے کی دیوار میں لگی ہوئی

"یورڈ کوڈ"

اس ممبر نے سوال کیا جس نے بلو برڈ کو طلب کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔

"یورڈ کوڈ! وہ کیا ہوتا ہے؟"

بلو برڈ نے حیرت آمیز لہجے میں سوال کیا
"گڈ۔"

ممبر نے جواب دیا

اس نے دراصل بھٹ کیا تھا۔ یہ کوڈ کا کوئی دستہ ہی نہیں تھا۔

"علی عمران کے قتل کی رپورٹ پیش کرو!"

مادر نے حکمانہ لہجے میں کہا

"ہیڈ کوآرٹر کی ہدایت کے مطابق میں پاکشیا گیا۔ وہاں سے علی عمران کا فوٹو

اور اس کے فلیٹ کا پتہ حاصل کر کے میں نے رات کو علی عمران کے فلیٹ

پر چھاپہ مارا۔ علی عمران سو رہا تھا چنانچہ میں نے اسے گولی مار دی۔ جب مجھے

اس کی موت کا یقین ہو گیا تو میں باہر آیا اور میں نے پرنس فطرح کے آدمی کو

رپورٹ دے دی میرا کام ختم ہو گیا اور بعد میں پتہ چلا کہ علی عمران کی لاش غائب

ہو چکی ہے"

بلو برڈ نے تفصیل بتائی۔

"تم سلور گرل میں کس تاریخ کو شال ہوئے تھے؟"

ایک ممبر نے سوال کیا

"مجھے صبح تاریخ یاد نہیں"

ایک سکریں روشن ہو گئی اور پھر سکریں پر ایک فوجیوں کی شکل ابھرائی۔

"ایس مادم"

فوجیوں کے لب ہلے اور آواز کمرے میں گونج اٹھی

"بلو برڈ کو فوراً جیل منیگ ہال میں بھیجا دو۔ یہ خیال رہے کہ وہ قطعی

غیر مسلح ہو۔"

مادر نے فوجیوں کو آڈر دیا اور ٹین آف کر دیا

سکریں تاریک ہو گئی۔

تقریباً پندرہ منٹ تک ہال میں گھبیر خاموشی طاری رہی پھر اچانک ہال

میں ایک ہلکی سی سیٹی بج اٹھی۔ مادر نے میز کے کنارے لگا ہوا ٹین دیا۔ ٹین

دبے ہی سامنے والا دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے بلو برڈ کھڑا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے

دروازہ بند ہو گیا۔ بلو برڈ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

اس نے تھک کر سلام کیا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بالکل سہما

تھا

تمام ممبران چند لمحوں تک غور بلو برڈ کا جائزہ لیتے رہے۔

"یورڈ کوڈ"

مادر نے سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا

"ریڈ سپاٹ"

عمران نے جو اس وقت بلو برڈ کے میک اپ میں تھابلی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"یس اداہم"

دوسری طرف سے ایک موہبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا کے علی عمران کی ناٹی بھیج دو"

ادام نے سخت ہلچے میں کہا۔

"او کسے"

جواب ملا اور اداہم نے بین آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد ڈال میں سیٹی کی آواز گونجی۔ اداہم نے میز کے کنارے لگا ہوا

بین دبا دیا اور دروازہ کھٹکا چلا گیا۔

ایک نقاب پوش ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور بڑے موہبانہ

انداز میں فائل اداہم کے سامنے رکھ دی اور پھر باہر نکلتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ باہر

نکلا دروازہ بند ہو گیا۔ اداہم نے فائل کھولی اور اس کا بغور مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

اس کی نظریں فائل میں لکھے ہوئے ایک جگہ پر بار بار دوڑنے لگیں۔ علی عمران کی

مخصوص شناخت کے تحت یہ لکھا گیا تھا کہ "علی عمران سنگ آرٹ کا ماہر ہے اور ایک

میلو اور نوکیلا دور یو لاند بردار شخص اگر مختلف سمتوں سے اس پر ناکرنگ کر دیں تو ایک

گولی بھی اسے نہیں چھو سکتی۔"

ادام کچھ دیر سوچتی رہی اور پھر اس نے سامنے کرسی پر بیٹھ لیٹا لی اور اس

نقرے کو انڈر لائن کر دیا۔ پھر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی نظریں ایک اور فقرے پر

جڑ گئیں کہ علی عمران میک اپ کا ماہر ہے اور وہ کوئی بھی روپ اتنی آسانی اور مہارت

سے بدل لیتا ہے کہ اسے پہچاننا ناممکن ہے۔

بلیو برڈ نے پاٹ ہیجے میں جواب دیا

"تم یاد آگئے میں جیل میں تھے۔ سلور گرل نے تمہیں وہاں سے رہائی دلا کر

اپنے گروہ میں شامل کیا۔ کیا تمہیں یاد ہے؟"

اسی میر نے سوال کیا۔

"نہیں یہ غلط ہے میں کبھی جیل نہیں گیا۔"

بلیو برڈ نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا

دراصل عمران نے بلیو برڈ کی فائل یاد آگوتے سے سرکاری طور پر منگوا

کر پڑھ لی تھی اس لئے اسے علم تھا کہ بلیو برڈ آج تک پوریس کے ہاتھوں گرفتار

نہیں ہوا۔

"تمہاری بیوی کا کیا نام ہے؟"

اس ممبر نے سوال کیا جس نے بلیو برڈ کو قریب سے جاننے کا دعویٰ کیا تھا۔

"میری کوئی بیوی نہیں ہے۔"

عمران نے جواب دیا

"ادام یہ صحیح آدمی ہے چیک اپ شیمن نے صحیح رپورٹ دی ہے۔"

ممبر نے اپنی نائے اداہم کو پیش کر دی۔

"اس کا مطلب ہے عمران واقعی قتل ہو چکا ہے۔"

ادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور ڈال میں چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ اچانک اداہم چونک پڑی

اس نے بغور عمران کو دیکھا اور پھر مہر پر پڑے انٹر کام کا بین دبا دیا۔

”ایسا میک اپ بھی ایسا دیکھا جاسکتا ہے جسے ہماری مشینیں نہ چیک کر سکیں۔“
ادام نے بات ختم کر دی۔

اب سب خاموش ہو گئے۔

”سنو نوجوان اب بھی وقت ہے کہ تم صبح تیار دو کہ آیا تم علی عمران ہو یا لمیہ برادر
اگر تم علی عمران ہو تو میں تمہیں فوری طور پر قتل نہیں کروں گی۔ اگر تم نے لمیہ برادر
ہونے پر اصرار کیا تو یہی ڈال منار ہی قتل گاہ بن جائے گی۔“
بادام نے علی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

امام آپ کو غلط روٹ ملی ہے میں بیہوش ہوں اور عمران قتل ہو چکا ہے۔
عمران نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا

”او۔ کے ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ علی عمران کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تنگ آرٹ جانتا ہے یعنی ایک یا دو روپوں کی گولیاں اسے نہیں چھو سکتیں۔ اگر تم علی عمران پر تو اپنی جان بچانے کے لئے فطری طور پر تنگ آرٹ استعمال کرو گے اگر نہیں تو پھر مارے جاؤ گے اور اپنا تنگ دور کرنے کے لئے میں ملبہ بروکو قربان کر سکتی ہوں“۔

ما دام نے فیصلہ سنا دیا۔

ماہر علم عبیدہ روڈ مروریٹھن کا ایک اہم رکن ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے یوں ایک معمولی سے ٹیم پر خائنہ ڈیکھا جائے۔ اس کا کسی اور طرح امتحان لے لیا جائے۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔"

زہین مادام کے ذہن میں ایک نیا خیال دوڑ گیا کہ ہر سکتا ہے کہ دراصل بلوہڑ نے علی عمران کو قتل نہ کیا ہو بلکہ علی عمران نے بلوہڑ کو قتل کر دیا ہو اور خود بلوہڑ کا روپ دھار کر یہاں آ پہنچا ہو۔ اس طرح لاش غائب ہونے والی الجھن بھی دور ہو سکتی ہے۔ جیسے جیسے مادام اس خیال پر مزید کرتی رہی یہ خیال اس کے ذہن پر جتنا چلا گیا۔ اس نے عمران کو شناخت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فحاشی بند کر دی اور پھر میز پر لگ بھگ ایک سرخ رنگ کا ٹیبلن دیا۔ مین رہتے ہی اچانک بال کے تینوں کتوں سے دوڑنے لگے اور پھر شین گئیں اٹھا۔ تقریباً ۲۰ فوجان اندر داخل ہو گئے۔

ہالی میں موجود تمام ممبران صورت حال کی آچانک تبدیلی پر حیران رہ گئے، ممبران بھی چونک پڑا۔

جب ٹین گن برداروں نے ہل کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تو اہم
نے کہا

”سنو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شخص بلو برڈ نہیں بلکہ بذاتہ خود علی عمران ہے
بلو برڈ کے روپ میں۔“

مادام کا کہنا تھا کہ دل میں موجود سب لوگ بری طرح اپنی کرسیوں سے اچھل پڑے اس پہلو پر تو ان میں سے کسی نے بھی غور نہیں کیا تھا۔

”مگر مادام یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر یہ علی عمران ہے تو چیک اپ سیکشن نے رپورٹ کیسے دی۔ اس کے میک اپ کا بھرم تو ہر قیمت پر کھل جاتا۔“

ایک مہر نے مودبانہ پیچے میں کہا

"سنوید شک معمولی نہیں۔ اگر یہ علی عمران ہے تو تم جانتے ہو یہ اس وقت کہاں کھڑا ہے اور کتنی آسانی سے یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس کو اگر چند دن کا اور وقفہ مل گیا تو ہماری پوری تنظیم ختم ہو سکتی ہے اور اگر یہ بلو برڈ ہے تو اتنی بڑی تنظیم کے لئے ایک مہر کی قربانی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔"

مادام نے انتہائی کثرت پیچے میں جواب دیا

اور پھر اس سے پہلے کو کوئی اور بولتا مادام نے اشارہ کیا اور ایک شین گن بردار آگے بڑھا

"شین گن رکھ روادریو اور نکال کر اس پر فائر کر دو۔ تمہیں اپنے نشانے پر بڑا فخر ہے آج تمہاری صلاحیت کا امتحان ہے۔"

مادام نے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سنبھلتا فوجوان نے شین گن پھینکی اور بجلی کی سی تیزی سے ریو اور نکال لیا۔

"میرے ریو اور کی گولی سے آج تک کوئی نہیں بچا۔ مادام آپ دیکھیں گلی کر پہلی گولی ہی اسے زندگی سے دور لے جاتے گی۔"

فوجوان نے بڑے فخریہ پیچے میں کہا۔

عمران بری طرح پھنس گیا۔ تقریباً انیس شین گنیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور سامنے ریو اور موت کا پیغام نشر کر رہا تھا۔ اس کے لئے بڑی پیچیدہ صورت حال تھی۔ اگر وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتا ہے

تو یہ مہمات ہو جائے گا کہ وہ بلو برڈ نہیں بلکہ علی عمران ہے اس صورت میں انیس شین گنوں سے بیک وقت نکلنے والی گولیاں اسے ضرور چاٹ جائیں گی۔ اور اگر وہ سنگ آرٹ کا مظاہرہ نہ کرے تو ریو اور کی ایک ہی گولی اس کا خاتمہ بالآخر کر دیتی۔ اب ہر طرف سے موت تھی۔ اب بے بھی موت اور ویسے بھی موت۔ سپریشن اتنی خطرناک تھی کہ اس کی ریڈی ہینڈ کھوپڑی بھی چمک کر ہو گئی۔ اٹا برے کر کہنے کی کوئی صورت باقی نہ تھی اور وہ کسی بے بسی چوہے کی طرح موت کے چنگ میں پھنس گیا تھا۔

"یہ نائر"

مادام نے چیخ کر ریو اور بردار سے کہا

اور فوجوان نے جبراً اس حکم کے انتظار میں تھا مگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور موت کا بھیا تک پنجہ گولی کی صورت میں عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد

سلورگرل سبب یقیناً اُردو جاسوسی ادب میں ایک ناقابل فراموش اضافہ ہے
 انشاء اللہ یہ کہانی آپ کو ہمیشہ یاد رہے گی اور آپ اسے ہر بار پڑھنے پر نیا
 کٹھن اٹھائیں گے۔
 اچھا اب مجھے اجازت تاکہ میں آپ کے لئے اس سے بھی زیادہ دلچسپ
 کہانی لکھ سکوں۔

وَالسَّلَامُ
 مظہر کلیم ایم اے

”میں کوئی مقیم جیک فورس کے مقامی ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم میں کئی
 مہینے موجود تھا۔ میں ابھی وہاں پہنچا تھا۔ مقامی ہیڈ کوارٹر کا اسٹارٹ ڈیوٹی زبرد
 ہی چھٹا تھا۔
 ذہنی زبرد سلورگرل کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں؟“
 ”میں تحریر کی سنی سوال کیا“

”جواب اب تک جو اطلاعات ملی تھیں ان سے یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ ایک انڈر
 گراؤڈ تنظیم ہے جو دنیا کی تمام مجرم تنظیموں کو اپنے ساتھ ملا کر جرائم کی دنیا میں ایک
 منظم سلسلہ قائم کرنا چاہتی ہے۔ غنیمت کی سنگٹاک اور دیگر جرائم ان کا مقصد تھا۔ مگر
 میں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا۔ سلورگرل تنظیم نے باقاعدہ یہاں کے ایک بڑے بینک میں

ڈاکہ ڈالا اور کافی سے زیادہ مالیت کا سونا لوٹ کر لے گئی اور اپنا کارڈ وہاں چھپوا دیا۔
گئی۔

ڈبل زیر و نے جواب دیا،

"کیا کما سوراگل نے ڈاکہ ڈالا؟"

کرنل فریدی اس نئے انکشاف پر چونک پڑا۔

"جی ہاں"

ڈبل زیر و نے جواب دیا

"مگر یہ تو اس تنظیم کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ یوں سستے مجرموں کی طرح برسرعام ڈاکے ڈالتی پھرے؟"

کرنل فریدی نے کہا،

"جی ہاں اب تک اس تنظیم کے متعلق جو معلومات ملی تھیں اس لحاظ سے آیا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر کل کا واقعہ شاید ہے کہ اس نے ایسا کیا۔"

ڈبل زیر و نے جواب دیا

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی اور پارٹی نے سوراگل کے نام سے فائدہ اٹھایا چاہا ہو۔"

کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

"ہاں اس پہلو پر سوچا تو جا سکتا ہے مگر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کوئی بھی مجرم تنظیم یا معروف مجرم ایسا نہیں ہے جس کو سوراگل میں شامل نہ ہوا ہو اس لحاظ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر کا نام جعلی طور پر استعمال

کرنل کی جرأت کرے۔"

ڈبل زیر و نے دلیل دی۔

"جو نہ ہندوستانی بات بھی ٹھیک ہے۔"

مگر فریدی کسی گہری سوچ میں مصروف تھا۔

چند لمحے سکوت میں گزارے تھے کہ میز پر رکھا ہوا ٹرانسیٹر کا بلب جلنے

لگا۔ یہ دیکھ کر ڈبل زیر و نے چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر مین آن کر دیا۔ مین دہشتہ

تھیں۔ یہ سب تو راز تھے۔

"سیو ڈبل وجہ کا تنگ ڈبل زیر و اور"

"میں ڈبل زیر و دیکھ کر کوئی چیز اور"

ڈبل زیر و نے چونک کر جواب دیا،

"بلیک فورس اور"

دونوں میں خوف سے کوئی دھڑکنا لگا

"سیس رپورٹ دو"

ڈبل زیر و نے کہا

"حراس بھی ابھی سوراگل نے یہاں کے جیلوری باڈر میں ڈاکہ ڈالنے اور

بے دریغ تباہی مچائی ہے۔ ڈاکہ ڈالنے والے حد سے زیادہ تیز اور پھر تیلے ثابت

ہوئے اور خاصا سونا لوٹ کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور"

ڈبل زیر و نے رپورٹ دی۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ اور"

وہ سبز رنگ کی گاڑی ذیل دن کی ہے۔

وقت زبرد نے گاڑیوں کے پلٹے جوتے، جھوم پہ نظر ڈالتے ہوتے کہا۔
سب وقت تمام گاڑیوں میں سے گھڑے سبز رنگ کی گاڑی ایک
تھوڑی سی تھی۔ جب کچھ فوری طور پر شناخت ہو گئی
"سم ذیل دن مجرموں کی گاڑی تھا اور"

مجرم فریدی نے سوال کیا۔
سر مجرمی گاڑی سے آگے پانچویں سرخ رنگ کی گاڑی مجرموں
کا ہے۔ شیور لیٹ ہے نئے ماڈل کی۔ اور"
قول دے کر جواب دیا

دوسرے محلے میں سرخ رنگ کی شیور لیٹ نظر آگئی جس کا رخ
پہلے چھوڑے سے شمال کی جانب کیوب روڈ کی طرف تھا۔ ذیل زبرد
نے گاڑی کا رخ شمال کی جانب موڑ دیا اور پھر وہ بھی اس قطار میں
شامل ہوئے جو شمال کی جانب جا رہی تھی۔ پھر ذیل زبرد کی جہاز
سے جلدی ان کی کار سرخ رنگ کی شیور لیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ اب
ذیل دن کی کار ان سے پیچھے رہ گئی تھی۔ جیسے ہی ان کی کار شیور لیٹ کے
قریب پہنچی کرنل فریدی نے دیکھا کہ سرخ شیور لیٹ میں ڈرائیور کے علاوہ
ایک آدمی موجود ہے۔ کرنل فریدی کی دور بین نظروں نے فوراً ہی تاڑ
لے وہ چاروں ملک اپ میں ہیں۔ چنانچہ اسے یقین ہو گیا کہ ذیل دن
میں کار کا تائب کیا ہے۔ اب کرنل فریدی کی کار سرخ شیور لیٹ

کرنل فریدی نے پوچھا

"ایجرٹن روڈ کی طرف جناب اور"

ذیل دن نے جواب دیا

"اد کے ہم پہنچ رہے ہیں۔ اور اینڈ آل"

کرنل فریدی نے جواب دیا اور ریسور رکھ دیا

ذیل زبرد نے کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرتے
ہوتے وہ ایجرٹن روڈ سے ملحقہ سڑک ففٹھ ایونو پہنچ گئے۔
"ایجرٹن روڈ ہمیں پرکھاتی ہے۔"

ذیل زبرد نے کہا

"چلے چلو"

کرنل فریدی نے بڑے سنجیدہ ہجے میں کہا اور خود ٹرانسپیر کا بین آن
کروایا۔

"پولیسین اور"

کرنل فریدی نے پوچھا

"سر ہم ایجرٹن روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچ چکے ہیں اور"

ذیل دن نے جواب دیا

"ہم پہنچ رہے ہیں۔ اور"

کرنل فریدی نے کہا اور ٹرانسپیر آن ہی رہنے دیا۔

پھر جلد ہی وہ ایجرٹن روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب پہنچ گئے۔

ہیں۔ وجہ ٹرانسپیرینڈنٹ پرنٹری تو رابطہ قائم کرکوں گا۔

نون فریدی نے کار سے باہر نکلتے ہوئے ڈبل زیر کو حکم دیا۔

”بہتر جناب ویسے ڈبل ون بھی ارد گرد رہے گا۔ میں اسے بھی پانڈ کر دیتا ہوں۔“

نون نے بڑے جواب دیا

”وہ ڈبل فریدی سر ہاتھ اٹھا کر کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔

کے عین پیچھے تھی۔

”ڈبل ون تم اور پیچھے چلے جاؤ۔ ٹرانسپیرینڈنٹ رکھنا۔ اور“

کرنل فریدی نے ڈبل ون کو حکم دیا

اور پھر بڑے آرام سے سرخ شیورلیٹ کا تعاقب کرنے لگے۔

کافی دور جانے کے بعد جب سرخ شیورلیٹ والوں کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ سبز کار کہیں غائب ہو چکی ہے تو اگلے چوراہے سے وہ ایک سنان سی ٹرک پر مڑ گئے۔

سنان ٹرک اس لحاظ سے کہ وہ لائنڈرلش نہیں تھا جتنا پہلے والی میں روڈ پر تھا۔

بہر حال اس ٹرک پر بھی کافی کاریں موجود تھیں۔

ڈبل زیر و بڑی جہاد سے سرخ شیورلیٹ کا تعاقب کر رہا تھا کہیں کہیں کرنل فریدی بھی اسے گائیڈ کرتا تھا۔

اچانک سرخ شیورلیٹ ایک رہائشی کالونی کی طرف مڑ گئی اور پھر مختلف کوٹھیوں کے سامنے سے گزرتی ہوئی وہ ایک کوٹھی کے پچھلے میں داخل ہو گئی۔

کرنل فریدی کی کار سامنے سے گزرتی چلی گئی۔ کرنل فریدی نے کوٹھی نمبر نوٹ کر لیا۔

کافی دور آگے جا کر کرنل فریدی نے کار روکوائی۔

”تم کاریں موجود ہو میں کوٹھی کے اندر جا رہا ہوں۔ ٹرانسپیرینڈنٹ“

عادت سے جھٹکنا ہے حد ضروری تھی۔ چنانچہ وہ ایک سنان سڑک پر نکل آئے۔

”کمال سے اب وہ سبز کار کہیں بھی نظر نہیں آ رہی۔“

صدیق نے ہنسنے لگے دیکھتے ہوئے کہا

”مگر یہ سبز رنگ کی سپورٹس گاڑی میں ایجرٹن روڈ سے اپنے پیچھے دیکھ

رہے ہوں۔“

صدیق نے کہا

”وہ ان سب کی نظریں اس سبز رنگ کی سپورٹس پر جم گئیں۔“

”میرا خیال ہے انہوں نے چال چلی ہے۔ سبز رنگ کی کار ہٹا کر انہوں

نے یہ کار بھیج دی ہے۔“

تنبوی نے جواب دیا

”تجربہ ٹھیک ہے یہاں نزدیک ہی ایک کالونی موجود ہے اس کی ایک کالونی

خانی سے ہم وہاں چھپ کر ان لوگوں کو ٹرپ کر سکتے ہیں۔“

صدیق نے تجویز پیش کی۔

”ٹھیک ہے ان سے منٹ لیا جائے تو اچھا ہے۔“

تنبوی نے شینہ کن ایجنسی میں جواب دیا۔ چونکہ اس وقت تنویر اس بوٹ

پر چڑھ چکا تھا اس لئے اس کا فیصلہ حوت آخر سمجھا گیا۔

کچھ مقامی ایجنٹ نے کار کالونی کی طرف حور دی اور جلد ہی ایک خالی کالونی

دو کار لینا چلا گیا۔ کار گیلریج میں دو کتنے کے بعد وہ سب تیزی سے اترے

پھر مختلف سمتوں میں چھپ گئے۔ ان کے ہاتھ دیوالیوں پر جمے ہوئے تھے

جیولر مارکیٹ میں کامیاب ڈاکہ ڈالنے کے بعد حسب پروگرام سب لوگ

معلقہ و معلقہ سمتوں میں چلے گئے۔ ایک کار جسے مقامی ایجنٹ چلا رہا تھا تنویر

لعلانی اور صدیقی بھی اس میں سوار تھے مشرق کی سمت گئی۔ پروگرام کے تحت

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد انہوں نے اپنے طے شدہ ہیڈ کوارٹر میں ملنا

تھا۔

مگر وہ سری سڑک پر ملتے ہی صدیقی نے اپنے تعاقب میں آنے والی

گھسی سبز رنگ کی کار تارڑی۔ پھر اسے چیک کرنے کے لئے تنویر نے مختلف

سڑگوں پر گاڑی گھمائی شروع کر دی اور ایجرٹن روڈ کے چوک پر پہنچنے کے بعد

انہیں یقین ہو گیا کہ سبز رنگ کی کار واقعی ان کے تعاقب میں ہے۔ اسے اپنے

چہرہ اور پردہ اوروں کے ٹٹے میں تھا۔

اس نے بڑے اطمینان سے گھوم کر چاروں کا طائرانہ جائزہ لیا اور پھر بڑے اطمینان سے تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب کو براہِ کمال کی بھی حیثیت نہ دے رہا ہو۔

”کون ہو تم اور کون ہمارا تعاقب کر رہے ہو؟“

تنویر نے بڑے دلچسپ لہجے میں سوال کیا۔

”کیا تم سلور گیل کے غائب ہو؟“

کرنل فریدی نے بڑے سکون سے سوال کیا۔

”یوں ہم سلور گیل کے غائب ہو؟“

تنویر نے سخت سے بھرپور لہجے میں سوال کیا۔

ظاہر ہے وہ پہلی کوکب کا ہاتھ سے جانے دیتا۔

”ہو نہ اب تم کیا چاہتے ہو؟“

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس کی زد میں نہ ہو بلکہ وہ اس کے دھم دھم پر ہوں۔

تنویر جیسے مستقل مزاج آدمی کے لئے کرنل فریدی کا یہ لہجہ ہی کافی تھا۔

”خاکہ وہ اپنا ٹیکٹ ابھرنے والا فضا دبا نہ سکا اور وہ سرے لے لے اس

چلا دی۔ کرنل فریدی تیزی سے جگہ بدل گیا اور گولی میزجی اس کے

سرے ہوئے مقامی ایجنٹ کے سینے کے پاد ہو گئی۔ وہ ایک چیخِ مادر

کی ذمیر ہو گیا۔

اور وہ کسی کی آمد کے بلے چہینے سے منتظر تھے۔

تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد ایک انتہائی عجیبہ آدمی چالاک کھدول کر بڑی آہستگی سے اندر داخل ہوا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آنے والا کرنل فریدی ہے۔ کیونکہ وہ ایک اپ میں تھا اور کرنل فریدی کا میک اپ کم از کم یہ

لوگ نہیں پہچان سکتے تھے۔ اگر انہیں یہ علم ہوتا کہ ان کا مقابل خود کرنل فریدی ہے تو یہ اس کے مقابلے میں آنے سے ہر قیمت پر احتراز کرتے۔

کرنل فریدی کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ لائٹ کی طرح چاروں طرف گردش کر رہی تھیں۔

جیسے ہی وہ پورچ کے قریب آیا سب سے پہلے تنویر نے حرکت کی۔ وہ ایک سکون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ ریو اور نکال کر تیزی سے بائیں رخسار آیا۔

”خبردار اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔“

تنویر نے ریو اور کا رخ کرنل فریدی کی طرف کرتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی وہیں رک گیا اور وہ بڑی کینہ نواز نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگا۔

جیسے وہ اس کی شخصیت کو ٹول رہا ہو۔

”اندرو چلو“

تنویر نے کرنل فریدی کو حکم دیا اور کرنل فریدی کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ مگر اس نے بڑے سکون سے تنویر کے حکم کی تعمیل کی اور پھر جیسے ہی برآمدے میں داخل ہوا باقی لوگ بھی ریو اور تانے سے بائیں رخسار آئے۔ اب کرنل فر

مح: ن

کرن فریدی نے تیزی سے پہلو بدلا اور پھر جیسے ہی تویر کا جسم ڈر سا آگے
بڑھا۔ اس کی جھرپور لات تویر کے کولہوں پر پڑی اور وہ ایک دھماکے کے ساتھ
سنے والے ستون سے جا ٹکرایا۔

نشان اور صدیقی نے موقع ملے ہی کرن فریدی پر چھلانگ لگا دی۔
کرن فریدی نے زخمی شیر کی طرح مڑا۔ دیوالود تو جانے کب سے اس کی جیب میں
دب بس جا چکا تھا۔

چنانچہ دوسرے لمحے ان دونوں کی گردنیں اس کے مضبوط ہاتھوں میں پھنس
اور پھر اس نے بڑی قوت سے ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے اور وہ دونوں
مردہ چھپکلیوں کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

تویر ستون سے بڑی قوت سے ٹکرایا تھا۔ گواس نے ہاتھ دکھ کر اپنے آپ کو
بچانے کی کوشش کی تھی مگر اس کا سر ستون سے ٹکرا گیا تھا۔ قیحبہ میں تارے تو ایک
دھڑ رہے پوری کہکشاں اس کی آنکھوں کے آگے پانچ گئی۔
وہ سر پکڑے مت ہاتھی کی طرح کھڑا جھومتا رہا۔

اس نے بار بار سر جھٹک کر اپنے آپ کو بے ہوشی سے بھالنے کی کوشش کی اور
چند لمحوں بعد وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

چنانچہ جوش میں آنے کے بعد وہ تیزی سے مڑا۔ اب وہ بدیکھ کجیران رہ گیا کہ
مقابل بنے سکون و اطمینان سے کھڑا تھا۔

اور نشان اور صدیقی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔

کرن فریدی کے لئے اتنا موقع کافی تھا۔ چنانچہ وہ سبکی کی طرح اپنی جگہ سے
اچھلا اور دوسرے لمحے تویر اڑتا ہوا اپنی سائیڈ پر کھڑے صدیقی پر جا کر انھماکی
نے غارتگر کرنا چاہی مگر کرن فریدی نے بڑی تیزی سے گویلا وار کیا اور وہ پھلی
کی طرح پھٹنے فرش پر پھلتا ہوا اس کی ٹانگوں سے جا ٹکرایا۔ نتیجے میں نشان بھی
فرش پکس ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں سنبھلے کرن فریدی اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں دیوالود جک رہا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور یاد رکھو میری گولی اپنا نشان خوب پہچانتی ہے"
کرن فریدی کے لیے جس میں سانپ کی سی پھلکار تھی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں سچریشن قطعی بدل چکی تھی۔ ان کا ساتھی دم توڑ
چکا تھا۔ وہ تینوں بیز مسلح ہو چکے تھے اور کرن فریدی ہاتھ میں دیوالود پکڑے ان
کے سروں پر موجود تھا

"اب بتاؤ کیا تم واقعی سورو گول کے فائدے ہو۔"

کرن فریدی کا بوجھ جھٹکا ہوا تھا۔

"ہاں ہم سورو گول کے فائدے ہیں"

تویر نے ٹھیکے لیے ہیں کہا۔

"ٹٹ اپ میرے سامنے جھوٹ بولنے والا ہمیشہ گھائے کا سودا کرتا ہے۔"

کرن فریدی نے بیدار ٹھیکے لیے ہیں کہا

"ٹٹ اپ یو باسٹرو"

تویر کا دماغ الٹ گیا۔ چنانچہ اس نے دیوالود کی پرواہ کئے بیز کرن فریدی پر چھلانگ

کرنی فریدی کا نام سن کر تنویر کا سارا دم خم نکل چکا تھا۔ چنانچہ وہ خاموش کھڑا
 رہتا رہتا۔
 اور جب کرنی فریدی پہلک سے باہر نکل گیا تو وہ نعمانی اور صدیقی کی طرف
 دیکھ رہا تھا۔

”ہوش آگیا مشر تنویر“

کرنی فریدی نے طنز سے بلبے میں پوچھا
 اور اپنا نام سن کر تنویر کو کبھی کا جب کا سالگ اور اس کا رہتا سہتا ہوش بھی فضا
 طور پر واپس آگیا۔
 ”کیا مطلب؟“

تنویر نے اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے حیرت زدہ پہلے میں جواب دیا۔
 ”مطلب عمران سے پوچھنا۔ میں اگر چاہتا تو تم سب کو گوگنی مار دیتا۔ مگر میں تمہیں
 دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ تمہارا ایک اپ میری نظروں کے سامنے پردہ نہیں بن
 سکتا اور ستواب میں جا رہا ہوں۔ عمران کو کہہ دینا کہ یہ کچھ دن دلا ڈرامہ بند کر دے
 کرنی فریدی کو اس طرح دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔“

کرنی فریدی نے زہریلے بلبے میں جواب دیا۔
 اور تنویر کو کرنی فریدی کا نام سن کر ایک اور جھٹکا لگا۔ ایک لمحے کے لئے تو اس
 کے جسم کے تمام رگوں کو کھڑے ہو گئے۔ کہ وہ اب تک کرنی فریدی کا مقابلہ کرتا رہا
 ہے۔

یہ اختیار اس کی نفوس نعمانی اور صدیقی کی طرف ہٹ گئیں۔
 ”تھوڑا دیر صحت سے ہوش آگیا۔ اب میں جا رہا ہوں اور اگر اب تم نے کوئی
 شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں قمار بازی زندگی کی ضمانت نہیں دے سکوں گا۔“
 کرنی فریدی نے انتہائی سخت بلبے میں کہا
 اور پھر تنویر سے گونجی کے گیسٹ کی طرف مڑ گیا۔

خفتہ بینہ پانے کی کوشش کی تو سوئی مادام کی ٹانگ میں گھس جائے گی اور
چہرہ.....

عزت نے جان بوجھ کر فقرہ 'اسکل چھوڑ دیا'

تمام افراد عمران کی یہ بات سن کر سکے کی سی کیفیت میں کھڑے کے کھڑے
رہ گئے۔ مادام بھی بت بنی کھڑی رہی۔ اس کا سرخ و پید چہرہ اب ٹٹے کی
بھرتہ سفید ہو گیا تھا۔ سائینڈ کے زہر میں کبھی ہوئی سوئی کے اثرات سب
جانتے تھے کہ اگر اس کی ٹوک بھی کھال میں گھس گئی تو مادام دو سراسا سنس نہیں
سکے گی۔

مادام کی موت کا خوف اس حد تک ان پر طاری ہوا کہ ان میں سے کسی نے
جھٹک کر بچنے دیکھنے کی بھی کوشش نہ کی کہ مادام بلیو بڑا خوف زدہ ہو کر سوئی
جھٹک میں گھس کر رہے وہ جہاں کھڑے تھے وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے۔

بچنے والے افراد نے عمران کے ایک ہی والد پر کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مادام
کی موت کسی قیمت پر وہ برواٹ سن نہیں کر سکتے تھے۔

چند لمحوں کی خالی الذہنی کے بعد مادام کو ہوش آگیا۔ اس نے بڑے نرم
صوت سے کہا

"بلیو بڑا تم سربراہ کی جان لینے کی کوشش کر رہے ہو اور یہ تنظیم سے غداری
ہے اور غداری کی سزا تم جانتے ہو کیا ہوتی ہے؟"

میں جانتا ہوں مادام مگر اپنی زندگی بچانے کا حق ہر ایک کو ہے۔ آپ
موتی سے ٹک کی بنا پر میری جان لینا چاہتی ہیں۔ جب کہ میں نے تنظیم کے لئے

عمران کی آنکھیں رو پاور کی نالی پر جمی ہوئی تھیں۔ چنانچہ جیسے ہی مادام نے غارتگر
حکم دیا اور نوجوان نے ریو اور کا ٹیگز دیا

عمران تیزی سے جھکا اور گولی اس کے سر پر سے گزرتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ
نوجوان دوسرا فائر کرنا عمران سائب کی سی تیزی سے چمکنے کرش پر پھٹا ہوا کانفرنس
ٹیمبل کے نیچے گستا چلا گیا اور پھر پک چمکنے میں وہ آخری سرے پر کوبز، مادام کے
ویروں کے قریب پہنچ گیا۔

عمران کے میز کے نیچے گھسے ہی تمام ممبران اور مادام بھی بے اختیار اٹھ کھڑے
ہوئے۔ مگر عمران نے مادام کی ننگی ٹانگ پر گرفت مضبوط کر لی۔

خبردار میرے دوسرے ہاتھ میں سائینڈ میں کبھی ہوئی سوئی ہے۔ اگر کسی نے مجھے

ہمیشہ اپنی جان کو داؤ پر لگا دیتا تھا:

عمران نے بڑے احمقانہ انداز میں جواب دیا

"اچھا مجھے یقین آگیا کہ تم بیوہ بڑا ہوادر میں تمہارے قتل کا حکم داپس لیتے ہو۔ اب تم خاموشی سے میری ٹانگ چھوڑ کر باہر نکل آؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔"

مادام نے بڑے پیار بھرے لہجے میں کہا

"میں نے کچی گولیاں نہیں کھیں مادام۔ میں نے ساری زندگی قتل و خون کا کھیل کھیلا ہے۔ آپ دلا سے دسے کہ مجھے نہیں لاد سکتیں"

عمران نے بڑے مخصوص لہجے میں جواب دیا

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

مادام نے سوال کیا

"آپ تمام سٹین گن برادروں کو باہر چلے جانے کا حکم دیں"

عمران نے کہا

"تمام مسلح آدمی باہر نکل جائیں"

مادام نے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فحش آواز دیا۔ اور پھر تمام سٹین گن برادر خاموشی سے دل سے باہر نکل گئے۔

عمران میز کے نیچے سے ان کی ٹانگیں دیکھ رہا تھا چنانچہ جب سب باہر نکل گئے تو وہ اچانک دھکادے کر تیزی سے میز کے نیچے سے باہر نکل آیا۔ مادام اچانک دھکاکھا کر کراہٹ ماری تو وہ مگر گری نہیں۔ عمران باہر نکلتے ہی کبکی کی سی پھرتی سے

مادام کے قریب ہو گیا اور اس کا بازو پکڑ لیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں واقعی ایک پن پکڑی ہوئی تھی جس کے سرے پر عبور سے دنگ کا مصلوب دور سے نظر آ رہا تھا۔ صاف خابہر تھا کہ وہ سانس لے رہی تھی۔

باقی ہبران ابھی اپنی نگاہ پر کھڑے تھے۔

"آپ سب حضرات باہر نکل جائیں۔ میں مادام کو تنہائی میں یقین دلاؤں گا کہ میں واقعی بیوہ بڑا ہوں۔"

عمران نے تمام ہبران کو حکم دیتے ہوئے کہا

"وہ نہیں"

مادام جواب پوری طرح ہوش میں آچکی تھی انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اور

دوسرے لمحے اچانک اس نے جھکاؤ دے کر عمران کے ہاتھ سے اپنا بازو پھڑوایا

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سمجھتا کہ مادام نے تیزی سے آگے بڑھ کر میز کی کنارے

پر لگ کر ایک ٹپن دبا دیا

عمران نے اپنی جگہ سے جھلاٹک لگانے کی کوشش ضرور کی۔ مگر اس سے پہلے

کہ عمران کے قدم زمین چھوڑتے نہی اس کے پیروں کے نیچے سے غائب ہو گئی

اور عمران اس تاریک غار میں گرنا چلا گیا۔ اس خلا کی گہرائی شاید بے اندازہ تھی

کیونکہ عمران کے نیچے گرنے کا دھکاک تقریباً پانچ منٹ کے بعد سنا دیا۔ اتنی بلندی

سے گرنے کے بعد عمران کی کشتی بڑاں ٹکست و رینٹ سے بچی ہوئی گی۔ یہ خلا ہی

بہتر جانا ہے۔ بہر حال بظاہر عمران کے صمیم سالم بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں

آ رہی تھی۔ اس کے نیچے گرنے ہی مادام نے ٹپن دبا کر خلا دوبارہ مکمل کر دیا اور

پھر ایک طویل سانس لی۔

مادام کی اس حیرت انگیز پھرتی پر نام مہبران کے چہرے کھل اٹھے۔ واضحی
مادام نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا تھا
”بیٹھ جاؤ۔“

مادام نے کسی پر بیٹھے ہوئے سب مہبران کو حکم دیا اور سب کرسیوں پر بیٹھ گئے
”آپ کی کیا رات ہے یہ شخص بیوہ بڑے یا علی عمران“
مادام نے سوال کیا۔

چند لمحوں تک حال میں خاموشی طاری رہی۔ کوئی شخص بھی یہ فیصلہ نہیں کر
سکا تھا کہ آیا وہ واقعی بیوہ بڑے یا علی عمران۔ اس نے گولی سے بچنے کے
لئے ٹگ آرٹ کا مظاہرہ بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن جو وہ اس نے کھیلا تھا وہ ظاہر
ہے اپنی زندگی بچانے کے لئے تھا اور پھر بیوہ بڑے مسعود قتالی تھا۔ وہ بت کی طرح
کھڑے رہ کر اپنے سینے پر گولی کیسے کھا سکتا تھا۔
”کچھ کہا نہیں جاسکتا مادام“

آخر سب مہبران نے متفقہ فیصلہ منادیا

”ٹھیک ہے اس نے جو وہ کھیلا ہے وہ ہمارے تصور میں بھی نہیں تھا۔ بھل
اب فیصلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس کو ہر قیمت پر مرنے دیا۔ اگر وہ بیوہ بڑے
ہے تب بھی۔ اس نے مجھ پر مارتا تھا اگر اپنی موت کا فیصلہ خود کر دیا ہے۔“
مادام نے فیصلہ منادیا۔

”ٹھیک ہے مادام آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے۔“

نام مہبران نے اس کے فیصلے کی تائید کر دی۔
”یہ تو معاملہ ختم ہو گیا۔ سلوٹر تھری“

مادام نے سخت ہلچے میں کہا
”یس مادام“

نمبر تھری نے اٹھ کر کودنا بند ہیچے میں کہا

”اب یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم نے کوئی فریڈی اور عمران اگر وہ زندہ ہے اور
نمبر کو ختم کرنا ہے اور جتنی جلدی ہو سکے ان کا خاتمہ کر دو۔“
مادام نے نمبر تھری کے ذمے ڈیوٹی لگائی۔

”یس مادام آپ بے فکر رہیں“

نمبر تھری نے جواب دیا

اس سے پہلے کہ کوئی بات ہو تی میز پر پڑے ہوئے ٹرانسپیر کی سیٹن بگنے لگی
مادام نے چونک کر ٹرانسپیر کا جن آن کر دیا۔

”سلور گرل نمبر سکسی میون زبرد فائیو پیکیگ اور“

مادام نے سخت حیرت سے ایک کودنا نہ آواز سنا دی

”یس سلور گرل پیکیگ اور“

مادام نے سخت ہلچے میں جواب دیا

”مادام ابھی ابھی نیو سٹی بک میں ڈاکہ پڑا ہے۔ ڈاکہ ڈالنے والے سلور گرل

... ڈھونڈ گئے ہیں۔ اور“

نمبر تھری میون زبرد فائیو نے رپورٹ دی۔

"کیا کہا ڈاکر اور سلور گرل کا کارڈ اور۔"

"میں مادام میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بالکل ہماری تنظیم کا اور پتلا کارڈ ہے۔ ڈاکر ڈالنے والوں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل تھی۔ ڈاکر کے بعد وہ مختلف کارڈوں میں میچ کر فرار ہو گئے اور۔"

نبرسکٹی ایمون زبرد فائون نے مزید تفصیل بتلائی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا سلور گرل یہ کام کیسے کر سکتی ہے اور۔"

مادام کے پیچھے میں ابھی تک حیرت کا متعقبات تھا۔

ڈاکر کے ساتھ سلور گرل کا نظارہ سن کر تمام ممبران بھی حیرت زدہ تھے۔

"مادام میں نے وہ کارڈ خود دیکھا ہے اور وہ کارڈ ہمارا ہے اور۔"

دوسری طرف سے بولنے والے نے بتلایا۔

"کیا تم نے کسی کارڈ کا تعاقب کیا۔ اور۔"

مادام نے سوال کیا

"نہیں مادام میں تو وہ کارڈ دیکھ کر پوچھ گیا۔ میں سمجھا کہ شاید۔۔۔ اور۔"

نبرسکٹی ایمون زبرد فائون نے جان بوجھ کر غصہ ناکسل چھوڑ دیا۔

سب آپ بیکار ہو کر رہ گئے تھے جو کہ وہ عام مجرموں کی طرح

لیکچر میں ڈاکر کے ڈالنے پھرے گی۔ اور۔"

مادام نے اچانک غصے کا عالم میں کہا

"کس۔ سوئی مادام اور۔"

بولنے والا پوچھ گیا۔

"وہ کارڈ حاصل کر کے فوراً ہی کارڈ بھجواؤ۔ اور واپس آئی۔"

مادام نے غصے میں کہا

اور ٹرانسپیرٹ کر دیا

"کیا۔ پورٹ ہے مادام"

ایک ممبر نے پوچھا

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے جیسے

نکارے برس رہے تھے۔

"سلور گرل نے نیوسٹی بک میں ڈاکر ڈالا ہے اور اپنا کارڈ وہاں چھوڑ دیا ہے

ڈاکر ڈالنے والوں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل ہے۔"

مادام نے جھپٹاتے ہوئے پیچھے میں بتایا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے مادام۔"

سب ممبران نے متعقبات آواز میں کہا

"لیکن یہ بڑا ہے اور ہمارا کارڈ بھی استعمال ہوا ہے"

مادام نے جواب دیا۔

"سب خاموش رہے۔ بھلا وہ کیا جواب دیتے۔"

مادام چند لمحوں سوچتی رہی۔ پھر اس نے ٹرانسپیرٹ کا بین آئی اور فریج منی

سیٹ کرنے کے بعد سپیکل بین آئی کر دیا

میں بیڈ کارڈ سپیکل اور۔"

دوسری طرف سے فوراً ہی ایک بھارتی ہوئی آواز سنائی دی

”مادام پیکنگ اودر“

مادام نے سخت لہجے میں کہا

”میں مادام اودر“

دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک دم موڑ بانہ ہو گیا۔

”ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ نیوسٹی بک میں ڈاکہ پڑا ہے اور وہاں تنظیم کا کارڈ استعمال کیا گیا ہے۔ ڈاکوؤں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل ہے۔ فوراً تحقیق کراؤ کہ کس گروہ کی حرکت ہے اور جس کی بھی حرکت ہو ان سب کے لئے موت کے آرڈر جاری کر دو اور شہر میں دسیں پیمانے پر ننگائی کراؤ کہ یہ گروہ دوبارہ بھی ہاتھ ڈالے گا اور میں کسی قیمت پر سٹور گرل کی بنیادی نہیں چاہتی اودر“

مادام نے آرڈر جاری کئے۔

”میں مادام۔ مجھے بھی ابھی اطلاع ملی ہے اور میں خود بھی حیران ہوں۔ میں ایک گھنٹہ بعد رپورٹ دوں گا۔ اودر“

دوسری طرف سے جواب ملا۔

”اودر اینڈ آلی“

مادام نے کہا

اور پھر مین آف کر دیا

”نمبر الیون طبیب بڑے کو فوری قتل کر دو اور پیکنگ درخواست“

مادام نے قہقہے لہجے میں کہا

اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسے اس ڈاکے والی خبر نے بے حد شاک پہنچایا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح

بے اختیار تنظیم پبلک کی نظروں میں آجاتی

اور اس طرح تنظیم کا اصل مقصد فوت ہو جاتا

سب مہران کے جاننے کے بعد مادام بھی بالی سے باہر نکلی گئی۔

میں سترے ہوئے تھے۔

سر آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ گائے کا گوشت ہے۔ سور کا نہیں۔

ہم نے بڑے مودبانہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا

”میرے مجھے پائل سمجھ رہے ہو۔ تم خود پائل بلکہ تمہارے آباد اجداد پائل۔ یہ
ہائے کا سر ہے۔ ایسے مجھے کاٹھ کا آلو سمجھا ہے۔“

تاکم نے ایک اور دھاڑ ماری۔

اب یہ اور بات ہے کہ فیجنر نے تو سر خباب کے معنوں میں کہا تھا مگر تاکم
سر کو کسی اور مطلب میں لے گیا۔

”جناب میں کب کہہ رہا ہوں کہ یہ سر ہے۔ یہ تو گائے کا گوشت ہے۔“

ہم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہم تمہاری قبر میں کیڑے پڑیں ابھی تم نے سر نہیں کہا۔ اب مکر رہا ہے

جبوت بولتے ہو اور وہ بھی منہ پر کیا کہتے ہیں اسے کالا نہیں پیلا اسے ہاں

وائٹ جھوٹ؟

تاکم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ہم جو کہہ چکے ہیں آدمی سمجھی کہ اس کھٹکنے والی کو کس طرح قابو کرے۔ بحیثیت
ایک معزز لاکھ کے وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

میں جبوت نہیں بول رہا جناب یہ گائے کا گوشت ہے۔“

ہم نے جھجھکتے ہوئے کہا

”میں یہ سور کا گوشت ہے۔ تم سالے سانسی آدمی کی پتر سور کے ٹیک لگا کر گائے

مصدر ہوئی ہوئی گھومتا ہوا جب ہنر موت ہوئی کے ہال میں داخل ہوا تو اس
نے وہاں ایک عجیب تماشا دیکھا۔

ہوئی کا ہالی اکٹھا رہ بنا ہوا تھا اور درمیان میں تاکم کھڑا دھاڑ رہا تھا۔ اس کے

ارد گرد بیسے اور ہنر گھیر ڈالے کوٹے تھے اور ہال میں موجود تمام افراد اپنی اپنی

کرسیوں سے اٹھ کر بڑی دلچسپی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

”میں کہتا ہوں تم لوگوں نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں ابھی تم سب لوگوں کی صف

بکرا چار بکرہ بنا دوں گا۔“

تاکم نے دھاڑتے ہوئے کہا

اس کا ہنر صرف تھا۔ آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے۔ دونوں ہاتھ کلا

بنادیا جو پھر پوتا تو وہ سوری۔
 قاسم نے نہ ماننے والے بچے میں کہا۔
 "آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سورا کا گوشت ہے جب کہ ہم کہہ رہے ہیں۔
 کہ یہ گائے کا گوشت ہے تو آخر آپ مانتے کیوں نہیں۔ کہیں تو باد چھی کی گواہی
 دیں اور وہ؟

مینجر کی جھگڑا مٹ اب لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔
 "ثبوت یعنی گوشت تم کچاؤ اور ثبوت میں دتا پھروں اور پھر میں کوئی اٹھائی گا
 ہوں کہ ثبوت جیب میں ڈالے پھروں۔ اسے میں اپنے تک کا بڑا آدمی ہوں
 سمجھے۔"
 قاسم اسی پر رٹ پڑا۔
 "اچھا آپ مت کما میں۔"
 مینجر نے تنگ آ کر فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔
 "کیوں نہ کھاؤں۔ کیا میں مفت کھڑا ہوں۔ پیسے نہیں دیتا۔ مجھے گئے نہ دلاؤ
 کھڑے کھڑے موٹل خرید لوں گا۔ اور سالے تہیں سب سے پہلے کان پکڑاؤں گا"
 قاسم نے جاگروا نہ بچے میں جواب دیا۔
 "غذا اب میں کیا کروں؟"

مینجر نے بے بسی سے سر ہٹا ہتھارتے ہوئے کہا
 "اپنے سرکریں ریٹ رہا ہے۔ بولی موٹل کتنے میں بیچتا ہے۔"
 قاسم نے جب سے چپک بک نکالتے ہوئے کہا۔
 "کیا بات ہے کیوں تماشا بنا رکھا ہے۔"
 قاسم نے اصل آواز میں قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "صاحب آپ انہیں سمجھائیں یہ گوشت گائے کا ہے مگر یہ بغض میں کہ یہ سورا
 گوشت ہے"
 حیرتے حید کو درمیان میں آتے دیکھ کر اس کا سہارا لیا۔
 "تسم پہلے تو حید کو بھور دیکھتا رہا پھر شاید وہ آواز پہچان گیا تھا۔ چنانچہ اپنا ایک
 مینجر دہن پا کر اس کی باجھیں کھل گئیں۔
 حید صاحب تم اس مینجر کے بچے کو کھجواؤ مجھے سورا کا گوشت کھلا رہا ہے اور
 مجھے کہ یہ گائے کا گوشت ہے۔"

بیرت بھی واپس چلے گئے اور تاشائی بھی مکرانے ہوئے اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

حمید بھی قاسم کے مقابل بیٹھ گیا۔ قاسم نے بیٹھے ہی دوبارہ گوشت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ یہاں بھی حسب عادت چھری کاٹنے ایک طرف رکھ کر ہاتھ سے لے رہا تھا۔ اس نے گوشت کی ایک بڑی سی بوٹی اٹھائی یہی تھی کہ یکدم دھار مار کر چھوڑ دیا۔

اس کے اس طرح اچانک اٹھنے پر میز حمید پر الٹ گئی اور سب کھانا حمید کے پیڑوں پر جا گرا۔

”سارے مجھے بے وقوف بناتا ہے۔ مجھے اتونا تا ہے۔ جب یہاں سور کو گاتے اور سارے کو سور کہتے ہیں تو پھر تو یہ بڑا ہی سور کا گوشت۔ اونٹ۔“

حمید نے دھار سے ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اب جب کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب تک سور کا گوشت کھا تا رہا ہے۔ اس کا جی متا نہ لگا۔ حمید کی بات اسے بڑی دیر میں سمجھ آئی تھی۔
 حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا سوٹ کھانے سے اتر گیا تھا۔
 ”بے پاگل ہاتھی یہ کیا کر دیا میرے سوٹ کا تینا ناس کر دیا۔“

حمید نے منے میں کہا۔
 ”تو پھر کیا ڈرائی کلیننگ کے پیسے مجھ سے لے لینا۔ بلکہ ایک ڈرائی کلیننگ کی دکان خرید لینا۔ اس میں اپنے باپ دادا کے کفن بھی ڈرائی کلین کر لینا۔ مگر یہ سور کا گوشت کھانا۔“

قاسم نے حمید کے سامنے فریاد کرتے ہوئے کہا۔

”قاسم تم سمجھتے نہیں یہاں سور کو گاتے اور لگتے کو سور کہا جاتا ہے۔ مینجر ٹھیک کہہ رہا ہے کہ یہ گائے کا گوشت ہے۔“

حمید نے قاسم کو کھمباتے ہوئے اردو میں کہا۔
 ”اچھا یہ بات ہے تو پھر اس نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں خواہ مخواہ اپنا بھوکا رہا۔“

قاسم نے بڑے صلح کن ہجے میں کہا۔
 ”اور پھر مینجر کی طرف بہر دانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔“

”مینجر صاحب معافی دے دیں مجھے نہیں مالم تھا کہ یہاں کسری زبان؟ بدلی ہوئی ہے۔“

قاسم کی ذہنی روجب یہی تو اس نے مینجر کے سامنے باقاعدہ لائحہ جوڑ دیتے۔
 ”اور مینجر تو ایک طرف رہا باقی سب تاشائی بھی حیرت سے دنگ رہ گئے کہ کپڑا ہاتھی اتنی آسانی سے کیسے رام ہو گیا۔ اب چونکہ وہ اردو نہیں سمجھتے تھے اس لئے انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حمید نے قاسم کو کیا کھا تھا۔ البتہ سفدر نے بڑی شکل سے ہنسی روکی۔

”کوئی بات نہیں صاحب۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں۔“

مینجر نے جان چڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”اور پھر وہ تیر کی طرح واپس پلٹ گیا۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ قاسم کی ذہنی رو پھر نہ پلٹ جائے۔“

قاسم نے اس کی سوٹ کی حجابی کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا اور اب تو اس نے ہانا جیسے مجھ سے
تھے کرنی شروع کر دی

مینجر ایک دفعہ پھران کی طرف بھاگا آیا
"اب کیا ہوا صاحب ان صاحب نے تو میرے ہونٹوں کا ستیا ناس مارا ہے۔"

مینجر نے فرش پر کبھری ہوئی نئی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اور ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگ اب ناک پر رومال رکھ کر چھپے ہوئے چلتے گئے
"ستیا ناس ہو تیرا۔ ادغ۔ ڈیڑھ ستیا ناس۔ پورے دو ستیا ناس۔ ادغ۔
دو ستیا ناس۔"

قاسم نے تھے کرنے کے ساتھ ساتھ مینجر کو بھی سنائی شروع کر دیں۔
"کوئی بات نہیں، میرے دوست کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ کون۔
کمرہ ہے اس کا؟"

حمید نے قاسم کو پکارتے ہوئے کہا۔
"دوسو دس دوسری منزل"

مینجر نے بے بسی سے کہا۔
"میری طبیعت خراب ہوئی ہے۔"
قاسم نے دھاڑ ماری۔

"قاسم کیوں مرنے کی پڑی ہے۔ یہاں جس کو تھے آجائے اسے حاملہ
جاتا ہے اور پھر ابھی لیڈی ڈاکٹر بچہ پیدا کرنے آجائے گی۔ چپ کر کے کمر۔"

منذر لفٹ کے قریب والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہیرے سے اس نے کافی
مکھرنی تھی۔ قاسم کا کمرہ غیر تو اسے معلوم ہو گیا تھا لیکن اس کا مقصد کسی پن جمید

حمید نے قاسم کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا
"رے باپ رے جلد ہی یہ پاگل کہیں سچ بچ مجھے حاملہ نہ سمجھ لیں۔
تو ہم نے جلد ہی سے کھڑے ہو کر اپنے ہیٹ پر نظر دڑاتے ہوئے کہا۔
جلو۔"

حمید نے مسکاتے ہوئے کہا۔
"مم۔ مگر وہ لیڈی ڈاکٹر کیا کہہ رہے تھے۔"
قاسم نے چلتے چلتے سوال کیا
اب اس کی تپے بھی بند ہو چکی تھی۔ شاید وہ بھول ہی گیا تھا کہ اسے تپے بھی
تہی تھی۔

اسے یہاں ڈاکٹر کو لیڈی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کو ڈاکٹر کہتے ہیں۔
حمید نے اسے بازو سے پکڑ کر گھیسے ہوئے کہا
اچھا اچھا۔

قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے مینجر
نے جگہ صاف کرنے کا حکم دیا اور وہ خود بھی سر تڑپے اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گیا۔

کی دہائیں گاہ معلوم کرنا تھا۔ چنانچہ وہ وہیں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک
بیرے کو بھل میں ریڈ میڈ سوٹ کا ڈیرہ اکھٹے اوپر جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ
کیپٹن نے اپنے لئے ایک ریڈ میڈ سوٹ منگوایا ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ
اس نے کپڑے تو تبدیل کرنا ہوں گے اور وہاں صرف قاسم کے سوٹ ہوں گے۔
جس کے ایک پانتھے میں کیپٹن حمید پورا سا جاتے۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد جب کہ وہ دوبارہ کافی پی چکا تھا کیپٹن حمید اکیلا
لفٹ سے گزرتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ مین گیٹ کی
طرف بڑھا صفر کے قریب میز پر بیٹھے ہوئے دو افراد بھی اٹھ کر تیزی سے
اس کے پیچھے چلے گئے۔

صفر ان کی چال سے کھٹک گیا چنانچہ اس نے ایک نوٹ پیالی کے نیچے
رکھا اور خود بھی اٹھ کر آؤٹ گیٹ کی طرف چل پڑا۔

پھر جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلا اس نے ان دونوں آدمیوں کو
کیپٹن حمید کے دائیں بائیں چلتے دیکھا۔

ان دونوں کے ہاتھ میسوں میں تھے۔ بظاہر وہ تینوں دوستوں کی طرح
جارہے تھے۔ مگر صفر سمجھتا تھا کہ کیا سچویشن ہے۔ وہ تینوں چلتے ہوئے
پارکنگ میں کھڑی ایک بڑی سی نیلے رنگ کی کار میں بیٹھ گئے۔ کار میں ریڈیو
شاد پہلے سے موجود تھا۔ کیونکہ وہ تینوں کچلی سیٹ پر بیٹھے تھے اور ان کے
بیٹھے ہی گاڑی آگے بڑھ گئی۔

صفر بھی اپنی چھبوی سی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا جزا سے مقامی

میڈیاوارٹ کی طرف سے سپلائی کی گئی تھی۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی نیلے رنگ کی کار دائیں طرف مڑ گئی۔ صفر
بھی مناسب فاصلہ دے کر ان کا تعاقب کرنے لگا۔ ویسے نیلے رنگ کی کار کے
خبر اس کے ذہن میں جم گئے تھے۔ کار چلانے کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا
تھا کہ شاید اس طرح وہ سوراگرل کے کسی اڈے تک پہنچ جاتے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد نیلے رنگ کی کار شہر سے باہر مغلات میں
جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک کارش نہیں تھا۔ آکا واکا گاڑیاں
آجادی تھیں اور صفر اور بھی زیادہ محتاط ہو گیا۔ اس نے فاصلہ پہلے سے بھی بڑھا
دیا۔ تھوڑی دیر تک اس سڑک پر چلنے کے بعد نیلے رنگ کی کار ایک بائی روڈ کی

طرف مڑ گئی جو کھیتوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ سڑک کے ارد گرد فصلیں لہرا
ہی تھیں۔ فصل اتنی اونچی تھیں کہ سڑک پر سے کار نظر آتی نہ ہو گئی تھی۔ صفر

بائی روڈ کے کنارے رک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ اس کے لئے جالی نہ بچھایا
گیا ہو۔ شاید انہیں تعاقب کا شبہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ بائی روڈ پر اتر کر دک گئے ہوں

اس لئے کار کاؤنٹر کیٹ بائی روڈ جانا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ کار باہر
بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ زرے کو تھانے یہ بائی روڈ کتنی دور تک چلی گئی

تو اس کی اس احتیاط سے وہ گاڑی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ بہر حال جو بھی فیصلہ
کرنا تھا فوری کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے گاڑی آگے لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرے

حصے اس کی گاڑی بائی روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ یہ چھبوی سی سڑک موڑ کاٹتی ہوئی
دو ایک چلی گئی تھی۔ آگے جانے والی گاڑی اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ بہر حال وہ

آگے بڑھتا چلا گیا۔ دو تین موڑ کاٹنے کے بعد ہی اسے دور نیلے رنگ کی کانظر آگئی۔ کار کے قریب کوئی آدمی نہیں تھا۔

مصدر نے کار روک لی اور پھر ریوالور جیب سے نکالتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر فصل کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ کار کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب لوگ آخر کہاں ملے گئے۔ پھر وہ ذرا سا آگے بڑھا تو اسے کھیتوں کے درمیان دو لوگ کھڑے نظر آئے۔ کپٹن حمید درمیان میں کھڑا تھا اور وہ تینوں ہاتھ میں سائیکسنگ ریوالور لئے اس کے ارد گرد کھڑے ہوتے تھے۔

دور سے حمید کی شکل دیکھ کر ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ شدید خطرے میں ہے۔ شاید یہ لوگ اسے قتل کرنے کے لئے یہاں لے آئے تھے۔

مصدر بڑی احتیاط سے فصل کے درمیان میں سے ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ تینوں اپنے گڑوہ پیش سے بے خبر حمید کو گھیرے ہوئے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ مصدر کے تھوڑے کو جیک نہیں کر سکے تھے۔ درد اُتے بے فکر نہ ہوتے۔

مصدر ان کے کافی قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کا ریوالور جیب میں کچھ دھن سے ہنسنے کے لئے تیار تھا۔

”کرنل فریدی کہاں ہے جلدی چلاؤ۔“

ان میں سے ایک نے پھلکا دستے ہوئے کپٹن حمید سے کہا ”میرے جیب میں بیٹھا انڈے دے رہا تھا۔“ کپٹن حمید نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

اور مصدر اس کی دلیری اور حاضر جوابی پر بے اختیار مسکرایا۔

”سٹ اپ یو باسٹرڈ۔ سیدھی طرح بتاؤ شاید ہم تمہیں معاف کر دیں۔“

اسی آدمی نے دوبارہ کہا۔ شاید وہ ان تینوں کا لیڈر تھا۔

”باقاعدہ تحریری درخواست دو۔ شاید میں ٹور کروں۔ زبانی عرض میں سنا نہیں کرتا۔“

حمید نے دیئے جی بے خوفی سے جواب دیا۔

”باس چھوڑو اس کو گولی مار کر یہیں اسے دفن کر دو۔ یہیں صرف یہی آرڈر ملتا ہے۔ میں کیا ضرورت ہے وقت ضائع کرنے کی؟“

ان میں سے ایک نے کہا۔

”مقبورہ شاید انہوں نے کا مدد کر تو چلو میں مرنے کی سکیم پر موز کر لیتا ہوں۔“ حمید کہا

وہ شاید کسی موتے کی تلاش میں تھا۔

”ٹھیک ہے خاتر۔“

باس بھی شاید حمید کی بے خوفی سے جھنجھلا گیا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ خاتر کرتے حمید نے ایک چپ لگایا اور دو سرے لمحے

وہ ان کے سروں پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جاگا۔ ریوالور وہ لوگ شاید پہلے ہی

حمید کی جیب سے نکال چکے تھے۔ کیونکہ جھلانگ لگانے کے باوجود وہ خالی ہاتھ تھا۔

وہ تینوں اس کی حرکت پر بے اختیار اس کی طرف مڑے۔ ہی تھے کہ حمید نے اچانک

تین سے قریبی آدمی پر پھلانگ لگادی اور وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹا ہوا دوسرے

آدمی پر جا پڑا۔ مگر تیسرا آدمی ابھی خالی تھا اور حمید کی پشت اس کی طرف تھی چنانچہ اس نے

حمید نے صفر کے قریب پہنچنے پر بے اختیار کہا۔ کیونکہ وہ اسے کسی خانے میں بھی بٹ نہیں پارہ تھا۔

"نہیں کیپٹن صاحب میں بلیک فورس کا رکن ہوں اور مجھے ہارڈ ٹنٹون نے کپ کی خزانہ پر متین کیا تھا۔"

صفر کو بد وقت مسوجھ گئی

"اُدھ اچھا تو تم کالے فرشتے ہو۔ بہر حال تم خوب موقع پر آتے در نہ اس کی گولی یقیناً مجھے چاٹ جاتی۔"

حمید نے پہلے والے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"جلو داپس" حمید نے تیسرے آدمی کو حکم دیتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے سڑک کی طرف چل پڑا۔

حمید جب اس آدمی کو لے کر نئی کار کے پاس پہنچا تو رک گیا۔

"تم کیا آسمان سے پک پڑے ہو۔"

اس نے صفر سے سوال کیا۔

"نہیں جناب میری گاڑی پیچھے موڑ پر موجود ہے۔"

صفر نے جواب دیا۔

"او کے پھر ہم تھامی گاڑی میں ہی چلتے ہیں ہو سکتا ہے مجرموں کی گاڑی میں کوئی ٹرانسپیریم نصب ہو اور پوری گاڑی ہی دھماکے سے اڑ جائے۔"

حمید نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلیے۔"

بڑی جھرتی سے ریوالور کا رخ حمید کی طرف کیا مگر ٹرنگیہ دبانے سے پہلے صفر کے ریوالور کا ٹرنگ دب چکا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور وہ آدمی چیخ مار کر پیچھے الٹ کر جاگا۔ دھماکے کی آواز سن کر حمید سمیت وہ دونوں آدمی بوکھلا کر اپنی جگہ پر رک گئے ریوالور تو ان دونوں آدمیوں کے ہاتھوں سے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ حیرت اور بوکھلاہٹ کے اچانک دھچکے سے سب سے پہلے حمید سنبھلا اور دوسرے لمحے اس نے سبکی کی طرف چھلانگ لگا دی اور قریب پڑے ہوئے ان کے ریوالوروں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی لیڈر بھی اپنے ریوالور کی طرف لپکا۔ مگر صفر نے وہ سراناز کر دیا اور وہ بھی ریوالور تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین پر تر پڑنے لگا۔

حمید بھی ریوالور اٹھتے میں لے چکا تھا۔ تیسرے آدمی نے تیزی سے ہاتھ اٹھائے۔ "باہر نکل آدمیرے ناویدہ دوست۔ اب خطرہ نکل چکا ہے۔"

حمید نے اسے ریوالور سے کوڑ کرتے ہوئے دھک لگائی۔ ظاہر ہے کہ وہ صفر سے مخاطب تھا۔

صفر نے قدم آگے بڑھایا اور اب وہ فصل سے باہر آ چکا تھا۔ حمید فوراً صفر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صفر کو یقین تھا کہ وہ اسے کسی قیمت پر نہیں پہچان سکے گا کیونکہ اس کا میک اپ عمران نے خود اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ ظاہر تھا کہ وہ کرنل فریدی کی نظروں میں بھی آ سکتا تھا اس لئے عمران نے اس کے میک اپ پر پوری محنت کی تھی اور جس میک اپ میں عمران کا ہاتھ ہوا اس کا پہچان لیا جانا تقریباً ناممکن تھا۔

"آپ خدا کی نوجوار رہیں۔"

جیتا تھا کہ کل فریدی فوراً اپنا ہیڈ کوارٹر تبدیل کر دیتا۔ چنانچہ وہ خاموش رہا۔
جلد ہی گاڑی یوکلپس کالونی میں داخل ہو گئی۔

کوٹھی لمبراسی - پندرہ:

”ہین حمید نے کہا

اور مصدق نے کوٹھیں کے نمبر دیکھتے ہوئے مخصوص کوٹھی پر کارروک دی۔ یہ
ایک خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ گیٹ پر کسی پروفیسر نارمن کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
”چلو نیچے اترو۔“

حمید نے اپنے ساتھ والے آدمی کو تھکاتے ہیچے میں کہا۔

اور وہ خاموشی سے نیچے اترا آیا دیئے وہ بڑی معنی فیز نظروں سے گاڑی کو
دیکھ رہا تھا۔

”تمہارا کوڈ نمبر کیا ہے۔“

ہین حمید نے سبائے کس خیال کے سخت مصدق سے کہا۔

”نریدو لمیون۔“

مصدق نے بے اختیار نمبر بتلادیا۔

”او کے اب تم جا سکتے ہو۔“

حمید نے اسے کہا اور مصدق نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ ویسے ایک مردیں
وہ نہیں کوٹھی کے اندر جاتا ہوا ایک کرتا رہا۔

اب وہ جلد از جلد عمران کو اپنی کامیابی کی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

ابھی وہ کالونی کی روڈ سے مڑا ہی تھا کہ اچانک اس نے انتہائی تیزی سے

مصدق نے کہا

اور پھر وہ تیزوں مصدق کی گاڑی کی طرف چل پڑے گاڑی کے قریب پہنچے
پر حمید نے مصدق کو گاڑی دُرا کر کرنے کے لئے اور خود اس آدمی کو لے کر کچھلی
سیٹ پر بیٹھ گیا۔

رہو اور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

”ہیڈ کوارٹر چلو۔“

حمید نے مصدق سے مخاطب ہو کر کہا

اب مصدق گڑبڑا گیا۔ کیونکہ اسے تو ہیڈ کوارٹر کا علم ہی نہیں تھا۔

”کیپٹن صاحب ہارڈ ایبل ہیڈ کوارٹر سے صرف ٹرانسمیٹر پر ہے۔ ہم میں سے کسی
کارکن کو ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کا علم نہیں اور دوسری بات یہیں سستی سے منہ کیا
گیا ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہوں۔ دیئے آپ جیسے کہیں۔“

مصدق نے بات جاتے ہوئے کہا۔

”تم چلو میں پتہ بتلانا ہوں اور تم ہم ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر چھوڑ دینا۔“

کیپٹن حمید نے جواب دیا

اور مصدق نے دل ہی دل میں سکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ جب وہ

میں روڈ پر آئے تو کیپٹن حمید نے یوکلپس کالونی چلنے کو کہا۔

مصدق چونکہ حمید کو ڈھونڈنے میں تمام شہر گھوم چکا تھا اس لئے وہ بڑی

آسانی سے یوکلپس کالونی کی طرف چل دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا

کہ کیوں نہ سولر گرل کے اس آدمی کو وہ اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن اس میں سنا

بریک مادی سیٹ سے ٹائم بم کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز آرہی تھی۔ شاید سولو گرل کا ایکسٹ و د بم دہن رکھ گیا تھا۔ اب تک چونکہ صفدر اپنے خیالات میں گم رہا تھا اس لئے اس نے آواز چیک نہیں کی تھی مگر اب اچانک وہ آواز ازم کے کانوں میں گونجی اور اس نے فوراً بریک مادی۔ اور پھر جیسے ہی اس نے روکر دیکھا ٹائم بم اس کو گاڑی کے پرے کونے میں پڑا ہوا نظر آیا۔ اس نے پھر آ سے سینڈل پر ہاتھ رکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتا ایک کان بھاؤ حکاک سے بم پھٹ گیا اور گاڑی کے پرزے ہوا میں پکھر گئے۔ مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔

کرنل فریدی نے ٹیکسی رکوالی اور پھر نیچے اترا آیا ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں اس نے ایک بڑا سا نوٹ رکھا اور خود لا پرواہی سے مڑ کر چل دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور حیرت سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ شاید اسے اتنے بھاری کراتے کی امید نہیں تھی۔ بہر حال جب کرنل فریدی کافی آگے نکل آیا تو اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

کرنل فریدی نے جو مین روڈ کراس کر کے آگے جا رہا تھا جب ٹیکسی کو آگے بڑھتے دیکھا تو وہ رک گیا اور پھر جب ٹیکسی موڑ مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو کرنل فریدی واپس مڑا۔ اور تیزی سے پلٹے ہوئے ایک بالی روڈ پر مڑ گیا۔ یہ امر کی کالونی تھی۔ بالی روڈ پر سب سے ہوتا ہوا وہ دوسری مین روڈ پر آگے

اور پھر ایک غلطی کو مٹھنے کے سامنے سے گزرا تو اس نے اپنی رفتار آہستہ کر کے
کو مٹھنے کے ٹیٹ پر بادام سلوانا کی نیم پلیٹ موجود تھی اور گیٹ پر ایک مسلح
چوکیدار بھی کھڑا تھا۔ کرنل فریدی خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا
پھر ایک چھوٹی گلی میں مڑ کر وہ کو مٹھنے کی پشت پر آ گیا۔ شام کا اندھیرا
چھا چکا تھا۔ کو مٹھنے کی پشت پر ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں دوسرے ہلاک
کی کو مٹھوں کی پشت بھی تھی۔ یہ گلی دیران پڑی تھی۔ کو مٹھنے کی پشتی دیوار خاصی
اچھی تھی اور قریب کوئی درخت بھی نہیں تھا۔

کرنل فریدی نے ایک نظر ادھر ادھر دوائی اور پھر وہ دیوار کے ساتھ
ساتھ چلنے لگا۔ آخری کونے میں اسے گڑھا ڈھکن نظر آ گیا۔ صاف ظاہر تھا
کہ یہ گڑھ کو مٹھنے کے ڈریسنگ روم کی بیرونی کڑی تھی۔ اس نے ایک بار پھر محتاط
نظروں سے چاروں اطراف کا جائزہ لیا اور پھر جبکہ گڑھ کے فولادی ڈھکن
پر زور آزمائی کرنے لگا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس فولادی ڈھکن کو اٹھانے میں کامیاب
ہو گیا۔

ڈھکن اٹھتے ہی اندر سے بدبو کا ایک بھپکا سا نکلا۔ کرنل فریدی نے
پھرتی سے جیب سے ایک نقاب نکالا اور پھر منہ پر چڑھا لیا۔ نقاب
کے اندر ناک کی جگہ پر دوئی بٹ تھی جس پر کوئی خوشگوار سینٹ لگا ہوا تھا
اور اس کے لگاتے ہی بدبو غائب ہو گئی۔

کرنل فریدی تیزی سے گڑھ کے اندر جانے والی ٹوبہ کی میڑھیوں کے

پہلے اترتا چلا گیا۔ نیچے جا کر اس نے ڈھکن دوبارہ کھسکا دیا۔ اب اندر گہری
سرخی تھی۔

کرنل فریدی نے جب سے پہلی مارچ نکالی اور اس کی باریک مگر تیز روشنی
میں اس نے نیچے دیکھا تو پانی خاصی مقدار میں بہہ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے پیٹ
کے دونوں پاؤں پر موڑ کر اوپر چڑھ لیا۔ اندر اس نے گھٹنوں تک لال بوٹ
پہنے ہوئے تھے اور پھر وہ پانی کے اندر اتر گیا۔ پانی اس کے ٹخنوں سے زوراً اوپر
تھا۔ گڑھا کھلا تھا اور کو مٹھنے کے اندر سے باہر آ رہا تھا۔ کرنل فریدی پہلی مارچ

دھکن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں اوپر لگی ہوئی تھیں کہ کہاں اندھنی
گڑھا ڈھکن نظر آتے اور وہ باہر نکل کے لیکن شاید اندر کا گڑھا صاف دور تھا اور
گڑھ آگے جا کر مڑ گیا تھا۔ پھر کرنل فریدی جیسے ہی موڑ کے قریب پہنچا اچانک
ایک جھپکے کی آواز اسے سنائی دی۔ اس نے تیزی سے مارچ بھجائی اور
دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تمام جھپٹیں پوری طرح بیدار تھیں۔ وہ
سمجھ گیا کہ کوئی شخص گڑھ کے اندر داخل ہوا ہے اور اب وہ چلتا ہوا اس کی
خوف ہی آ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے بڑی احتیاط سے ریوڑ اور جیب سے باہر
جھلیا اور اب وہ اس آدمی کی انتظار میں تھا۔ وہ اسے اچانک جھپٹ لینا چاہتا
تھا۔ گونگنیں گہری تاریکی میں مگر اب کرنل فریدی کی نظریں تاریکی کی کسی حد تک
روشنی ہو چکی تھیں۔

اور پھر دوسرے لمحے وہ سایہ ساموڑ مڑتا ہوا نظر آیا۔ اس سائے کے ٹپتے
بجای پہلی مارچ تھی۔ وہ بڑے محتاط قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کرنل فریدی

بن میرا ثابت ہو سکتی تھی۔ یہ چند لمحے وہ نول پر قیامت گزردے اور پھر سب سے پہلے کرنل فریدی نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ اس نے مقابل کی پوزیشن کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ چلتے کی طرح چھلانگ مار کر مقابل پر جا پڑا۔ تب بھی تیز آدمی تھا۔ کرنل فریدی کو اپنے پر چھپنے دیکھ کر وہ تیزی سے جگہ بدل گیا۔ کرنل فریدی دیوار کے ساتھ کراچیچے پانی میں گرا۔ مقابل نے اس پر چھلانگ ماری۔ مگر کرنل فریدی اسے بھلا بک موقع دیتا تھا۔ وہ مچھلی کی طرح پانی میں ہی روٹ بدل گیا اور پھر جیسے ہی مقابل پانی میں گرا۔ کرنل فریدی نے اسے چھاپ یا۔ مگر دوسرے لمحے کرنل فریدی بھی الٹ کر دوسری طرف جا گرا اور خود بھی دیوار کے ساتھ جا پھنسا۔ مقابل بھی خاصا طاقتور اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر معلوم ہو رہا تھا۔

ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہی وہ دونوں زخمی و زبردوں کی طرف اب پھر مقابل کھڑے تھے۔ گھبرائی ہوئے اور تاریک فضا میں گندے پانی پر موت اور زندگی کی جگمگ جاری تھی۔ کرنل فریدی کے ہاتھ میں پکڑا ہوا دیوار بھی اسی الٹ پھیر میں پانی میں گر چکا تھا اور مقابل کے پاس شاید دیوار اور تھا ہی نہیں یا اس نے اسے نکالنا ہی مقصود سمجھا۔

وہ دونوں اندھیرے میں گندے پانی سے لٹ پٹ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوتے تھے۔ چند لمحے وہ ایک دوسرے کو اندھیرے میں ہی تو لیتے رہے۔ کرنل فریدی کا مقصد عروج پر تھا کیونکہ مقابل نے اسے اپنے پر سے گرا کر اس کی توہین کی تھی۔ دراصل کرنل فریدی بے خبری میں مارا گیا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ مقابل اتنا طاقتور

نے دیوار پر گرفت مضبوط کر لی۔ کیونکہ اس کی پٹیل مارچ سے نکلنے والی روشنی کی ایک بیکر پورے گھڑیوں اور اُدھر پڑ رہی تھی۔ شاید وہ بھی گھبرائے وہ ان کے تلاش میں تھا اور وہ روشنی کسی بھی لمحے کرنل فریدی پر پڑ سکتی تھی۔ اب وہ نول کے درمیان چند گزوں کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک اس سے اسے مارچ بچھاؤ۔ شاید اس کی جھپٹ نے اسے کسی خطرے کی نذر ہی کر دی تھی۔ مارچ بجتے ہی کرنل فریدی نے تیزی سے اپنی جگہ بدل دی اور پھر کڑھ آواز میں کہا۔

”ہینڈ ز اپ تم میرے دیوار کی زد میں ہو۔“

مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ اس آدمی نے چونکہ سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اس لئے وہ کرنل فریدی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہاں اگر وہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا تو شاید کرنل فریدی کی نظروں اسے گرفت میں لے لیتیں۔ مگر وہ تو ساکت ہو گیا تھا۔

بات کرتے ہی کرنل فریدی نے سانپ کی سی تیزی کے ساتھ کروٹ بدلی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی آواز سے ہی مقابل اس کی پوزیشن کا اندازہ کر سکتا تھا اور جس کے ہاتھ میں پٹیل مارچ ہو سکتی ہے اس کے ہاتھ میں دیوار کی موجودگی بھی بعید از قیاس نہ تھی۔ مگر مقابل قطعی خاموش تھا۔ اس کے سانسوں کی آواز بھی مفقود تھی۔

شاید وہ بھی کرنل فریدی کی پوزیشن کا اندازہ کر رہا تھا۔

اب دونوں اپنی اپنی جگہ پر ساکت تھے۔ کسی کی بھی حرکت اس کے لئے

اور ہر تیار ثابت ہوگا۔ ہر مقابل نے سب سے پہلے جھلاک لگائی۔ اس کا رخ بائیں جانب تھا۔ کرنل فریدی نے دائیں طرف جھکا کر دینے کی کوشش کی مگر مقابل بھی اس رخ کا ہر تھا وہ درمیان میں ہی دائیں طرف ہٹ گیا اور پھر وہ کرنل فریدی کو نیچے لٹا ہوا پانی میں گر گیا۔ گٹر کی معدون دیواروں کے درمیان فاصلہ بے حکم تھا۔ اس لئے کرنل فریدی جیسے ڈل ڈول کے آدمی کے لئے کھل کر لڑا بے ہدف مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس نے کرنل فریدی کو نیچے گرایا کرنل فریدی نے لات اس کے پیٹ پر دھکی اور پکب جھکنے میں مقابل الٹ کر دوسری طرف جاگرا۔

کرنل فریدی اچھل کر مڑا۔ پھر اس نے اسے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے بھڑکایا اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ کے ساتھ مقابل دائیں طرف کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر خاصی قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔ چوٹ شائد بے حد زوردار تھی کیونکہ کرنل فریدی نے دیوار کے ساتھ ٹکرانے کے بعد گٹر کی صورت میں دیوار کی جڑ میں گرتے دیکھا۔ کرنل فریدی اس کی طرف بڑھا مگر مقابل نے نیچے سے ہی اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر پوری قوت سے کچھنے لیں اور پھر اس بار کمر کرنل فریدی کا سر پھٹی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دماغ میں تاریکی چھنے لگی مگر اس نے تیزی سے سر جھٹک کر تاریکی دور کرنے کی کوشش کی اور اچھل کر اٹھ چلا مگر اب مقابل اس پر چھایا ہوا تھا۔ وہ اس کا گلہ گھونٹنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ کرنل فریدی نے نیچے سے پوری قوت سے اس کے سینے پر نو لادی بھرا مارا اور مقابل ادھم کی آواز نکال کر پانی میں گر گیا۔ کرنل فریدی کے گلے پر چھ ہوئے تھے۔

کرنل فریدی نے تیزی سے سر کوٹ بدلی اور دوسرے لمحے اس کا سر پکڑ کر پوری

قوت سے پانی کے نیچے موجود فرش سے ٹکرایا۔ مقابل نے اس کی پسلیوں میں لات مارنے کی کوشش کی مگر کرنل فریدی کے ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اس نے ایک لمحے سے بھی کم حصے میں دو تین بار اس کا سر نیچے فرش پر مار دیا اور معنی کی حرکات اب سمیت پڑنے لگیں وہ شائد بے ہوش ہو رہا تھا۔ اس کے سمیت بستے ہی کرنل فریدی نے اس کا سر پانی میں ڈبو دیا وہ اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

پانی کے اندر ایک لمحے کے لئے رہنے کے بعد شائد اس کی بے ہوشی دور ہو گئی کیونکہ مقابل کے جسم نے ایک بار پھر بری طرح حرکت کرنی شروع کی۔ بھگاب کرنل فریدی کے بازو پوری قوت سے اس کا سر دبا رہے ہوئے تھے۔ اب سوائے موت کے اس کی رستہ گاری ناممکن تھی کہ اچانک کرنل فریدی کے دماغ میں ایک جھکا ہوا تھا۔ اسے خیال آیا کہ مقابل کہیں عمران نہ ہو کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ اتنی دیر تک متا بہرنا مرنے کے بس کی ہی بات تھی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سوچا کہ اگر یہ عمران ہوتا تو اتنی جلدی قیام میں نہ آتا۔ پھر بھی وہیں میں غلط پیدا ہوئے ہی اس نے تیزی سے اس کا سر پانی سے باہر نکال لیا۔ مقابل نے سر اٹھانے کی کوشش کی مگر آخری بار جھٹکا دیا۔

عمران۔ کیا تم عمران ہو۔ جلدی بولو۔

عمران کا لفظ سننے ہی مقابل زور سے چوٹ مارا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے سر کو بدلیں بار جھٹکا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے عمران کا لفظ اس کے کانوں میں پڑے ہی اس کے جسم میں برقی زور دوڑ گئی ہو۔

”تم عمران ہو۔“

کرنل فریدی نے ایک بار پھر سوال کیا۔

”تم کون ہو؟“

مقابل نے اپنی آواز کو رب وار بنانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور اس کی آواز سننے ہی کرنل فریدی کی سمجھ گیا کہ مقابل عمران نہیں جیسا کہ کیونکہ ایک تو وہ عمران کی آواز اچھی طرح پہچانتا تھا دوسرا عمران یقیناً اس کی آواز پہچان جاتا۔

اس کے ذہن میں ایک بار پھر کھلی ہوئی کردہ اسے ختم کر دے مگر جس انداز میں وہ عمران کے نام پر چونکا تھا اس نے ظاہر تھا کہ وہ اگر عمران نہیں تو عمران سے اس کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔

کرنل فریدی نے جیب سے نارچ نکالی اور دوسرے لمحے نارچ کی تیز روشنی مقابل کے چہرے پر پڑی۔ گو چہرہ گندے پانی میں منتھرا ہوا تھا مگر پھر بھی کرنل فریدی میک اپ پہچان گیا تھا مگر اصل آدمی کو وہ پہچان ہی نہ سکا۔ گودہ عمران کے تمام ساتھیوں کو اچھی طرح جانتا تھا مگر اسے وہ نہ پہچان سکا۔

”تمہارا عمران سے کیا تعلق ہے؟“

مقابل بھی اب اٹھ کھڑا ہوا تھا اس نے بھی نرم لہجے میں سوال کیا۔

عمران کا نام ان دونوں دشمنوں کے حیدیان واسطہ بن گیا تھا۔

”میرا نام کرنل فریدی ہے۔“

کرنل فریدی نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔

”کرنل فریدی؟“

مقابل ایک جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس کے سامنے کرنل فریدی ہوگا۔

”معاذ کیجئے کرنل صاحب میں عمران کا ساتھی ہوں۔“

مقابل نے جواب دیا۔

اب اس کا لہجہ کسی حد تک سوتو ہوا تھا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے تمہیں پہلے عمران کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔“

کرنل فریدی نے کہا

”میں عمران صاحب کا نیا ساتھی ٹائیگر ہوں۔“

وجہ ان نے جو ٹائیگر تھا جواب دیا۔

”ٹائیگر اچھا نام ہے۔“

کرنل فریدی نے تعریفی لہجے میں جواب دیا

دیسے وہ جس بے گجری اور مہارت سے ڈالتا تھا اس سے بھی کرنل فریدی خاموش تر ہوا تھا۔

”عمران کہاں ہے کیا اسی عمارت میں ہے؟“

کرنل فریدی نے اچانک سوال کیا

”مجھے معلوم نہیں مجھے تو عمران صاحب نے اس عمارت کی چکنگ کا آرڈر دیا تھا۔“

پھر میں گٹر کے راستے اندر داخل ہو گیا۔ مگر عمارت پوری طرح خالی پڑی ہوئی ہے۔“

پھر میں نے جواب دیا

”مگر گیت یہ تو چوکیدار موجود ہے۔“

کرنل فریدی نے چونک کر جواب دیا

”جی ہاں مگر اندر مہارت میں کمر کرنا فرو نہیں ہے۔ میں نے تہہ خانوں کی موجودگی کے خیال سے خاصا وقت ضائع کیا، مگر تہہ خانے جہیں ہی نہیں۔“

ٹائٹلنگر نے نفسیوں سے جواب دیا۔

تائیگر نے تفصیل سے جواب دیا۔

14 15 16

کر نل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا مہرا۔

دوسو قرحہ خاکہ کب اندر عمارت میں جاتے یا نہیں سے واسطہ ہو جائے۔
 عمران نے سہلو کو درگاہن بنایا ہے۔ میں نے اس سے ضروری غنا ہے۔

”عمران نے ہیڈ کوارٹر کھان بنایا ہے۔ میں نے اس سے ضروری ملتا ہے۔“

گزشتہ فریدی میں نے اچانک بات کا رخ بدلا
مجھے معلوم نہیں گزشتہ صاحب:

مجھے معلوم نہیں کنزل صاحب:

لہا سگر نے جواب دیا

”کیا مطلب کیا تم سیکرٹ سرورس کے رکن نہیں“۔

اس بار کزن فریدی می کے لیے میں بے پناہ سستی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ مائیک
حصہ لے لے رہا ہے۔

”میں عمران صاحب کا ذاتی اسٹنٹ ہوں۔ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی سیکرٹ سروس والے مجھے جانتے ہیں۔“

ٹھائیگر نے جواب دیا

"جو نپہ"

میرزا فریدی نے جواب دیا

بات واقعی قابل قبول تھی۔

”اچھا چلو واپس چلیں“

نزل فریدی نے اس سے کہا۔

اس نے شہدائت میں نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور وہ دونوں واپس مز گئے۔ اب دونوں دوستوں کی طرح جا رہے تھے۔ آگے آگے کرنل فریجی اور پیچھے ٹائیگر تھے۔ پلٹے پلٹے وہ دونوں گزرنے کے اس دھانے کے نیچے جا کر رک گئے۔

جس کے ذریعے کرنل فریدی اندر داخل ہوا تھا۔

کنزل فریدی نے مارچ بچہ کاجیب میں ڈالی اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ نیچے خاموش کھڑا تھا۔ کنزل فریدی نے اپنی چڑھ کر جیسے ہی دھکن کو ہاتھ لایا دوسرے لمحے ایک زوردار جھک کھاک نیچے پانی میں گر گیا۔

”کیا تم واقعی صاحب؟“

ہم نیگز نے چونک کر پوچھا

•••• میں بتاتا ہوں کہ کرنل فریدی کو کیا ہوا ہے۔ انہیں بجلی کا

شائبہ لگا ہے۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔

پروفیسر زوردار اور جہانگیر فقیر کے گونج اٹھا

کرنل فریدی بھی اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ شاک کافی سے زیادہ زور دار تھا۔
یونکہ کرنل فریدی بار بار ہاتھ جھٹک رہا تھا۔

دوبارہ کوشش کرو کہ نل اس بار جوشاک لگے گا وہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

جاسوسی کے دھندے سے نجات دلا دے گا۔
بھرائی ہوئی آواز سے ایک بار پھر گٹرگوں کا آواز اٹھا۔
”کون ہو تم؟“

کرنل فریدی نے انتہائی سخت ہجے میں سوال کیا۔
”تمہارا سہرو۔ تمہارا دوست۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔“

طنز یہ انداز میں جواب دیا
”چلو ٹانگے آگے چلیں۔“

کرنل فریدی نے ٹانگے کا پکڑا اور آگے دوڑ لگا دی۔ ساتھ اس کا خیال تھا
کہ صرف اسی دماغ کو برقی زرد کیا گیا ہوگا۔ مگر دشمن اس کی توقع سے زیادہ
چالاک ثابت ہوا۔

ابھی انہوں نے چند قدم ہی آگے بڑھائے ہوں گے کہ ایک سرسراہٹ
کی آواز گونجی اور دوسرے لمحے ان کے سامنے گٹر میں ایک دیوار ادا پرے
نیچے کھسکتی چلی گئی اور دونوں جھانکے ہوئے بری طرح اس سے ٹکرائے اور
کے ساتھ نکلے ہی انہیں ایک دھند پھر جھبکا کھاکر نیچے گرنا پڑا۔ دیواروں اور
تختی اور اس میں بھی طاقت و درکٹ ڈھڑ رہا تھا۔

”تم نے رٹ کے بوٹ پہن رکھے ہیں کرنل فریدی درندہ اب تک تم جہنم
ہو چکے ہو تم۔“
آواز ایک دھند پھر گونجی۔
”تم کی جانتے ہو۔“

کرنل فریدی نے ہٹسے استہزائیہ انداز میں جواب دیا
”یہ وقت بتلائے گا بہر حال مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہماری خوش قسمتی
ہے کہ تم نے ٹانگے کے سامنے اپنی قلمی کھول دی ہے ورنہ شاید تمہاری موت
کا فیصلہ اس گٹر میں نہ کیا جاتا۔“

جواب ملا۔
کرنل فریدی نے مارچ جلا کر ادھر لڑوہر تیزی سے دیکھنا شروع کیا۔ وہ
سے نکلنے کی کوئی تجویز سوچ رہا تھا مگر کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں
پت پھوٹس دیواریں تھیں۔ سائیڈ میں فولادی دیوار تھی۔ دہانے کے ڈھکن جام
دیتے گئے تھے اور ظاہر ہے کہ کوکھی کے اندر کوئی راستے بھی بند کر دیتے
تھیں گے۔

اس کا ذہن بڑی تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ مگر کوئی تجویز سمجھیں نہیں
تھی تھی۔
چالاک اندرونی دھاندلے کی طرف سے گڑبڑا ہٹ کی زور واز آواز سنائی دی

اور وہ دونوں ایک دقت اچھل پڑے۔ یہ پانی کی بے پناہ مقدار کا شور تھا اب کرنل فریدی سمجھ گیا کہ انہیں کس طرح صدمہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے چند لمحوں بعد پانی چھت سے مل جائے گا اور وہ ڈوب جائیں گے۔ کرنل فریدی گویا کافی دیر تک سانس روک سکتا تھا۔ مگر ظاہر ہے وہ ایسا کب تک کر سکتا تھا۔ پانی جب چھت تک مل جاتا تو وہ کیا کر سکتا تھا۔

”اس سیرچی پر چڑھ آؤ۔“

کرنل فریدی نے دہانے کی طرف جاتی ہوئی سیرچی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں فولادی سیرچی پر چڑھنے چلے گئے۔ گو سیرچی فولادی تھی مگر چونکہ اس کا آخری سرا دھانے سے نیچے تھا اس لئے کرنٹ سے محفوظ تھی۔ وہ دونوں تیزی سے ممکن حد تک چڑھتے چلے گئے۔

پھر انہیں کیم گٹر میں بے پناہ گرمی کا احساس ہوا۔ ہوا بند ہونے کی وجہ سے کثیف ہو چکی تھی اور انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی دھکنے جوتے والا وہیں دھکیل دیئے گئے ہوں۔ گرمی اس شدت کی ہو گئی تھی کہ انہیں پاؤں جسم میں شعلے سے تیز تر ہونے محسوس ہو رہے تھے۔ کرنل فریدی نے غبار کھینچ کر منہ سے علیحدہ کر دیا۔ ان کے جسم پر موجود کپڑے اب اتنے گرم ہو چکے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔ مگر ان اور گرمی نے ایک لمحے میں ان دونوں کا ہڑ حال کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ جو دم چڑھتے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔ مگر ان اور گرمی نے ایک لمحے میں ان دونوں کا ہڑ حال کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ جو دم چڑھتے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔

اور گرمی نے ایک لمحے میں ان دونوں کا ہڑ حال کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ جو دم چڑھتے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔ مگر ان اور گرمی نے ایک لمحے میں ان دونوں کا ہڑ حال کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ جو دم چڑھتے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔

گٹر میں دھکیل رہے ہیں وہ انتہائی گرم ہے اور ان کے اس اندیشے کی بناء دوسرے لمحے ہو گئی۔ جب کھولتا ہوا پانی گٹر میں بھرا شروع ہو گیا۔ پانی سے

نہیں رہی تھی۔ اور ان دونوں کا دم گھٹا چلا جا رہا تھا۔ پانی اب ان سے دو تین فٹ نیچے بہہ رہا تھا اور اس کی سطح تیزی سے بلند ہو رہی تھی۔ اتنی تیزی سے شادہ چھت تک سطح برابر ہونے میں چند منٹ لگتے اور پھر نیچے کھڑے ٹائیگر نے پیر سے پانی کھرایا اور ٹائیگر کیوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیر میں آگ لگ بی۔ بڑا فولادی سیرچی بھی اب کافی گرم ہو چکی تھی۔

ٹائیگر نے تیزی سے پیر اٹھا کر یا مگر کب تک۔ کرنل فریدی کے ذہن نے یہاں چل رہی تھیں۔ موت کھولتے ہوئے پانی کی صورت میں تیزی سے کی طرف بڑھ رہی تھی اور کوئی راہ قرار نظر نہیں آ رہی تھی۔

کرنل فریدی کا عظیم دماغ بھی اس صورت حال سے مفلوج ہو گیا تھا اور دوسرے ٹائیگر کی چیخ سے گزر کر سوچا تھا۔ اب پانی اس کے ٹخنوں سے اڑھٹا ہو گیا تھا۔ جیسے اس کے پیر جل کر ناکہ ہو گئے ہوں۔ اب وہ پیر بھی اونچے نہیں کر سکتا تھا۔

وہ نے فولادی سیرچی سے بازو بڑی طرح جکڑ رکھے تھے۔ مگر سیرچی بھی اس حد پر ہو چکی تھی کہ کسی بھی لمحے اس کے ہاتھ جواب دے جاتے

اب پانی کرنل فریدی کے پیروں کو ڈوب چکا تھا اور کرنل فریدی کو کبھی بول محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے دماغ میں سرایت کرتی جا رہی ہو۔ بس اب جھپکنے کی دیر تھی اور ان دونوں کے جسم اس کھولتے ہوئے پانی میں ڈوب کر بھڑکتے رہنے لگے اور اسی لمحے گٹر میں ایک ونڈ پھر دیر سے ہتھیرے ہوئے اٹھے۔

کرنل فریدی اب ایسا حال ہے۔ اب تم کیسے بچ سکتے ہو۔ ہتھیرے کے ساتھ ہی بھڑکتے اور کرنل فریدی کے دماغ میں جھلکنا شروع ہو رہے تھے۔

”تم مجھے نہیں مار سکتے۔ تم مجھے نہیں مار سکتے۔“

کرنل فریدی بے اختیار جیغ پڑا۔ مگر اس کی جیغ گٹر میں ہی دم توڑ گئی۔

اور پانی اب تیزی سے اونچا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کھوتا ہوا پانی۔ غلابے لہا
بھیا نک سوت میں چلک چمکنے کا فاعدرہ لگایا تھا اور گٹر پرستور نہریٹے قہقہوں سے
گوںج رہا تھا۔

شاید ایک عظیم انسان کے عبرتناک انجام پر موت خود قبضے لگا رہی تھی۔ اور
کیوں نہ لگتی کہ اس نے آج ایک ناقابلِ تسخیر انسان کو تسخیر کر ہی لیا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا ڈال تھا جس میں چاروں طرف بڑی بڑی مٹینیں فٹ تھیں
ان سب پر کافی بڑی سکریٹس لگی ہوئی تھیں اور مختلف پینامات آ جا رہے تھے اور
مرٹین پر ایک باور دی آدمی متعدد پینامات موصول کر رہا تھا۔ اور مٹینیں باقاعدہ
ہم کر رہی تھیں۔ یہ سلور گرل کا کنٹرول روم تھا۔ اس کے ذریعے سلور گرل پوری
دنیا میں اپنے سب میڈیکو اور ٹرنڈ پر کنٹرول کرتی تھی۔ ڈال کے درمیان میں ایک ٹیسٹ
کے کرے میں ایک بڑی سی ٹیبل کے چھپے ایک بلڈ انک مشین کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
اس کی میز پر ایک کافی بڑی مٹین تھی جس میں بے شمار بلب جل بجھ رہے تھے۔
وہ بار بار مختلف بین آن آف کر کے دبیات دے رہا تھا اور ضروری پینامات دے
رہا تھا۔ یہ میڈیکو اور ٹرنڈ سچا رچ گرو میکو تھا جسے تنظیم کا دماغ سمجھا جاتا تھا۔ وہ انتہائی شاطر

و ماخ کا مالک تھا۔ یہ ہڈی کارٹا نچانچ گرو میکو ہی تھا جس نے پوری دنیا کے مجرموں اور مجرم تنظیموں کو ایک پیٹ نام پر جمع کر دیا تھا اور اب انہیں کنٹرول کر رہا تھا۔

اچانک ایل کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی چہرے پر سفید رنگ کا نقاب پہنے اندر داخل ہوئی۔ یہ سلور گرل تھی اس کے اندر داخل ہوتے ہی مالی میں کڑواہٹ تمام افراد میں مستند ہو گئے۔ اور وہ پوری سندھی سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

مادام نے ایک نظر ایل پر ڈالی اور پھر تیز تر قدم اٹھاتی اس سیٹے کے کیمین کی طرف بڑھ گئی۔ گرو میکو اسے اندر آتا دیکھ کر ہوشیار ہو بیٹھا۔ اس کے چہرے پر البتہ حیرت کے آثار نمایاں تھے کیونکہ مادام شاذ و نادر ہی کنٹرول روم میں آتی تھی اور یہ ایسے موقعے ہوتے تھے جب کوئی اہم ترین مشن درپیش ہو۔

مادام دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو گرو میکو تعظیفاً اٹھ کھڑا ہوا۔
”ہیٹھو“

مادام نے ہنسے ہاتھ لیے ہیں کہا
اور خود میز کے قریب پرچی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی
”گرو میکو کیا رپورٹ ہے کیا کوئی مجرم یا مجرم تنظیم ایسی رہ گئی ہے جو ہماری ماتحتی میں ابھی تک نہ آئی ہو۔“

مادام نے پوچھا۔
”نہیں مادام کوئی قابل ذکر تنظیم ایسی باقی نہیں رہی۔“
گرو میکو نے غمزہ بھری نگاہ میں جواب دیا۔

اور کے۔

مادام کے بچے میں مسرت تھی۔

سنو بچ چوری دنیا میں انقلاب آ جانا چاہیے جنگل کی رفتار میں جتنا ہو سکے
تھوڑے دنوں میں ناکا کے والے ملکوں سے غلامی کر دے۔ دفن تعلیمات کے سامان کی بھروسہ
لے کر اور ایسے ممالک جہاں نئے کی ضرورت ہو وہاں وہ غلامتے ہوئے دلوں بچو کر موم
چینا اٹھیں۔ بلکہ انھیں اور اس حد تک جھینے کہ پوری دنیا میں ایک ٹوٹی انقلاب آ
جائے۔ ایسا انقلاب جو ہماری مرضی کی حکومت ہر ملک میں لے آئے اور پھر پوری دنیا
میں ہر لحاظ سے سلور گرل کی حکومت ہوگی اور یہی ہمارا مشن ہے۔“

مادام نے ہدایت دیتے ہوئے کہا
”بہتر مادام میں ابھی ہدایت جاری کر دیتا ہوں اور آپ یقین رکھیں ایک ہفتے کے
بعد حالات پٹنے شروع ہو جائیں گے۔“
گرو میکو نے پرست بچے میں کہا

واقعی مادام کا پلان بے حد شاندار اور بے داغ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پوری دنیا
کو فتح کرنے کے خواب بہت سے لوگ دیکھتے چلے آتے مگر ان سب نے اپنی افراط
سوخ کے ڈھیروں پر فوج کے خواب دیکھے تھے اور آج تک کسی ایک کا بھی خواب صحیح
ممنون میں مشرندہ بغیر نہ ہو سکے۔ مادام نے بھی یہی خواب دیکھا ہے مگر اس نے فریجیبل
دیا ہے۔ وہ مجرموں کے توسط سے پوری دنیا فتح کرنا چاہتی ہے اور اسے یقین تھا کہ
مادام کا خواب مزور مشرندہ تہیہ ہو جائے گا۔

”گرو میکو جی کر سنی بنائے والا کیسٹن اب کہاں تک پہنچ گیا ہے۔“

۱۰ ادام نے سوال کیا۔

”۱۰ ادام ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ جعلی کرنسی سیکشن پوری دنیا کی کرنسی دینے پر پابندی کے جدید ترین انتظامات کر چکا ہے۔ تمام دنیا کے تخریبی ذہن رکھنے والے ماہرین اس سیکشن میں جمع ہیں اور جدید ترین مینین فٹ ہیں اور انہوں نے نوٹوں کے طور پر جو کرنسی بنائی ہے وہ اتنی اصلی ہے کہ اس کے سامنے ان لوگوں کی کارنامہ کوئی جعلی نظر آتی ہے۔“

گر ویکو نے رپورٹ دی۔

”بہت خوب تو انہیں اگر دوسے دو کہ وہ ہر ملک کے نوٹ دینے میں پرتیار کریں اور پھر اسے ان لوگوں میں بھیلادیں تاکہ افراط زر کی وجہ سے قیمتیں اس حد تک چڑ جائیں کہ گزائی کی یہ انتہا تمام حکومتوں کو نکل جائے۔“

۱۰ ادام نے کہا۔

”بہتر ۱۰ ادام“

گر ویکو نے جواب دیا

”اور سو مخلک کا کام پہلے ترقی پذیر ملک سے شروع کرنا اور کرنسی کا زیادہ بھیلانا اور اقوامی اہمیت کی کرنسی شروع کرنا مثلاً ڈالر پونڈ وغیرہ کیوں کہ ان کی قیمت گرنے سے پوری دنیا اڑا اڑا ہوگی۔“

۱۰ ادام نے اسٹتے ہوئے کہا۔

”بہتر ۱۰ ادام: گر ویکو کچھ نفعی اٹھ کھڑا ہوا۔“

”اور ایک ہفتے کے بعد مجھے کامیابی کا رپورٹ چاہیے، تم جانتے ہو کہ ناکامی کی صورت میں۔۔۔“

۱۰ ادام نے فقرہ ادا دھوا چھوڑ دیا

اور گر ویکو جیسے بنام بدعاش کے بھی روٹنے کھڑے ہو گئے۔ ۱۰ ادام ہزار دینے کے معاملے میں آسنی سخت اور بے رحم واقع ہوئی تھی کہ اس کی بے رحمی کے چرچے پوری دنیا میں تھے۔

”اد کے وش یو گڈ لک“۔

۱۰ ادام نے کہا اور پھر وہ شیشے کے کمرے سے باہر نکل گئی، چند لمحوں بعد وہ ہال کا دروازہ کھول کر باہر جا چکی تھی۔

گر ویکو نے اطمینان کی سانس لی اور پھر مین کے مختلف بین آن کر کے ۱۰ ادام کی تازہ ترین ہدایات پوری دنیا میں موجود سب ہیڈ کوارٹروں کو پہنچانے میں مصروف ہو گیا۔

اپنی بی بی سے ایک کروا بیٹھا۔

فرش پر گرنے کے بعد وہ کافی دیر تک وہیں فرش پر پڑا رہا۔ یہ ایک کنواں مناجتہ تھی اور روشنی جواور پر دنانے سے آ رہی تھی وہ بھی بند ہو جاتی تھی۔

اب انتہائی گہری تاریکی چھا چکی تھی۔ اس کے چاروں طرف محسوس دیرپاریں تھیں۔ اس نے ان سب پر باتامعہ مانتا پھیر کر دیکھا مگر اس کی حساس انگلیاں کہیں معمولی سا نمونہ بھی تلاش نہ کر سکیں۔

اب وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ ہر قسم کے سنجیدہ تو وہ بال میں داخل ہونے سے پہلے ہی چھوڑ آیا تھا اس لئے اب اس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے صرف اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی باقی رہ گئی تھی اور اسے اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی پر مکمل اعتماد تھا۔ یہ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی ہی تھی جو اسے ٹال میں پیش آنے والی خطرناک ترین سچوٹیشن سے باہر نکال لاتی تھی۔ یہ تو مادام کا داؤد بروقت چل جانے کی وجہ سے وہ اس وقت اس کنوئیں میں قید تھا۔ در نہ مادام کو قابو کر نیچے بد اس نے اب تک پوری منظم کوجڑ سے اکھاڑ پھینکا ہوا۔ وہ کنوئیں میں کسی کما آمد کا شدت سے منتظر تھا۔ ظاہر ہے اس کی حالت دیکھنے یا اسے ختم کرنے کسی نہ کسی نے ضرور آنا تھا اور وہ اس کے ذمے سے باہر نکلنے کا پروگرام بناتے ہوئے تھا۔ مگر بارہ گھنٹوں کے شدید ترین انتظار کے باوجود کوئی شخص نہ آیا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اب کوئی آئے گا بھی سہی یا نہیں۔ شاید وہ لوگ اسے مردہ سمجھے بیٹھے ہوں یا وہ اسے اسی طرح بھوکا پیاسا مارنا چاہتے ہوں

عمران اچانک گرنے کی وجہ سے پہلے تو اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا جلد ہی اس کے ہوش حواس واپس آ گئے اور اس نے ایسی پوزیشن اختیار کر لی کہ گرنے میں کم سے کم چوٹ لگنے کا اندیشہ ہو۔ پیرائو پنگ وہ ماہر تھا اور پیرائو پنگ میں سب سے بنیادی بات زمین پر محض طریقی سے گرنا ہوتا ہے۔

چنانچہ جب وہ نیچے پڑے فرش پر گرنا تو اس کے گرنے سے ہلکا دھماکہ تو ضرور ہوا مگر سوائے ناخوشیوں اور پیروں کو دوچھکا لگنے کے عمران کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ بھی عمران کی حاضر دماغی تھی کہ وہ اس طرح آگرنے کے باوجود اپنے آپ کو سنبھال گیا۔ در نہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا

چنانچہ اس نے پروگرام بدل دیا اب وہ خود ہی اس کمونٹی سے باہر نکلے
کی سجاوین سوچنے لگا۔

بارہ گھنٹے سے مسلسل اندھیرے میں رہنے کے بعد اب اس کی آنکھوں
اندھیرے کی اس حد تک علوی ہو چکی تھیں کہ وہ ہر چیز صاف طور پر دیکھ سکتا
تھا۔

یہ کتنا تقریباً سات فٹ چوڑا تھا اور اس کی گہرائی ۳۰ فٹ سے
زیادہ تھی۔ دیواریں بالکل سیاہ تھیں اور ان کے درمیان کوئی رخ نہ
تھا۔ اب مسئلہ تھا کہ کس طرح وہ اوپر دہانے تک پہنچ جائے۔ تو پھر ہی باہر
نکلنے کی کوئی سبیل ہو سکتی تھی۔ لیکن تیس فٹ اوپر چڑھنے کی کوئی تجویز
اس کے ذہن میں نہیں آ رہی تھی۔ نہ ہی اس کے پاس ایسی کوئی چیز تھی
جس کے ذریعے وہ اوپر جانے کی کوشش کرے۔

اس کی ریڈی میڈ گھوڑی تیزی سے اپنا کام کر رہی تھی۔ مگر کوئی جامع
تجویز ابھی تک اس کے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ اپنے آپ کو انا بے بس
اس نے کبھی نہیں پایا تھا۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ جیسے فلیش بلب جلا ہو اور
ایک سچو اس کے ذہن میں آگئی۔ اس نے تیزی سے اپنے دونوں ہاٹ
تارے۔ یہ بات تو اس کے ذہن میں ہی نہیں رہی تھی کہ اس کے ہاٹ کی
بڑی میں فولاد کی تیز چھری چھپی ہوئی تھی۔ اس نے ہاٹ کو مخصوص انداز میں
میں برامراتواری کی کچھلی طوط سے ایک تیز چھری باہر نکل آئی۔ دوسرے

ہاٹ کے ساتھ بھی اس نے یہی عمل دہرایا۔ اب اوپر چڑھنے کے لئے اس کے
پس مضبوط سہارا تھا۔

اس نے ایک ہاٹ کو پکڑا اور دیوار میں زور سے مارا۔ چوٹو اس نے
پوری قوت استعمال کی تھی اس لئے پہلی ہی ضرب میں فولادی چھری آدمی
سے زیادہ دیوار میں گھس گئی اور پھر اس نے تین چار فٹ اوپر اچھل کر
دوسری چھری گھسا دی۔ پھر اوپر والی چھری سے لٹک کر اس نے دوسری
چھری نکالی تو اسے ایسا کرتے ہوئے بے حد محنت کرنی پڑی۔ مگر وہ عمران
تھا اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی محنت کے بعد
وہ دہانے سے تقریباً چھ فٹ نیچے رہ گیا۔ وہ دہانہ کی اور کوشش کے بعد وہ
پتھان دہانے تک پہنچ جاتا۔ اس وقت وہ فرش سے تقریباً ۲ فٹ اونچا کھی
جھلکی کی طرح دیوار کو ساتھ لٹکا ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ پھلی چھری نکالی کہ اوپر مارتا ایک ٹھٹک کی آواز سنائی
دی اور پھر کمونٹی کی اندھیری سطح میں روشنی کا سیلاب در آیا۔
کمونٹی کی سطح کے قریب سے دیوار اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی۔ اوپر دہانے
پر ابھی تک اندھیرا تھا اور اس اندھیرے میں وہ لٹکا ہوا تھا۔

دردا زہ کھلنے ہی دو سین گن برادار تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ
نیرت سے باہر کر رہ گئے کیونکہ وہاں عمران موجود نہیں تھا۔ یہ تو ان کے عقو
ب بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص اس کمونٹی سے غائب ہو سکتا ہے۔ انہوں نے
نہیں دیکھا مگر وہاں کے بندہ ہونے کی وجہ سے وہاں گہری تاریکی تھی اور عمران

دوسرے نے جواب دیا۔

ادھر پہلا تیزی سے باہر نکل گیا۔ دوسرا ٹین گن دیوار سے رکھ کر معلق انداز میں کھڑا ہو گیا۔ شاید انہیں اس بات کا مکمل یقین تھا کہ کنوئیں میں موجود آدمی کسی ذریعے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے۔

عمران کے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ اس کے متعلق اسے قطعی یقین نہیں تھا کہ آیا وہ اس سے نکل بھی سکے گا یا نہیں اور پھر اب اس کا وقت ہی نہیں رہا تھا کیونکہ ٹارچ آنے کے بعد اس کی موجودگی کیسے چھپی رہ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کرتے ہی اپنے جسم کو تولا اور دوسرے لمحے نیچے کھڑے ہوئے آدمی پر جھلانگ لگا دی اور پھر پک جھپکنے میں وہ اسے لئے فرش پر گر کر اس کے اوپر چھا گیا۔

اچانک نیچے گرنے سے اس آدمی کے ہوش و حواس تو بیٹھے ہی جاتے رہے تھے۔ دوسرے عمران نے بڑی بھرتی سے اس کی کونجی پر سکتا مارا اور اس کے بقایا ہوش بھی غائب ہو گئے۔

عمران نے اسے گھسیٹ کر ایک قدم سے اندھیرے کونے میں ڈالا اور اس کی اسٹین گن اٹھا کر خلا کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

تقریباً دھمکتے بعد دوسرا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹارچ پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی ٹارچ جلائی اور اس کا رخ اوپر کر دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتا، عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اسٹین گن کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا اور وہ بھی کونجی آواز نکالے بغیر

دیوار کے ساتھ چپے چپے ہونے کی وجہ سے انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ عمران نے حرکت کرنی تو کجا سانس تک روک رکھی تھی۔

ان کے پاس شاید ٹارچیں نہیں تھیں اور ان کی ضرورت بھی نہیں تھی روشنی چونکہ خط مستقیم میں اندر آ رہی تھی اس لئے اس کی روشنی کنوئیں کی کلا سطح کو ضرور روشن کر رہی تھی اور پھر ان میں سے ایک کی نظر دیوار میں موجود چھری کے سوراخ پر پڑی اور وہ حیرت سے اس سوراخ کو قریب آ کر دیکھنا اس نے اوپر نگاہ ڈالی اور اسے دوسرا سوراخ نظر آ گیا جو قدم سے اندھیرے میں تھا۔ اس سے اوپر چونکہ اندھیرا تھا اس لئے انہیں نظر نہ آ سکا۔

”میرے خیال میں وہ آدمی کسی چیز سے سوراخ کے کمرے کے دانے کے راستے نکل گیا ہے۔“

ان میں سے ایک نے کہا

”مگر وہ تو بند ہے اور اوپر والی میں پہرے دار موجود ہیں۔ وہ بھلا دہل سے کیسے پنج کر نکل سکتا ہے اور پھر وال میں داخلے سے پہلے اس کی مکمل تلاشی لے لی گئی تھی۔ یہ سوراخ اس نے کس چیز سے کئے ہیں؟“

دوسرے آدمی کے بلبے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”میرے خیال میں تم یہیں ٹھہرے ہو ٹارچ لے کر باجی آنا ہوں۔ ٹارچ کی روشنی میں ہمیں حالات کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔“

پہلے نے تجویز پیش کی۔

”ٹھیک ہے مگر جلدی آنا۔“

وہیں ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اسے گھسیٹ کر ایک طرف کیا اور خود دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔
 وہ اگر چاہتا تو وہیں دروازے پر ہی اسے دست مار سکتا تھا مگر اسے خطرہ تھا کہ
 دوسری طرف بچانے کوئی اور موجود نہ ہو۔

سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس نے کھلے دروازے سے دوسری طرف جھانکا
 یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو اس وقت خالی تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ
 بند کر دیا اور خود آگے بڑھ گیا۔

اس نے ایک نظر کمرے کو دیکھا اور پھر اس کے پیر وئی عوارض کی طرف مڑ گیا
 بھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک جھلکے سے دروازہ کھلا اور
 ایک کھمبی سرخ وردی میں طبلہس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہولسٹر میں دیواروں کا
 ٹوٹا تھا۔ عمران ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ سرخ وردی والے نے اسے دیکھ لیا تھا۔
 ”نمبر تیرہ مجرم کہاں ہے۔“

سرخ وردی والے نے تنکا نہ بیچے میں سوال کیا۔

کمرے میں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا۔

”اوپر سیڑھیوں میں جنب لڑائی ہو رہی ہے۔“

عمران نے اتنا ہی گھبراتے ہوئے ایسے ہی کہا۔

”ارے“

سرخ وردی والے نے حیرت سے کہا اور پھر عمران کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جیسے ہی اس نے عمران کو دھکیلا عمران اپنا کام کر گیا۔ اس نے ہولسٹر سے ریوا اور

ٹوٹا تھا اور پھر اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی جب اس نے

عمران نے اسے گیٹ کے ایک طرف کیا اور تیزی سے اپنے کپڑے اتارنے
 لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے کپڑے اس کو پہنا کر خود اس کی وردی زیب تن کر چکا تھا۔
 وہ شین گن ہاتھ میں اٹھائے دروازے سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک راجہاری تھی باہر
 کے رخ پر دیواریں ایک بنی ہوئی تھیں۔ اس نے بنی دیا تو دیوار اپنی جگہ پر واپس آ
 گئی اب وہاں کوئی رخسہ باقی نہیں رہ گیا۔ پاٹ دیوار تھی۔

عمران مسکرایا اور پھر شین گن سنبھال کر آگے بڑھ گیا۔

کافی دور جا کر راجہاری مڑ گئی اور مڑتے ساتھ ہی ایک دروازہ سامنے آ گیا عمران
 نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ دروازے کے پاس کوئی نہیں تھا اور سیڑھیاں اوپر چابی
 تھیں۔

عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے انتہام پر ایک اور دروازہ

تھا جو بند تھا۔ عمران نے اسے کھولنا چاہا۔ مگر دروازہ لاک تھا۔ عمران نے دروازے سے

کان لگا دیئے اسے دوسری طرف کسی کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے

دروازہ کھولا۔ دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک شین گن

بردار تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر جیسے ہی اوپر جھانکا۔ عمران نے اسے گردن سے

سے پکڑ کر تیزی سے اندر گھسیٹ لیا اور وہ سیڑھیوں سے لڑکتا ہوا نیچے جاگا۔ اس

سے پہلے کہ وہ سنبھلے عمران بھی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا اور پھر دوسرے

لمحے شین گن کا دستا اٹھتے ہوئے آدمی کی کھوپڑی پر فوری قوت سے پڑا اور وہ ’اوغ‘

کی آواز نکالتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

تھا۔ اس کے باہر دوسل پہریدار موجود تھے۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی مشینوں پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب جنے لگے۔

ان مشینوں پر ایک نظر ڈالتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ آئینڈسٹری چیکنگ روم ہے۔ اس لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر دوسرے نے پورا کمرہ تیز لالہم سے گونج اٹھا۔

دروازے کے باہر موجود چوکیدار الارم سننے ہی چمکے ہوئے۔

اس دوران عمران دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے ہینڈل پر دھکے دینے سے اپنی طرف کھینچا مگر دروازہ جام ہو چکا تھا۔ شاید اس کا سسٹم خود کار مشین نے ڈیبیس جام ہو جاتا ہوگا۔ عمران نے دو قدم پیچھے ہٹ کر دیوار کی نال کا رخ دروازے کی طرف کیا اور ٹیگ روڈا دیا۔ مگر اتنے ہیروالو کی گولی بھی اس مینے کے دروازے پر خراش تک نہ ڈال سکی اور شیشے سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔

اب عمران پھنس چکا تھا۔ وہ دوبارہ پھلے دروازے کی طرف دوڑا مگر وہ بھی جام ہو چکا تھا۔ الارم ابھی تک بج رہا تھا۔

اب دروازے کے باہر سل چوکیداروں کی تعداد کم ہو رہی تھی۔ عمران نے در کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو وہ مشینوں کی طرف بھاگا اور پھر اس نے ایک بڑی مشین کو چن لیا۔

اس کے خیال میں یہ مشین باقی مشینوں کو کنٹرول کر رہی تھی۔ اس نے دیوار کا رخ اس مشین کی طرف کیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹیگ روڈا کر مشین کو تباہ کر دیتا اچانک

دیوار کے آگے سائیکس لگا ہوا دیکھا۔

جیسے ہی سرخ وردی والا سیڑھیوں کے دروازے کے قریب پہنچا اس نے جھلکے سے دروازہ کھول دیا۔

عمران اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا اور وہ روکتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے جاگرا۔ عمران نے دیوار کا ٹیگ روڈا دیا۔ سائیکس اتنا نفیس تھا کہ ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی اور سرخ وردی والے کی کھوپڑی سنانے لگتی۔ ٹکڑوں میں بٹ گئی۔

عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر مشین گن دیں رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ ایک راہداری میں تھا۔ مگر یہ راہداری سرخ وردی پہنے ہوئے مسلح افراد سے پر گھٹی۔

عمران نے دیوار پر پہلے ہی جیب میں رکھ لیا تھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کسی نے بھی اس سے تعرص نہ کیا اور وہ بخیر خوبی راہداری کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔

اس کے قریب پہنچتے ہی راہداری کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے نے اس نے قدم آگے بڑھایا وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف مشینیں لگی ہوئی تھیں جس میں چل رہی تھیں مگر سے کمرے میں کوئی آدمی بھی نہیں تھا۔ عمران نے بڑی حیرت سے ان خود کار مشینوں کو دیکھا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی پچھلا دروازہ آٹومیک انداز میں بند ہو چکا تھا۔ سامنے شیشے کا دروازہ

کمرے میں ایک بھاری آواز گونج اٹھی۔

”خبردار اگر کوئی چلا کی تو تمہارے جسم میں سلیکٹوں سوراخ ہو جائیں گے۔“

عمران نے ہاتھ روک لیا اور پھر دائیں بائیں مڑ کر دیکھا۔ دروازے پر تھوڑے بند تھے۔ شگراب دیواروں میں سے مشین گنوں کی نایاں اندر جھانک رہی تھیں۔

اور ان سب کا رخ عمران کی طرف ہی تھا۔

الارم اب بند ہو چکا تھا

”دیوالور پھینک دو اور ہاتھ اٹھا کر کمرے کے درمیان میں آ جاؤ۔“

اسی آواز نے اسے دوسرا حکم دیا۔

عمران کھڑا رہا وہ بڑی سنجیدگی سے صورت حال کی سنگینی کا جائزہ لے رہا تھا۔

”جلدی کرو ورنہ“

اس بار آواز کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

عمران نے گھوم کر چاروں طرف دیکھا۔ چاروں طرف مشین گن کی نایاں اس کا

احاطہ کئے ہوئے تھیں اور ان سب کا رخ عمران کی طرف تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دیوالور فرش پر پھینک دیا اور خود ہلے

کر کمرے کے درمیان میں آ گیا۔ اس کے حرکت کرتے ہی تمام مشین گنوں کی نالیں بھی

بڑے میلان کی انداز میں اپنا رخ تبدیل کرنے لگیں۔ شاید یہ بھی خود کار سسٹم تھا۔

عمران نے کمرے کے درمیان میں ہاتھ اٹھائے اور دوسرے لمحے شیشے والا دروازہ

خود بخود کھلتا چلا گیا اور پھر تقریباً بیس مشین گن بردار اندر داخل ہو گئے۔ ان سب کے

آگے ایک صریخ وردی والا بھی تھا۔ اس کے ہاتھ میں دیوالور تھا۔

اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایک مشین گن بوار کا اشارہ کیا اور اس نے فرش پر پڑا

دیوالور اٹھا کر سرخ وردی والے کو دے دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دیوالور کو دیکھا

دھر پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی

”تم نے یہ دیوالور کس سے لیا۔“

اس نے بے حد سخت لہجے میں سوال کیا۔

”تمہارے جیسے ایک سرخ وردی والے سے“

عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”وہ کہاں ہے۔“

اس نے مضطرب لہجے میں پوچھا

”اس کی لاش تو نیچے سیڑھیوں میں پڑی ہے۔ المیہ روح کے متعلق نہیں کہہ سکتا

کہ دوزخ میں ہوگی یا جنت میں۔ یا ہو سکتا ہے ابھی برزخ میں ہی آوارہ گرد ہو

کر رہی ہو۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب، کیا تم نے اسے قتل کر دیا ہے۔“

سرخ وردی والے کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔

دیوالور کے ٹریڈر پر دھکی ہوئی انگلی بھی پھڑک رہی تھی۔ بدقسمتہاں تھا کسی بھی

لمحے ٹریڈر دبا دیا جاتے گا۔

”قتل میں نہیں اس دیوالور کی گولی نے کیا ہے۔ اس نے اُس کی کھوپڑی کو

ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ بڑی قاتی گولی ہے اس کی۔“ عمران نے جواب دیا

”ٹٹ اپ وہ میرا بھائی تھا۔“

سرخ وردی والے نے کہا اور دوسرے لمحے ایک قدم آگے بڑھا کر ٹیگر بایا۔
 عمران اب تک اسی لمحے کی انتظار میں تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے گولی چلائی
 عمران نے بجلی کی سی تیزی سے منظر لگا یا اور دوسرے لمحے وہ سرخ وردی والے
 کو گھسیٹا ہوا شیشے والے دروازے کے قریب لپٹا چلا گیا، سرخ پوش کے دیوانہ
 سے نکلی ہوئی گولی ایک مشین کے ڈائل پر پڑی اور مشین کے پرچھے اڑ گئے۔ تقریباً
 ایک لمحے بعد مشین ایک زوردار دھماکہ سے بھٹ گئی اور اس کے قریب کھڑے
 ہوتے ہا ہیوں کے جسم بھی ٹکڑے ہو کر کمرے کی فصاع میں اڑنے لگے۔

یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہو گیا اور کمرے میں اخوافری صبح گئی اور وہ سب
 عمران کو بھولی کر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔ شاید انہیں
 کسی شدید خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔

عمران دروازے کے قریب تھا۔ اس نے جھپٹ کر ایک کے ہاتھ سے مشین گن
 کھینچی اور دروازے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے کمرے میں بے شمار مشین گنوں
 کے چلنے کی آوازیں آئیں اور کمرہ ہا ہیوں کے حلق سے نکلنے والی دودھاک جھپٹوں سے
 گوبسج اٹھا۔ شاید دیواروں میں موجود مشین گنوں کا اس تباہ ہونے والی مشین سے کئی
 تعلق تھا۔ چنانچہ اس کے تباہ ہوتے ہی وہ چل پڑیں۔

عمران سبین گن اٹھاتے تیزی سے راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ راہداری میں موجود
 شاید سب ہا ہی کمرے کے اندر چلے گئے تھے۔

تیزی سے دوڑتا ہوا وہ راہداری کے آخر میں پہنچا ہی تھا کہ ایک کمرہ کان چھڑ

دھماکہ ہوا اور راہداری کا فرش اور دیواریں یوں لرز گئیں جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ بھاگتا
 نیا عمران اچانک دھماکے سے دروازے سے ٹکرا کر گرا۔

اور اس کا یوں گرنے کا اس کے حق میں بہتر ثابت ہوا کیونکہ دوسرے لمحے دروازہ
 جھینکے کے ساتھ کھلا اور تقریباً بیس پچیس سپاہی شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں
 نمایاں چلاتے ہوئے راہداری میں داخل ہوئے اور دوڑتے چلے گئے۔ انہوں نے
 بوکھلاہٹ میں نیچے گرے ہوئے عمران کو نہیں دیکھا۔ عجز چند قدم آگے دوڑنے کے
 بعد ان کی جھینکی حس نے انہیں عمران کا احساس دلایا۔ وہ بھاگتے بھاگتے رکے۔ مگر
 اس دوران عمران سنبھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ ان
 کے مرنے سے پہلے اس نے مشین گن کا ٹیگر دبا دیا اور سپر راہداری میں گئی۔
 قہقہوں اور ہا ہیوں کی چھپٹوں سے گونج اٹھی۔

ان کے ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے دروازے سے نرانا تو اب وہ ایک
 بہت بڑی کوسٹھ کے لان میں موجود تھا۔

لان میں آتے ہی وہ تیزی سے گیٹ کی طرف دوڑا۔ گیٹ پر موجود مسلح
 چوکیدار اس کی طرف متوجہ ہوتے ہی کھٹے کر گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھٹا چلا گیا
 اور چوکیدار اصرار متوجہ ہو گئے۔ گیٹ کھلتے ہی وہ دو گینیں تیزی سے اندر داخل ہوئیں
 وہ انکی آڑے کر گیٹ سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹھٹک کر دک گیا
 کیونکہ ایک دیگن کی بعضی کھڑکی سے اسے تنویر اور جوہا کی شعلیں نظر آگئی تھیں۔
 گو وہ میک اپ میں تھے لیکن عمران یہ ایک اب پہچانتا تھا۔ دیگنوں کے اندر داخل ہوتے
 ہی گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔

مران گواہ محفوظ تھا۔ بنگر وہاں سے جانے کے بجائے دوبارہ اندر داخل ہونے کی سوچ رہا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ان دیکھنوں میں سیکرٹ سرورس کے افراد ہیں اور خطا ہر ہے کہ انہیں گرفتار کر کے لایا جا رہا تھا۔

چنانچہ اب اس کا کوئی بھی میں دوبارہ جانا لازمی امر تھا جس سے وہ اتنی شدید جدوجہد کے بعد مشکل باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا۔

کرنل فریدی اور ٹائیگر کی میرٹناک موت ہیں چند لمحے بقایا رہ گئے تھے۔ بالائی کدہ پر لٹا ہوا پر مڑتا جا رہا تھا۔ ان کے حسیوں کے نیچے جتنے تقریباً تاناکار ہو گئے تھے اور بے ذہن پر موت کی تاریکی چھاتی چلی جا رہی تھی۔

گھبراہٹ بھی ایک زبردستی تھوڑی سی تھی۔ گریج رات تھا کہ اچانک ہتھکڑیوں کا دم گھٹ گیا۔ کرنل فریدی نے سیدہ چھٹا سب کے عالم میں سر کے اوپر موجود گرسر کے دھچکن پر ہاتھ رکھ دیا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اب گرسر میں بکلی کا شاک موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھ دھچکن کے نیچے رکھے اور پورا زور لگا دیا۔ گرسر شاک نہ ہونے کے باوجود دھچکن جام تھا۔

کرنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے نیچے دیکھا تو ٹائیگر اسے بالائی میں تڑانے لگا آیا۔ شاید

ٹائیگر ختم ہونے والا تھا۔

کنل فریدی نے پھرتی سے اس کا بازو کھینچ لیا اور ٹائیگر لوہری طرح پانی میں ڈوبنے سے بچ گیا

گو خود کنل فریدی کا جسم آدسے زیادہ کھلے ہوئے پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر اس کی قوت برداشت حیرت انگیز تھی۔ اب تک نہ تو اس کے چہرے پر کوئی مشکل پڑی تھی اور نہ ہی اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔

اب کنل فریدی مزید مشکل میں پھنس چکا تھا۔ ایک ہاتھ سے اس نے ٹائیگر کو سنبھالا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے سیرمی کے اوپر والے سرے کو تھام رکھا تھا اور صحت لمحہ بہ لمحہ قریب سے قریب

آتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا مگر اس نے ایک بار بھر ہمت باز دی اور آخری چارہ کار کے طور پر اس نے سیرمی سے ہاتھ اتھا کر ڈھکن کے نیچے دکھا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے ڈھکن میں سر مار دیا۔ شاید بے بسی

اور شدید ترین جھجلاہٹ کا ردعمل تھا۔ ورنہ ظاہر ہے ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے کون اس طرح اپنا سر فلا دی ڈھکن میں مار کر اس کے پرنے اڑنے پر راضی ہوتا۔

مگر جیسے ہی اس نے ڈھکن پر سر مارا اس سے پہلے کہ اس کا سر ڈھکن سے ٹکراتا ڈھکن اوپر اٹھ جلا گیا۔ اور کنل فریدی لڑکھڑا کر نیچے پانی میں گرتے گرتے پلا ٹائیگر کا بازو اس نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

ڈھکن اوپر اٹھتے ہی تازہ ہوا کا جھونکا اندر داخل ہوا اور کنل فریدی کا ڈوتا ہوا ذہن دوبارہ ہوشیار ہو گیا۔ اب اس کا سر سوراخ سے باہر آ گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ

ایک نقاب پوش ڈھکن دوسری طرف پھینک رہا تھا۔ شاید ڈھکن اسی نے اٹھایا تھا دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر کنل فریدی کی کو باہر کھینچ لیا۔

کنل فریدی تو باہر آ گیا مگر ٹائیگر ابھی تک اندر تھا مگر اس کا بازو کنل فریدی کی مضبوط گرفت میں تھا۔

اس نقاب پوش نے بے ہوش ٹائیگر کو بھی کھینچ کر باہر نکال دیا۔ کنل فریدی باہر نکلتے ہی گر پڑا۔ اس کا پھیلا جسم اب بیکار ہو چکا تھا۔

پوری کوٹھی شین گنوں اور سین گنوں کی گولیوں سے گونج رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ چاروں طرف مسل نقاب پوش پھیلے ہوئے تھے اور عداوت سے ان پر مسل فائرنگ ہو رہی تھی۔

معتبی دیوار ٹوٹی پڑی تھی۔ بس کنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے صرف یہی دیکھا اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید موت سے جنگ کے درمیان اس نے فلا دی اعصاب پر جزر و زور پڑا تھا یہ اس کا ردعمل تھا کہ باہر نکلتے ہی وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس نقاب پوش نے جس نے کنل فریدی اور ٹائیگر کو باہر نکالا تھا کنل فریدی کو تیزی سے اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور پھر معتبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔ ایک اور

نقاب پوش نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس کی پیروی کی۔ گولیاں ان کے آس پاس پڑ رہی تھیں مگر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے معتبی دیوار سے باہر نکل گئے

باہر ایک کار موجود تھی کنل فریدی اور ٹائیگر کو پھینک کر نشست پر ڈالنے کے بعد چلا نقاب پوش میٹرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے دوسرے نقاب پوش کو ہتھ مار کر مخصوص اشارہ

کیا اور دوسرے لمے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ دوسرا نقاب پوش داپس کو مٹی کی طرف دوڑا۔

کوٹھی میں اب تک مسلسل نازنگ ہو رہی تھی جیسے ہی وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ دور سے پولیس کے سائرفوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

اس نے جیج کہ کچھ کہا اور پھر مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے نقاب پوش گویاں برساتے ہوئے معنی دیوار کی طرف سٹھٹھ گئے۔

دیوار میں موجود خلا سے وہ باہر نکلے۔ اور اصرار دھرم کھڑی کاروں میں بیٹھ کر فرار ہونے لگے۔ آخر میں وہ نقاب پوش بھی ایک کار میں بیٹھا۔ اس نے تیزی سے چرس سے نقاب کھینچ لیا اور دوسرے لمے اس کی کار بھی تیز رفتاری کے ریکارڈ قائم کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اب کوٹھی پر مکمل سکوت چھا گیا تھا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی کوٹھی کو پولیس کی گاڑیوں نے گھیر لیا اور پھر پولیس کے سپاہی مین گئیں۔ اٹھائے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔

کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ ان سپاہیوں کے آگے دو پولیس آفیسر بھی تھے۔ پھر جیسے ہی وہ درج کے قریب پہنچے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی گھبراہٹ مٹی باہر نکل آئی۔ وہ نائٹ گرن میں ملبوس تھی اور اس کا چہرہ گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ اور حسین ہو گیا تھا۔

”آفیسر آفیسر“

وہ دوڑتی ہوئی ایک پولیس آفیسر کے قریب پہنچی اور دوسرے لمے جھپٹے سے اس کے

سینے سے چٹ گئی۔

نوجوان پولیس آفیسر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے شعلے تیرنے لگے ہوں یا جیسے جسم قیامت اس کے سینے میں چھپ گئی ہو۔ چند لمے تو وہ کیفیت کی حالت میں ساکت کھڑا رہا پھر جیسے ہی اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو اس نے بڑی آہستگی سے اسے ملحدہ کیا۔

”حوصلہ کریں مادم اور میں تفصیل بتاؤں کہ یہاں گویاں کیوں چلی رہی تھیں۔“ پولیس آفیسر نے انتہائی نرم اور تودہ باز لہجے میں کہا۔

”وہ نقاب پوش ڈاکو تھے۔ وہ کوٹھی کی معنی دیوار میں ہم مار کر اندر آئے تھے۔ انہوں نے ہم پر نازنگ کر دی۔“

مادم نے جواب دیا۔

”کیا وہ کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے تھے۔“

پولیس نے پرچھا

”نہیں میرے سلیع غلاموں نے ان کا مقابلہ کیا اور جب انہوں نے پولیس سائرفوں کی آوازیں سنیں تو فرار ہو گئے۔“

مادم نے جواب دیا۔

پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کوٹھی کی معنی دیوار کی طرف گھوم گئے۔ مادم بھی ان کے ساتھ تھی۔ معنی دیوار میں ایک خاصا بڑا خلا تھا جو یقیناً دستیلم مارنے کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ حمارت کا معنی حصہ گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا۔ نہیں کہیں خون کے دھبے بھی موجود تھے جس سے حالت ظاہر تھا کہ نقاب پوشوں میں

ہے کوئی زخمی بھی ہوا تھا۔

اس طرت پائیں باغ میں مرنے کی وجہ سے نقاب پوش پرچ گئے ورنہ ظاہر ہے کہ کھلی جگہ ہوتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جاتا۔

پولیس چیف آفیسر چلے گئے گٹر کے دھانے پر پہنچ کر دکھایا۔ گٹر کا دھکن ایک طرف پڑا تھا اور اس کا دھانہ کھلا ہوا تھا۔ دھانے کے نزدیک زمین اس انداز میں گیلی تھی۔ جیسے دھان کوئی پانی میں تر ہوا آدمی پڑے رہے ہوں۔

”یہ دھانہ کیوں کھلا تھا؟“
آفیسر نے سوال کیا۔

”مجھے نہیں معلوم شائد وہ لوگ گٹر کے ذریعے کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنا رہے تھے۔“

مادام نے جواب دیا۔

”مہرند۔“

پولیس آفیسر نے کہا اور جھک کر گٹر کے اندر دیکھنے لگا۔

”چھوڑیں اس کو آئیے آفیسر ایک پیگ ہو جائے۔“

مادام نے بڑی اداسے کہا اور آفیسر نے ایک لمحے کے لئے مادام کو دیکھا اور پھر سکریا مادام نے بھی مسکرا کر نہ پھر دیا۔

”ایقن تم اس گٹر میں جاؤ اور جیک زدہ شائد کوئی مجرم اندر چھپا ہوا رہ گیا ہو۔ اچھی طرح تلاش فرمنا۔“

آفیسر نے ایک سپاہی کو جواب دیا اور سپاہی ریوہور سنبھالنا ہوا تیزی سے گٹر کے

اندر جانے والی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

مادام کے چہرے پر ایک دم اگر گزر گیا مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ شائد وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی گٹر کے اندر داخل ہو۔ مگر وہ کچھ بولی نہیں۔

”ہمیں اطمینان کر لینے دو دادام۔ اس میں آپ ہی کا مفاد ہے۔“

پولیس آفیسر بھی شائد مادام کے رویے کو سمجھ گیا تھا۔

”ٹھیک ہے مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“

مادام نے خوشگوار ہنسنے میں جواب دیا۔

”تم سب لوگ کوٹھی میں پھیل جاؤ اور اچھی طرح چیکنگ کرو۔“

آفیسر نے دوسرے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا

اور سب تیزی سے واپس مڑ گئے۔

”آپ کے ہاں کتنے مسلح ملازم ہیں؟“

آفیسر نے مادام سے سوال کیا۔

”پچیس۔“

مادام نے جواب دیا۔

”ادھ پوری گارڈ ہے کیا آپ کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہے۔“

آفیسر نے جھک کر پوچھا

”نہیں یہ میری ڈلی ہے اور یہ سب باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ ہیں۔“

مادام نے جواب دیا۔

”ظاہر ہے ورنہ۔“

پولیس آفیسر نے مودباہ بیچے میں مادام سے کہا
اور مادام تیزی سے واپس دڑ گئی۔

آفیسر کافی دیر تک اسے جانا دیکھتا رہا۔ اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیلی
ہوئی تھی جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔

جب مادام دروازے میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اس
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریڈیو جیب میں ڈالا اور پھر خود گٹر کے اندر
داخل ہو گیا۔ پاپی کو اس نے چونکنا سنا تھا آنے کو نہیں کہا تھا اس لئے پاپی
بہر دلا نے کے پاس ہی موجود رہا۔

آفیسر راگٹر گھومنے کے بعد دوبارہ واپس نکل آیا

اتنے میں ایک آفیسر اس کے قریب آیا

”کیا تمام چیلنگ ہو گئی مارٹن؟“

جیت آفیسر نے پوچھا

”یس سر کوئی مشتبہ چیز نہیں ہے“

مارٹن نے جواب دیا۔

”اوہ کے دہائی کے سائرن بجاؤ۔“

”فیسر نے کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنی جیب کی طرف چل پڑا۔ اس کا ایک
ہاتھ بھیجک جیب میں پڑے ہوئے ریڈیو پر جانا ہوا تھا۔ جو گٹر سے ملا تھا۔ اس
نے چہرے پر دبا دبا سا جوش تھا۔

آفیسر نے کچھ کھٹا چا:۔ بگڑ چہرے نے کیوں خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سپاہی جو گٹر کے اندر داخل ہوا تھا۔ بیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر
اُگلا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریڈیو اور تھا۔

”پاپی کی تہہ میں یہ ریڈیو پڑا تھا سر میرے پیر سے ٹھوکر لگی تو میں نے اٹھایا
اور دو سرکبات یہ گٹر کا اندر دینی درجہ حرارت بہت اونچا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے
جیسے یہاں انتہائی گرم پانی گڑتا رہا ہو۔ جب کہ اب جو پانی گٹر کی تہہ میں چل رہا ہے
وہ ٹھنڈا ہے۔“

پاپی بھی شامہ ضرورت سے زیادہ ذہین واقع ہوا تھا

”اوہ“

آفیسر نے چونک کر کہا

اور پھر ریڈیو اور کوالٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ ریڈیو کافی سے زیادہ ہموار اور
مخصوص قسم کا تھا۔ اس نے بغور اس کا مارکر دیکھا اور پھر وہ بری طرح چونک پڑا
کیونکہ اس پر نیدرلینڈ کی انٹیلی جنس کا مخصوص نشان موجود تھا۔

”کیا بات ہے یہ ریڈیو اندر کیسے موجود تھا؟“

مادام نے جو ریڈیو اور کو ہنورد دیکھ رہی تھی چونک کر کہا۔

”کوئی بات نہیں مادام شامہ کوئی مجرم اندر داخل ہوا ہو اور پھر سائرن سن کر کھل گیا
وقت ریڈیو اور گر گیا ہو۔“

آفیسر نے بات بنائی۔

”آپ اندر جیسے مادام میں آ رہا ہوں۔ میں فوراً خود یہ گٹر دیکھتا چاہتا ہوں۔“

میں ان کے تحت بے پناہ جمعی کرنسی پوری دنیا میں پھیل گئی ہے جس سے افراط زر
 میں حد تک پہنچ گیا ہے کہ گرائی کا شدید بحران پیدا ہو گیا ہے اور اگر ایسا ہوتا تو
 پوری دنیا کے عوام اپنی اپنی حکومتوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے
 خلاف ایٹائی ملک میں سنگت بے حد اور اچانک زور پکڑ گئی ہے جن سے
 ذہن غذائی اجناس کی شدید قلت ہوئی جا رہی ہے۔ پوری دنیا کے مجرم انتہائی
 نظم طریقے سے کاروائیاں کر رہے ہیں جس سے صورت حال روز بروز سنگین
 ٹھین تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اگر فوری طور پر اس کا سد باب نہ کیا گیا تو
 مجھے یقین ہے کہ جلد ہی وہ دن آجائے گا جب پوری دنیا برطانوی طور پر
 نو جوانوں کی حکومت ہوگی۔

نو جوان نے کہا اور پھر نائی بند کر کے مٹیہ لگایا۔

”یہ جنگی میٹنگ صرف اس لئے کال کی گئی ہے کہ اس اہم ترین مسئلے پر
 اندر کیا جائے۔ میں ڈوٹی چیف آفیسر ایک مارکس سے درخواست کروں گا کہ وہ
 اس مسئلے میں کچھ کہیں۔“

بزرگے درمیان میں حصے میں بیٹھے ہوئے اجلاس کے حد سے کہا۔
 انتہائی کونے پر بیٹھا تھا ایک نو جوان اٹھ کھڑا ہوا۔

”معزز ممبران! جان تک ہم سمجھتے ہیں یہ تمام کاروائیاں سلور گرل کے تحت ہو
 رہی ہیں۔ سلور گرل کے متعلق تفصیلات پہلے ہی تمام اہم ممالک کو ارسال کی جا چکی
 ہیں اور چونکہ ہمارے ماہرین کی نظروں میں سلور گرل تنظیم انتہائی اہمیت رکھتی ہے
 لہذا جو کچھ اب پیش آ رہا ہے یا جو کچھ میرے سامنے آئے اندہ پیش آنے کے مسئلے

یہ ایک خاموشی کا لمحہ تھا جس کے دروازے پر دو مسلح سپاہی پہرہ دے رہے
 تھے اور دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا جلب جلی رہا تھا۔ ہال میں ایک بڑی میز کے
 گرد دس افراد اقامت شدہ کی مخصوص دروایاں پہنے بیٹھے تھے۔ ان سب کے چہرے
 پر سے پریشانی صاف نمایاں تھی۔ یہ اقامت شدہ کی دین داری عمارت کے اندر شعبہ
 پیشی کرائم براؤن کا میٹنگ ہال تھا اور اس وقت وہاں پیشی کرائم براؤن کی ہنگامی
 میٹنگ ہو رہی تھی۔

ایک نو جوان ناکل کھولے کھڑا تھا

”پوری دنیا کے حالات دن بدن بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر پچھلے
 چند دنوں سے تو پوری دنیا کی حکومتیں بے حد پریشان ہیں۔ ہمیں جو خصوصی رپورٹیں

”مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرموں کی محدود تنظیم پوری دنیا میں بھراں پیدا کر دے۔ بین تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔“

سوال کرنے والے نے کہا

”محترم آپ سلورگرل کے پلان کو ابھی تک سمجھ نہیں سلاورگرل کوئی ایسی محدود تنظیم نہیں جسے چند مجرموں نے مل کر بنایا ہو۔ اور آپ اس کو یوں سمجھ لیں کہ پوری دنیا کے مجرموں اور مجرم تنظیموں نے اپنی ایک عالمی یونین قائم کر لی ہے جس کا نام سلورگرل ہے وہ سب اس یونین کے تحت جمع ہو گئے ہیں۔ ہر ملک میں سلورگرل کے سب بڑے کارڈس موجود ہیں اور سلورگرل عالمی پلان پر جو پروگرام تفصیل دیتی ہے پوری دنیا کے مجرم بڑے تنظیم طریقے سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ مجرم تنظیمیں ذاتی مفادات کے لئے آپس میں ٹکراتی رہتی تھیں جن سے ان کی تباہی زیادہ آسان ہو جایا کرتی تھی۔ مگر اب چونکہ وہ ایک تنظیم کے تحت آ گئے ہیں اس لئے اب کوئی حکومت یا سیکرٹ سروس انہیں گرفتار نہیں کر سکتی۔“

سلورگرل جس کا ہیڈ کوارٹر نہ جانے کہاں ہے۔ اب رچی دوسری بات کہ یہ تنظیم پوری دنیا میں بھراں پیدا کر سکتی ہے تو صاف ظاہر ہے جب پوری دنیا کی معیشت ان کے قبضے میں آجائے گی تو وہ جس ملک میں چاہیں انقلاب برپا کر دیں جس حکومت کا چاہیں اس ملک کے عوام کے ہاتھوں تختہ الٹا دیں۔ مثال کے طور پر وہ ایک ملک کی عدالت سے ناخوش ہوتے ہیں تو ان کا کام یہ ہو گا کہ وہ اس ملک کی جلی کر سنی بنا کر دھمک دے تو وہاں دہان پھیلا دیں گے جس سے شدید افراط زر پیدا ہو جائے گا اور چیزیں یکدم مہنگی ہو جائیں گی۔ دوسرے دہان کی روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں لامحدود

میں بتلایا ہے اس کا پہلے سے ہی اندازہ لگایا گیا تھا اور اندازے کے تحت سلورگرل کے خلاف کام کرنے کی ہر ملک کی سیکرٹ سروس کو دعوت دی گئی ہے اس مسئلے میں سپرٹل کرائم برانچ نے ایک خطرناک نام بھی رکھا ہے مگر اس کی حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی۔ البتہ اس کے برعکس سلورگرل تنظیم دن بدن جزیں مضبوط کرتی چلی گئی۔ وہیں جو رپورٹیں ملتی رہی ہیں اس لحاظ سے پتہ چلا کہ تمام اہم ملکوں کی سیکرٹ سروس کے اہم ترین جاسوس آہستہ آہستہ یا تو قتل ہوتے چلے گئے یا غائب ہو گئے صاف ظاہر ہے کہ سلورگرل بڑے منظم طریقے سے یہ کاروائیاں کر رہی ہے۔ اب ان کے نتائج سامنے آنے لگے ہیں۔ پوری دنیا میں بھراں پیدا ہوتا جا رہا ہے اور اگر صورت حال چند دن اور قائم رہی تو پوری دنیا میں ایک ہولناک انقلاب آجائے گا ایسا انقلاب جو در پردہ مجرموں کا لایا ہوا ہو گا۔ مگر نظماہران کے کردار ان کھوتوں کے عوام ہوں گے جو دہنگائی اور فساد کی شدت کی بنا پر اپنی حکومتوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے اور پھر ان مجرموں کے لئے بے حد آسان ہو گا کہ وہ اپنی مرضی کی حکومتیں بنا قائم کر لیں۔“

نکسار کو نے تفصیل سے پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا

”کیا آپ کا مطلب ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں افراط زر اور فساد کی صورت پیدا ہوتی جا رہی ہے یہ سب کچھ سلورگرل نامی تنظیم کی کاروائیوں کا نتیجہ ہے۔“

ایک آدمی نے سوال کیا

”جی ہاں مجھے یقین ہے کہ ایسا ہے۔“

مارلے نے جواب دیا

پہانے پر سگل کروں گے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اس ملک میں جنگ کی اپنے عروج پر پہنچ جائے گی اور غذا کی افلاس کی شدید قلت پیدا ہو جائے گی جس کو روکن اس ملک کی حکومت کے بس سے باہر ہو گا۔ عوام نے آخر کار اس حکومت کا تختہ الٹا ہے۔ بحر ظاہر ہے جو حکومت بھی وہاں قائم ہوگی وہ اگر سلور گرل کے تحت کام کرے گی تو وہ باقی رہ سکتی ہے ورنہ اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو پہلی حکومت کا ہوا تھا۔ مارلونی نے تفصیل سے بتلایا۔

”ہوں آپ کا خیال صحیح ہے۔ یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔“

سوال کرنے والے نے سر ہاتھ ہوتے کہا۔

”مگر کیا کسی بھی ملک کی سیکرٹ سروس نے اس تنظیم کے خلاف جدوجہد نہیں کی۔“

ایک اور نے سوال کیا۔

”کافی حکومتوں نے کی تھی مگر جب ان کے اہم جاسوس ختم ہو گئے تو وہ لوگ پیچھے بہت گئے۔ البتہ دو ایشیا کی ملک نیدرلینڈ اور پاکیشیا کے متعلق رپورٹ کی تھی کہ وہ لوگ انتہائی بنجید کی گئے جو جہد کر رہے ہیں۔ نیدرلینڈ کا کرنل فریڈی اور پاکیشیا کا ایکٹو اور علی عمران بین الاقوامی شہرت کے جاسوس ہیں جب ہیں رپورٹ کی کہ یہ دونوں ملک اس معاملے میں جدوجہد کر رہے ہیں تو ہمیں یقین ہو گیا کہ اب سلور گرل کے دن محدود رہ گئے ہیں۔ مگر بعد میں رپورٹ کی کہ نیدرلینڈ کے کرنل فریڈی اچانک غائب ہو گئے ہیں اور پاکیشیا کے علی عمران بھی۔ علی عمران کے متعلق غیر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ سلور گرل کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا

پہلے ہیٹو خاموش ہے۔ ملک مارلونی نے تفصیل بتلائی۔

”تو اس کا مطلب ہے اس وقت سلور گرل کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔“ سب ممبروں نے بیک وقت کہا۔

”جی ہاں بظاہر معلوم تو ایسا ہوتا ہے مگر آج ہی ہمیں ایسی رپورٹ ملی ہے جو کسی حد تک امید افزا ہے۔ یہاں دارالحکومت میں ایک ارب تین نوجوان بیوہ ادا م سلوانا رہتی ہے وہاں کل شام نامعلوم نقاب پوش ڈاکوؤں نے دھوا

بول دیا جب پولیس وہاں پہنچی تو ڈاکو فرار ہو گئے۔ پولیس آفیسر نے وہاں جب ایک گٹھوکی تماشائی کی جس کا داڑھ لکھا ہوا تھا تو اس گٹھو کے اندر سے

ایک ریولور برآمد ہوا ہے جو مخصوص ساخت کا ہے اور خاص بات یہ ہے اس پر نیدرلینڈ کی سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان بھی موجود ہے پولیس

انسپرنے وہ ریولور یہاں کی سیکرٹ سروس کو رپورٹ کے ساتھ بھجوا دیا وہاں سے رپورٹ ہمیں ملی ہے کہ نیدرلینڈ سے اس ریولور کا ریڈیو نوٹ بھیج کر

پتہ کر لیا تو وہ معلوم ہوا کہ وہ ریولور کرنل مندیڈی کا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کرنل مندیڈی یہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ اور سلور گرل کے

خلاف خفیہ طور پر جدوجہد میں مصروف ہے۔ اور دوسرا یہ کہ نام سلوانا کا سلور گرل کے ساتھ تعلق مندر ہے۔“

مارلونی انکشافات کیا

”ویری گٹ نیوز۔“ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ کرنل فریڈی

سلور گرل کے خلاف کام کر رہا ہے۔“

ہو سکتا ہے وہ کسی اور چپکری میں ہو۔
ایک ممبر نے رائے پیش کی۔

جی ہاں۔۔۔ اس کا تو کوئی ثبوت نہیں مگر ایک ادبات اس سلسلے پر اشارہ کرتی ہے کہ پچھلے چند دنوں سے دارالحکومت میں مسلسل ڈلے پڑنے شروع ہو گئے ہیں۔ کبھی ناک ٹوٹ لیا جاتا ہے۔ کبھی جیولری ماڈار میں ڈاکر ڈالا جاتا ہے اور ایسا جہاں بھی ہوا ہے وہاں ایک مخصوص کارڈ بھی ملا ہے جس پر سلیور گرام کا نام اور سونو گرام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈلے سلور گرل نے ڈلے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ سلور گرل دارالحکومت میں سرگرم کار ہے اور کرنل فریونی کی یہاں موجودگی سے یہ کارڈیاں مل سکتی ہیں کہ وہ یہاں سلور گرل کے خلاف کام کر رہے ہیں۔
مارلونی جواب دیا۔

ہو نہ ہو۔۔۔ ممبروں نے ہنکلا بھرا اور پھر وہ سب کسی گھبراہٹ میں مرق ہو گئے۔
اب اس سلسلے میں کوئی واضح پروگرام پیش کرانم براہیج کے پاس ہے۔
بہنیں۔۔۔

ایک ممبر نے طویل خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔
فی الحال تو کوئی واضح پروگرام نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں چند ماہ اور انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کوئی اور نتیجہ نکل آئے۔
نئے جواب دیا۔

کیا وہ انعام ابھی تک اپنی جگہ قائم ہے یا اسے واپس لے لیا گیا ہے؟
ایک ممبر نے سوال کیا۔

میرا خیال ہے اب وہ انعام کا عدم تدار دے دیا جائے کیونکہ حب کوئی ثبوت اس میں دلچسپی نہیں لے رہی تو یہ لاپنج فضول ہو کر رہ گیا ہے۔ ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

لیکن اس معاملے میں ممبران میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے۔ چند ممبران انعام برقرار رکھنے کے حق میں تھے۔ اور چند اسے کنسل کرنے پر زور دے رہے تھے۔ جب کافی دیر کی بحث کے باوجود کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تو صدر نے میٹنگ برخاست کر دی۔ اور میٹنگ کیلئے چار دن بعد کی تاریخ دے دی۔
پھر ہر ممبر اس معاملے میں اچھی طرح غور کرے اور پھر سب اپنا اپنا پلان میٹنگ میں پیش کریں۔ مقتصد طور پر جو پلان منظور کیا جائے گا۔ پھر اس پر عمل شروع کر دیا جائے گا۔

میٹنگ برخاست ہونے کے بعد تمام ممبران میٹنگ ہال سے باہر نکل گئے۔ ان میں مارلو بھی تھا۔ جو سر جھکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ مادام سلوانا کو دھمکی سے کرنل فریونی کے ریلوادر کی برآمدگی سے اس کا دماغ ایک نئی سوچ کی طرف چل نکلا تھا۔ اسے یاد تھا کہ ایک دفعہ ہوٹل میں مادام سلوانا نے سلور گرل کے خلاف پیش کردہ براہیج کا منصوبہ بڑی دلچسپی سے سنا تھا اور تب وہ اس پر بے حد مہربان ہو گئی تھی کئی بار وہ اس کی کوٹھی پر بھی ہوا تھا۔
پھر یاد آتوں کا رخ سلور گرل کی طرف مڑ گیا تھا گو اس نے یہ بات میٹنگ

میں نہیں سہلائی تھی۔ کیونکہ اس طرح وہ خود نشانہ بن جاتا کہ اس نے ایک انتہائی خفیہ راز کیوں آشکار کیا۔ اب مادام سلوانا کے موٹ ہونے پر اس کا یقین میں بدل گیا تھا۔

دفتر سے نکلنے کے بعد وہ کاریں میٹھا اور پھر اس کی کار تیر زنگاری سڑکوں پر دوڑنے لگی

اس کا چہرہ ایک عورت کے نامعلوم اس طرح بیوقوف بننے کی ذرا سے سرخ ہو رہا تھا۔ مادام سلوانا کے اس طرح موٹ ہونے پر اسے شدید جذباتی دھچکا لگا تھا اور اب اس کے دل میں محبت کی بجائے انتقام کا جذبہ ابھر آیا تھا۔

جلد ہی وہ کار سے کر مادام سلوانا کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا گیارہ پر موجود سڑک چوکیدار شاہد اسے پہچانتا تھا کیونکہ اس نے اسے دیکھتے ہی گیارہ کھول دیا اور وہ کار اندر پلوتج میں بیٹھا چلا گیا۔

جیسے ہی کار روک کر وہ باہر نکلا ایک باندھی ملازم اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”یس سر۔۔۔۔۔ ملازم نے بڑے موڈ بازہ بیٹھے میں پوچھا
 ”مادام کو اطلاع کراؤ۔۔۔۔۔ مارو نے سخت ہلچے میں کہا اور جببہ کار بڑھ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”بہتر جناب ادھر ڈرائیونگ روم میں تشریف رکھئے۔“ ملازم نے ڈرائیونگ روم کی طرف اشارہ کیا اور مارو ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آج سے پہلے وہ جب بھی ڈرائیونگ روم میں آیا تھا وہ ہمیشہ مادام سلوانا کے رات اور صبح وقت سے بے خبر رہتا تھا۔ مگر آج اس کا قطع نظر ہی نہ ہوا تھا۔ اسے یہ سب کچھ زہر لگ رہا تھا اس کے دل میں لاوا سا اندھ تھا اتنے میں ملازم ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا جس پر دھکی کی آواز اور جام موجود تھا۔

”مادام ابھی تشریف لائی ہیں۔۔۔۔۔ ملازم نے بڑے موڈ بازہ بیٹھے کہا۔ اندر ٹرائی اس کے سامنے روک کر باہر چلا گیا۔ مارو نے دھکی کی بول بول کر اسے دھکی بڑھایا ہی تھا کہ ایک دم روک گیا۔ اس نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے پھینک دیا۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ بے دھکی بڑھ کر کسی جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اس نے جذبات ہمیشہ مجرموں کے خلاف ہے حد شدید نہ ہوتے تھے وہ مجرموں کو ناسور کی حیثیت دیتا تھا۔ وہ اپنے جذبات میں بے حد غصہ تھا۔

چند منٹ بعد مادام سرخ سکرٹ میں طبعوس اندر داخل ہوئی۔ شوخ رنگ کے سرخ سکرٹ میں دھکی جوالا بنی ہوئی تھی۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی مارو تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا چند لمحوں تک وہ مادام کا حسن دیکھ کر کہتے ہیں رہ گیا مگر جلد ہی اسے ہوش آگیا اور اس کے چہرے پر سختی کے آثار پیدا ہوتے چلے گئے۔

”ہیلو مارو۔۔۔۔۔ آج کیسے تھوکی پڑے۔۔۔۔۔ اب تو تم سے ملاقات نہیں ہوتی۔۔۔۔۔“ مادام نے بڑی بے تکلفی اور لگاؤ سے کہا

مارلونے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا

”اچھا۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔“ مادام ایک بار پھر چونک پڑی

”کیا سولر گرل کا پتہ چل گیا۔۔۔“ مادام کے لبے میں اشتیاق

تھا۔

”اے مادام۔۔۔ تقریباً قریباً پتہ چل گیا ہے۔ کرنل فریدی اس

کے قریب پہنچ گیا ہے اور وہ کسی بھی لمحے اس پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔

مارلونے جواب دیا۔

”کرنل فریدی۔۔۔“ مادام ایک بار پھر چونکی اس کا لہجہ سوالیہ تھا

جیسے یہ نام اس کے لئے نیا ہو۔

”جی ہاں کرنل فریدی نیدرلینڈ کا قابلِ تسخیر جاسوس۔ مارلونے ناقابلِ

تسخیر پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ابھی بات ہے کیا کرنل فریدی نے ہمیں کوئی رپورٹ بھیجی ہے۔“

مادام اب پوری دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔

”جی ہاں۔۔۔ آج ہی رپورٹ ملی ہے۔ وہ اپنا ریپورٹ سولر گرل کے

ہیڈ کوارٹر میں بھیجوا آیا تھا وہ پوئیس نے وہاں سے برآمد کر لیا ہے۔“

مارلو آخر وہ نہ سکا اس نے بات اگل دی۔

”ریپورٹور۔۔۔“ مادام یکدم اچھل پڑی وہ چند لمحے بعزیز مارلو کو

دیکھتی رہی پھر اس کے چہرے کے نقوش بدلتے چلے گئے۔

اب وہ حینِ چہرے کی بجائے انتہائی نفرت انگیز چہرہ تھا۔

”بس مادام! جیکل کام بہت ہے اسی لئے فرصت نہیں ملتی۔“

نے بیٹھے ہوئے سپاٹ لہجہ میں کہا۔

”کیا بات ہے آج تم کچھ اکھڑ اکھڑ سے معلوم ہو رہے ہو۔“

نے بعزیز اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں مسافری چاہتا ہوں مادام۔۔۔ دراصل کام اتنا زیادہ ہے کہ میرے

اعصاب جواب دیتے جا رہے ہیں۔“

مارلونے سنبھلے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے بھی پتہ چلے ایسا کون سا کام آجیسا جس نے تمہارے اعصاب پر

انتاشیدہ دباؤ ڈالا ہے۔“ مادام نے مسکاتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں مادام وہی سولر گرل کا چکر ہے۔“ مارلونے سپاٹ پر

میں کہا۔ اور پھر مادام کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

سولر گرل کا نام آتے ہی مادام ایک لمحہ کے لئے چونکی مگر دوسرے لمحے

اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا مگر مارلو جو کچھ دیکھتا چاہتا تھا وہ اسے معلوم

گیا تھا۔ مادام کو اس طرح چونکتا دیکھ کر اب اسے سخت یقین ہو گیا تھا

مادام سولر گرل میں ملوث ہے۔

”یہ سولر گرل کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا۔“ مادام بڑی بے نیانہ

سے سوال کیا۔

”اب حل ہونے والا ہے ہم اس کے انتہائی قریب پہنچ چکے ہیں مگر

میں آپ کو خوشخبری سنائوں گا۔“

ہوں تو یہ بات ہے اس لئے تم مجھے یہ سب کچھ سنا رہے ہو۔
 مادام نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

اب آپ سمجھ ہی گئی ہیں مادام تو پھر لچڑی طرح سن لیں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارا سوراخ کون سا ہے۔ مگر ہے ضرور۔ اور میں اپنے شک کو یقین میں بدلنے کے لئے یہاں آیا تھا۔ اور اب تمہاری باتیں سن کر مجھے کئی یقین ہو گیا ہے اس لئے اب تم اپنا دامن نہیں چھو سکتی۔
 مارلو اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ جوش کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

۱۔ ۱۔ تم تعبی امت ہو مارلو تمہیں بخانے کس گدھے نے اتنی بڑی پراسٹ دے دی ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو تمہیں یوں یہاں دوڑا نہیں آتا۔
 چاہیے تھا۔

مادام نے انتہائی زہریلے لہجے میں تہقیر کرتے ہوئے کہا
 مجھے یہاں کون رک رک سکتا ہے مادام۔ مارلو نے جیب سے رولیاور نکالتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا

اور مادام نے ایک اور تہقیر مانا۔ جیسے وہ اس کی مزید حماقت پر ہنس رہی ہو۔

مارلو نے رولیاور کا رخ مادام کی طرف کیا اور پھر اٹے قدموں دروازے کی طرف بڑھتے نکلا۔ مگر ابھی اس نے چند قدم ہی بڑھائے تھے کہ اچانک مادام نے فرش پر زور سے پیر مارا اور ایک کھٹکے سے اس کے پیچھے موجود دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز سننے ہی مارلو بے اختیار پیچھے کی طرف گھوما اور وہی لمحہ اس پر قیامت بن کر غرزا کیونکہ دوسرے ہی لمحے مادام اچھلی اور مڑتے ہوئے مارلو کے سینے پر اس کی دونوں ٹانگیں اتنے زور سے پڑیں کہ وہ اچھل کر پیچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ رولیاور اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور دروازے میں جا پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مارلو سنبھل کر اٹھتا مادام یوں اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ لگے ہوئے ہیں دوسرے لمحے ایک اور چپ کے ساتھ ہی مارلو کا رولیاور مادام کے قبضہ میں جا چکا تھا۔

• سیدے کھڑے ہو جاؤ مارلو۔ میں نہ کہتی تھی کہ تم امتی ہو۔
 اس بار مادام کے ہنسے میں شدید تلخی تھی۔

اور مارلو حیرت زدہ چہرے کو لئے کھڑا تھا اسے مادام کی اس بے پناہ سحر کی پرشید حیرت تھی۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ نرم و نازک سی حسینہ اتنی خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

• اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے مارلو۔ مادام کے ہنسے میں چٹان کی سی سختی تھی۔

مارلو بھلا کیا جواب دیتا خاموش کھڑا رہا۔ ویسے اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ وہ جوش میں خواہ مخواہ ہی بھاگتا چلا آیا۔
 مادام نے میز کے کنارے پر دنگ ہوا ایک مٹن دبایا۔ اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔

اور پھر دو اسٹین گن بردار اندر داخل ہوئے۔

”اے ہیڈ کوارٹر دم نمبر فور میں پہنچا دو۔“

مادام نے سخت لہجہ میں کہا اور ان دونوں نے اُسے بازوؤں سے پکڑ کر
کمرے سے باہر گھسیٹ لیا۔

کرنل فریڈی کو جب ہوش آیا تو وہ سچے سچے کمرے کے ایک
آرام دہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا اس نے تیزی سے اٹھ کر بیٹھنا چاہا۔ مگر اس کے
پچھلے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی معمولی سی حرکت سے
اس میں درد کی شدید میسٹیں اٹھنے لگیں۔

کرنل فریڈی نے دوبارہ لیٹنے کی مدد ہی عافیت سمجھی اس کا پچھلا جسم کل
طور پر پیشوں میں پٹا ہوا تھا۔ اس نے دائیں طرف نظر ڈالی تو اُسے قریب
ہی دوسرے بیڈ پر ٹائیگر پڑا ہوا نظر آیا۔ تاہم اگر گردن تک پیشوں میں پٹا
ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اور کرنل فریڈی نے ایک نظر ڈالتے
ہی دیکھ لیا کہ وہ ابھی تک بہوش ہے۔

کرنل فریڈی بغور کمرے کو دیکھنے لگا۔ ابھی وہ کمرے کا جائزہ مکمل طور پر
نہیں لے سکا تھا کہ دروازہ کھلا اور کپٹن حمید اور ڈبل زیرہ کمرے کے
نزد داخل ہوئے۔

”سر آپ کو ہوش آگیا۔“ ڈبل زیری نے پرسرت ہیجے میں کہا
 ”یہ کھوتے ہوئے پانی میں غوطے لگاتے کی بھلا کیا تک تھی اگر میں
 بروقت نہ پہنچ جاتا تو اس دفعہ آپ یقیناً پکوڑہ بن چکے ہوتے اور پھر
 لوگ آپ کو کرنل مسریدی کی بجائے کرنل پکوڑہ کہتے۔ واہ۔ واہ۔ کیا
 اچھا نام ہے۔“

کیپٹن حمید نے ترعب بیٹھے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہنا شروع کر دیا
 اور ڈبل زیری بڑی حیرت سے کیپٹن حمید کی شکل دیکھنے لگا۔ جو کرنل
 فریدی جیسے سخت آدمی کے ساتھ بھی اسی طرح غلط کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا
 کہ شاید کرنل فریدی کیپٹن حمید کو ڈانٹ دے گا۔ مگر جب کرنل فریدی نے جواب
 میں مسکاتے ہوئے کہا۔ ”تو ڈبل زیری آج انھیں بچاؤ لے رہا گیا۔“

”مجھے اگر لوگ کرنل پکوڑا کہتے تو یقیناً انہیں کیپٹن چانپ کہا جاتا اور
 اس طرح تہاڑی جہنم ہی تبدیل ہو جاتی۔“ اور پھر اس سے پہلے کہ
 کیپٹن حمید کچھ جواب دیتا کرنل فریدی نے بے حد ہنجیگی سے سوال کیا
 ”تم وہاں کیسے پہنچے۔“

”میں ہنی مون ہوٹل میں قائم سے نکلے گیا۔“ کیپٹن حمید نے بتلانا
 شروع کیا اور کرنل فریدی چونک پڑا۔

”کیا تم نے قائم کو بھی یہاں بلایا ہے۔“ کرنل فریدی کے ہیجے
 میں بے پناہ سختی تھی۔

”میں نے نہیں بلایا وہ چھپکلی سیرم سے روٹھ کر یہاں چلا آیا تھا۔“

کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے ہیجے میں سختی محسوس کرتے ہوئے بہانہ بنایا
 ”شٹ اپ اگر تم نے انہیں بلایا تو تم اس سے ملنے ہنی مون ہوٹل کیسے
 پہنچ گئے۔ انہیں آنا بھی احساس نہیں کہ اس وقت ہمارا مقابلہ ملان سے
 ہو رہا ہے۔“ اور قائم۔۔۔ جیسے ہی اس کی نظروں میں پڑھا۔ ”ہمارا ریڈ کلاٹر
 بھی ٹریس کرے گا۔“

کرنل مسریدی نے جواب دیا۔

”تو کیا ہوگا۔ اچھا وہ یہاں آئے تو ہنی میں اس بار تمام پکھپکے بدلے
 چکا دوں گا۔“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”آئے بولو۔۔۔ اب منتظر تیار ہو۔“ مجھے خدشہ ہے کہ تہاڑی طاقت
 نا دیر سے یہ جگہ ہمیں فوری چھوڑنی پڑے گی۔“

کرنل فریدی کے ہیجے میں شدید تلخی تھی اور کیپٹن حمید کرنل فریدی کا موڈ اس
 حد تک بگڑتے دیکھ کر گھبرا گیا۔

”میں قائم سے ملنے ہوٹل میں گیا تو وہاں پسی میں ہوٹل سے نکلتے ہی دو
 آدمیوں نے مجھے گھیر لیا۔ اور پھر کار میں مبتلا کر دے مجھے شہر سے باہر کھینچوں
 لے گئے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے میں ان سے جھگڑا پڑا اتنے میں
 زیر و بمیون جو میرا قاتل قتل کرنا ہوا وہاں گیا تھا کہ کو دھڑا اور دم دو آدمیوں
 تو قتل کر کے ایک آدمی کو یہاں ساتھ لے آئے۔“ کیپٹن حمید نے انتہائی
 غصیدگی سے بتلانا شروع کر دیا۔

”زیر و بمیون۔۔۔“ کرنل فریدی نے چونک کر ڈبل زیری کی طرف دیکھا

اور ڈبل زبرد کے چہرے پر حیرت کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ سوالیہ نظروں سے کیپٹن حمید کو دیکھنے لگا۔

”جی ہاں — یہاں کامقامی ایجنٹ زیردایون جسے آپ نے میری نگرانی کیلئے خفیہ طور پر مقرر کیا ہوا تھا۔ لیکن حمید ان عدلوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات دیکھ کر مزید گھبرا گیا۔

”مگر یہ تو کوئی زیردایون نہیں ہے اور پھر میں نے کسی زیردایون کو تمہاری نگرانی پر تو نہیں مقرر کیا۔“

کرنل فریدی نے باٹ بٹ بھیجی جواب دیا۔ اس کی تیز نظریں کیپٹن حمید پر جمی ہوئی تھیں۔

”مگر اس نے تو سبھی ہی بتایا تھا اور اسی نے اچانک آکرمیری جان بچائی تھی اور پھر میں مجرم کو لے کر اسی کی کار میں یہاں آیا تھا۔“ کیپٹن حمید اب بری طرح بوکھلا چکا تھا۔

”کیا اسے ریڈ کوارڈ کا علم تھا۔“ کرنل فریدی نے زہریلے ہلچے میں جواب دیا۔

”نہیں اس نے مجھے بتلایا تھا کہ یہاں کسی ایجنٹ کو ریڈ کوارڈ کا نہیں پتہ اور نہ ہی انہیں ریڈ کوارڈ میں داخل ہونے کا حکم ہے۔ چنانچہ میں نے یہاں لے آیا اور پھر گئیٹ سے رخصت کروا۔“

کیپٹن حمید نے جواب دیا دیے اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس سے شدید حماقت برپا ہو چکی ہے۔ چنانچہ جواب دیتے ہوئے اس کے چہرے پر پریسید آگیا تھا۔

”تم نے یہ نہیں سوچا کہ یہ بھی مجرموں کی چال ہو سکتی ہے۔ اس طرح اپنے آدمی مصالح کر کے ہمارا ہیڈ کوارڈ چیک کر لیا گیا۔“

کرنل فریدی نے کہا — اس کے ہلچے میں شدید غصہ تھا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جیسے ہی اس نام ہندو زیردایون کی کار کے کچھ بھی مرڈ پر پڑے گا ایک دھماکا اور کار کے پڑنے آؤ گئے۔ میں جب کوٹھی میں داخل ہوا تو اندر بھی نہیں پہنچا تھا۔ کہ میں نے دھماکا سنا چونکہ مجرم کو

میں نے کوڑ کیا ہوا تھا اس لئے فوراً ادھر متوجہ نہ ہو سکا۔ مجرم کو ڈبل زبرد کے حملے کر کے جب میں دال گیا تو کار تباہ ہو چکی تھی مگر زیردایون غائب تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اسی مجرم نے جسے میں لے آیا تھا اس

کی کار میں ٹائم بم رکھ دیا تھا۔ اگر وہ مجرموں کا آدمی ہوتا تو اس طرح کار تباہ ہوتی۔“

کیپٹن حمید نے دلیل دی۔

”مگر مجرم کا نام بم کار میں رکھنے کا کیا مقصد تھا۔“

کرنل فریدی نے اگلے ہوتے ہی سوال کیا۔

”میں سوال میں نے کیا تھا۔ اس نے بتلایا کہ وہ اس طرح ہمارے ایک کارکن کو ختم کرنا چاہتا تھا۔“

کیپٹن حمید نے جواب دیا

”تو پھر یقیناً وہ آدمی عمران پارٹی کا ہوگا۔ اس نے ہمیں نام

برٹکوارٹر چیک کر گیا۔ اور تم استغون کی طرح اسے اپنا دم کے ساتھ ہی
باندھے ہاں لے آئے۔

کرل مسیری نے فیصلہ کن جبین جواب دیا۔

کیپٹن حمید بھٹا اب کیا جواب دیتا خاموش رہا۔ واقعی اس نے اس پہلو
پر سوچا ہی نہیں تھا

”تم بھڑک کیسے بیٹے۔“

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرل فریڈ نے تدریس نرم جبین سوال کیا
”انوار مری کے درمیان مجرم کے پاس سے ایک حلیہ نمیشتر نکالیں نے جب
مار مار کر اس سے فریڈ نمیش پر تیرہ لی تو کڑکٹ کرتے ہی اچانک مجھے آپ
کی آواز نائی دی کہ آپ کچل کو کہہ رہے تھے۔ کوہ میز موت کی سمرت نے
کر بڑے بڑے دفن ہو چکے ہیں۔“

جواب میں نہر مڑا تو قبرستان دیا۔ شاید فریڈ کو نمیش ان کے بڑوں
ٹرا سٹریٹس کلکٹ ہو گئی تھیں۔

مجھے جیسے ہی خطرہ کا احساس ہوا میں نے اس مجرم پر تشدد کی انتہا
کردی چنانچہ اس طرف سے آتے ان کے زہر کو اس کا پتہ معلوم کر لیا۔ نتیجہ
میں ہم نے فوراً وہاں ریڈ کر دیا۔ جب وہاں متجاوز شدہ ہو گیا تو مجھے اچانک
گٹھڑے زور پر کو بھٹی کے اندر پہنچنے کا خیال آیا چنانچہ اس نے غصہ زدہ کان
اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ ممکن نہ ہو سکا۔ پھر مجھے ڈھکن کے اندر ایک
انڈر گراؤڈ تاریکی نظر آئی تو میں نے وہ مار توڑ دی۔ اور ٹوٹے ہوئے ڈھکن

مانی سے اٹھ گیا۔ اور آپ نظر آ گئے۔ چنانچہ آپ کو اور اس آدمی کو ہم
اٹھا کر ہاں لے آئے۔ آپ دونوں کی حالت آتش فشاں تھانے چنانچہ آپ کو یکا
یہاں آنا پڑا۔ ڈاکٹر نے دونوں کی آتش فشاں تھانے دیکھتے ہوئے آپ کو
زندہ کے انکیشن دے دیئے اب بارہ گھنٹے بعد آپ جاگے ہیں۔
کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

”بارہ گھنٹے۔“ کرل مسیری نے سنتے ہی اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا
اس کو اپنی تمام تکیہ تھوڑ گئی۔

”یہ رہتے رہتے رہتے رہتے۔“ ڈاکٹر نے آپ کو حرکت کرنے سے منع کر
دیا ہے۔ ڈبل زیر جو اس دوران خاموش کھڑا تھا بے اختیار بول
پڑا۔

”اور تم بارہ گھنٹے یہاں خاموش بیٹھے ہو۔“

کرل مسیری نے تشہیر جبین والی کیا

”آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔“ ڈبل زیر نے
جواب دیا اور کرل مسیری کی شکل برساتی روٹی آنکھیں ڈبل زیر پر جسم
گھیرا۔ ڈبل زیر نے بوکھلا کر تلخیر بول چلی گئیں۔

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں نے یہاں امن آدمی مقرر کر کے رکھے ہیں۔“
کرل مسیری نے تلخ جبین کہا۔ اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ دوبارہ بولا
”کیا اس دوران کسی نے یہاں ریڈ تو نہیں کیا۔“

”نہیں جناب۔“

ڈبل زیرو نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”ہو ہنہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے مرن پالا مار چکا ہوگا۔ اسی لئے میں نے ہمیں روکنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ورنہ وہ یہاں کوئی نہ کوئی چکر بھڑو چلاتا۔“

کرنل مسرودی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ڈبل زیرو فوراً یہ جگہ چھوڑ کر پوائنٹ نمبر دو میں ریڈ کوارٹر منتقل کر دو اور اپنے سب اکو میوں کو حکم دے دو کہ فوراً کوئٹھی برسرے روڈ کو گھیر لیں میرے وہاں پہنچنے تک وہ پیچھے نہیں میں خود انہیں ٹویل کر دوں گا۔ اور تم بھی وہاں پہنچو۔“

کرنل مسرودی نے تیز لہجے میں حکم دیا۔

”بہتر جناب۔۔۔ ڈبل زیرو دینی سے واپس مرٹگی۔“

”مگر آپ کی حالت۔۔۔“ کیپٹن حمید نے دسبے دے لہجے میں کہا۔

”وشٹ اپ۔۔۔ فلا مابٹنے سے مجھے کچھ نہیں ہوا۔ تمہاری حماقت میں شامل ہونے کی پڑے اور زندگی میں پہلی بار مجھے عزائم کے اہتوس مارا۔ احتیاتی پڑ جانے۔۔۔“ کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے اپنے پٹنے جسم سے پٹیاں کھونٹے لگا۔ جوش اور غصہ میں وہ اپنی تمام تکلیف بھول چکا تھا۔

”تسے میں آئیگر کرا وہ اپنی ہمت تکلیف بھول چکا تھا۔ اے فوراً ہی اس کا خیال آ گیا۔“

”اس کو بھی نئے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔۔۔“ ہو کتا ہے اس کی وجہ سے

بم داری ہوئی باڑی جیت جائیں۔۔۔“

ڈبل زیرو کو اس کی کڑی نگرانی کا حکم دو۔۔۔“

کرنل مسرودی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔۔۔ وہ شاید آئیگر نو چارے کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

بحث نے گھرائے ہوئے عجیبی جواب دیا۔

اور پھر وہ سب تیزی سے ال کر کے نکلے چلے گئے۔ اس وقت وہ دریا کی راہداری میں تھے جہاں ایک دروازہ لان کی طرف اور دوسرا ایک بانہ کی طرف کھلتا تھا کہ اچانک دونوں دروازے ایک دھماکے ماتھے کھلے اور دوسرے لمبے پانچ دس آدمی سیٹھ گٹیس اٹھائے اندر داخل ہوئے اور پانچ دس آدمی پچھلے دروازے سے بھی داخل ہو چکے تھے۔
 ”ماتھے اٹھا لو۔۔۔ تم دونوں طرف سے کھیرے جا چکے ہو۔“ ان میں سے ایک نے پتختے ہوئے کہا۔

اور — صفد نے سب سے پہلے اٹھا اٹھا دیئے کیونکہ وہ سب آگے اور ان کے قریب تھا۔ اور پھر وہ آگے پیچھے دونوں طرف سے بڑی طرح اور اچانک گھر چکے تھے۔

صفد کی پیروی میں باقی سب نے بھی اٹھا اٹھا دیئے کیٹا شکیل اس وقت ایک کمرے کے دروازے کے بائیں قریب تھا چنانچہ جیسے ہی صفد نے اٹھا اٹھا دیئے کیٹن شکیل عذاب سے کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے سے ہوتا ہوا وہ دوسرے کمرے میں گیا اور اس طرح پھر تیز رفتاری سے مختلف کمروں سے ہوتا ہوا شمالی طرف بیردنی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے دروازہ کھول کر جیسے ہی باہر جھانکا پھر تیزی سے سرائر کر لیا کیونکہ کوٹھی کے اندر ہر طرف ٹھن گن بظاہر موجود تھے۔

”یہ ایک اور ٹکڑے جب سے عمران گیسے۔ اس کے کسی تم کارابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ ہم نے ٹرانسپیر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہے نہ جانے عمران کہاں پھنسا گیا ہے۔“
 جوہا نے قدرے اندر دہلے ہوئے جواب دیا۔

”یہ تو واقعی اہم مسئلہ ہے عمران کو ہم سے رابطہ قائم کرنا چاہیے تھا“ صفد نے بخند کی سے کہا۔

اور پھر وہ سب ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

ابھی چند ہی لمبے گزرے تھے کہ اچانک انہیں ایک لمبی سی ٹھٹس کی آواز سنائی دی اور دوسرے صفد اور کیٹن شکیل اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ وہ آواز سے ہی اندازہ لگا چکے تھے کہ سائیکل منر گے ریلوے کی آواز ہے اور چونکہ آواز کافی قریب سے آئی تھی اس لئے تشویش کا پیدا ہونا لازمی امر تھا صفد چونکہ دروازے کے قریب تھا اس لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور دوسرے ہی لمبے وہ اندر آتے ہوئے ایک مقامی ایجنٹ سے برقی طرح ٹکرا گیا۔

”ہیں گھر آیا گیا ہے۔“ اس ایجنٹ نے چیخ کر کہا۔ اور پھر سب لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

”کیا ہوا۔۔۔؟“ کیٹن شکیل نے سوال کیا

”تقریباً پانچس پچاس آدمی اچانک کوٹھی میں داخل ہو گئے ہیں تمام پہرہ دار تس ہو چکے ہیں۔“

جیسے ہی نیچے گئے گی نیچے موجود تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اس طرح وہ با آسانی دیوار تک پہنچ جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا تو چند ہی لمحوں بعد وہ با آسانی دیوار پر پہنچ گیا تھا اور دوسرے لمحے اس نے باہر چلا ننگ لگا دی — اور اب وہ کونھوں سے باہر تھا۔

یہ دو کونھوں کے درمیان کی کھلی جتنی اور اس وقت وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ چند ہی لمحوں

پر پہنچ گیا اور پھر وہ گھوم کر کونھوں کے سامنے وٹ گیٹ کی طرف آ گیا۔ سڑک

کا دوسری طرف دس بارہ وکائیں تھیں وہ تیزی سے سڑک کو اس کرتا ہوا دھڑلے سے چلا گیا۔ اور ایک کھٹال پر پہنچ کر کرا گیا۔ اس نے ایک ہتھکڑی اور

اس کے آڑ سے اس نے بیرونی گیٹ پر نظر رکھی۔ قریب ہی ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ وہ اس کے کھٹال کے مالک کا تھا — انجی دہا، شہر اسے

چند لمحے ہوئے تھے کہ وہ بندہ دیکھیں کہ کونھوں کے گیٹ کے قریب آ کر رک گئیں اور پھر گیٹ کھلی گئی وہ دونوں وکائیں اندر داخل ہو گئیں۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ اس کے سب سے ساتھیوں پر تباہی پڑا ہو گیا ہے اور یہ دیکھیں انہیں بے جاٹ کے لئے منگوائی گئی ہیں۔

چنانچہ اس نے بغور موٹر سائیکل کی طرف دیکھا وہ تائب کے لئے ۱۲۱ موٹر سائیکل کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ مگر موٹر سائیکل لاک تھا ابھی وہ اس کے سارے پر سوچ ہی رہا تھا کہ گیٹ ایک بار پھر کھلا۔ اور

کپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے کمر کا روشندان نظر آ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ آجے روشندان سے نیچے بیرونی دیوار تک انگوروں کی گھنٹی بلیں ہیں چنانچہ اس نے تیزی سے دروازہ لاک کیا اور پھر میز اٹھا کر روشندان کے نیچے رکھی اور اس پر کرسی رکھ کر وہ اوپر چڑھا اب اس کے ہاتھ بڑی آسانی سے روشندان تک پہنچ گئے تھے۔ روشندان کافی کھٹلا تھا چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ آسانی سے روشندان سے نکل کر دوسری طرف آ گیا انگوروں کی گھنٹی بلیوں سے اسے نیچے موجود مسلح افراد کی نظروں سے چھپا لیا تھا۔

اب مسئلہ مقلد بیلوں سے ہوتے ہوئے بیرونی دروازہ تک پہنچنا اور وہ بخوبی جانتا تھا۔ کہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد سلا آدروں نے تمام کمروں کی تلاشی لینی ہے۔ چنانچہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دیوار اور باہر نکل لیا

دیوار اور کھول کر اس نے جھیر سے ایک گولی اٹھائی اور دیوار اور دوبارہ جیب میں ڈال کر گولی ہاتھ میں پکڑ لی — اس نے پوری قوت سے گولی آہٹائی

دائیں کونے کی طرف پھینکی۔ گولی گھٹی جیوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی دائیں کونے کی دیوار سے ٹکرائی۔ اور کپٹن شکیل نے بیلوں کو سہارا دینے والی کڑی

کڑی بیلوں پر پیر جا دیئے۔ بلیں اتنی گھنٹی تھیں کہ یہ بلیاں اسے ہمارے نظر نہیں آ رہی تھیں۔ مگر چونکہ اسے اندازہ تھا اس لئے وہ تیزی سے الٹا پر

پیر ڈالتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ دیکھے اس کے انداز کی معمولی سی غلطی اسے نیچے پہنچا کرتی تھی۔ اسے اتنی طرح معلوم تھا کہ گولی دیوار سے ٹکرانے کے بعد

ہمیر شولٹ نے جواب دیا۔

”جو ہنہ اس سوراگرل کا پستہ چلا جو بنکوں میں ڈل کے ڈالتی پھر رہی ہے۔
مادام نے سخت ہلچے میں کہا۔

”جی ایل ایک روز پہلے اس نے ایک بلیک پر ڈاکر ڈالا تھا۔ چرنک
بار آدمی پورے شہر کی نگارنی کر رہے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے
لگ گئے مگر وہ ہمیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے۔ مکان کی کار کا نمبر
ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ امید ہے ہم جلد ہی انہیں پکڑ لیں گے۔“

ہمیر شولٹ نے جواب دیا۔

اسی وقت میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

مادام نے لیسور اٹھا لیا۔

”میں مادام اسپیکر لگ —“ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

”گر ویکو بول رہا ہوں مادام —“ ہپ کے لئے ایک خوشخبری ہے
نقلی۔ دروازے بند پانے کے گردے گرفتار کر لی گئی ہے۔ اور اس وقت وہ
ریڈ کوارٹر میں تھیں۔“ آپریشن انچارج گروپ کو نے کہا۔
”دیری گئے نیوز —“

مادام نے پرمٹت ہلچے میں جواب دیا

”مگر مادام اس کے ساتھ ہی ایک بری خبر بھی ہے۔“ گر ویکو نے

دبے ہلچے میں کہا۔

”بری خبر —“ وہ کیا —؟“ مادام چونک پڑی

”کرنا سمدی کیسے پتہ کر نکل گیا۔ اور کرنل سمدی اور اس کے
آدمیوں کو مجھ پر شک کیسے ہوا میں اس بات پر حیران ہوں۔“

مادام نے سامنے بیٹھے ہوئے ایک کرخت شکل والے آدمی سے کہا
”مجھے خود بھی حیرت ہے، مادام کرنل سمدی اور اس کے آدمی، پاتلک
ہی کہ مٹی پر چمک پڑے تھے۔“

نوجوان نے موہانہ ہلچے میں جواب دیا۔

”صرف حیرت سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیر شولٹ تم اس تنظیم کے جز
نیکڑی ہو اور تمہارا کام یہ نہیں ہونا چاہیے تم صرف حیرت میں مبتلا
رہو اور دشمن ہمیں تباہ کر دیں۔“

مادام نے تلخ ہلچے میں جواب دیا

”میں نے کو مٹی کے گرد خفیہ پہرہ عطا دیا ہے۔ یقیناً کرنا سمدی
اب اس کو مٹی پر ریڈ کرے گا۔ اور ہم اسے با آسانی گرفتار کر سکیں گے۔“

”ہیر شولٹم میری کوٹھی جاؤ اور اس کی کڑی نگرانی کراؤ جیسے ہی کرنل
منسیری یا اس کے ساتھی حملہ کریں یا تو انہیں گولی مار دو یا گرفتار کر کے تم
پوائنٹ تھری پہنچا دو۔ خبردار اگر ان میں سے ایک آدمی بھی پنج کرنل لگ گیا تو
_____ ” مادام نے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور اعظم کھڑی ہوئی۔

”آپ بے فکر رہیں مادام۔“ ہیر شولٹ نے جواب دیا
”میں پوائنٹ تھری جا رہی ہوں۔ اب میں وہاں ہی رہوں گی۔ میں
نقلی سورگرل کا فوری فیصلہ کرنا چاہتی ہوں۔“ مادام نے کہا اور پھر
تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

”وہ بیوہ بڑا عمران ہینڈ کوارٹر کے آئیڈنٹی چیکنگ دم کو تباہ کر کے
ہینڈ کوارٹر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔“ گرد میکونے
رپورٹ دی۔

”اوہ۔۔۔ دیری ہینڈ نیوز۔۔۔ یہ بہت جڑا ہوا ہمارا ہینڈ کوارٹر اس
کی نظروں میں آ گیا اگر وہ واقعی عمران ہے تو پھر معاملہ انتہائی خطرناک ہے
مادام نے جھلکاتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں مادام۔۔۔ میں اسکی فوری تلاش کا حکم دے چکا
ہوں اور میں نے ہینڈ کوارٹر کا کشمائی رخ بند کرا دیا ہے۔ تاکہ وہ اس کے
ذریعہ ہمارے مین ہینڈ کوارٹر نہ پہنچ سکے۔“

گرد میکونے جواب دیا۔

”انہیں اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ تم ایسا کرو فوری طور پر ہینڈ کوارٹر خالی
کردو اور پوائنٹ تھری پر منتقل ہو جاؤ۔ میری کوٹھی اور ہینڈ کوارٹر پر
دونوں ہی مشکوک ہو چکے ہیں۔“

مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”مگر مادام۔۔۔“ گرد میکونے کچھ کہنا چاہا۔

”جلدی کرو جو میں کہہ رہی ہوں کرو۔۔۔ تم گرفتار شدہ لوگوں
کو بھی دہریں پہنچا دو۔۔۔ صرت پانچ منٹ میں ہینڈ کوارٹر خالی ہو جانا
چاہیے۔“

مادام نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

اپ کا نارو لا بناتے وقت یہ بات بھی دھن میں رکھی تھی کہ اگر فوری طور پر ایک
اپ صحت کرنا پڑ جائے سیکر میک اپ کا مات کرنے کا سامان بھی ساتھ نہ ہو
چنانچہ ٹوائلٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے ادھر ادھر نظر گھائی اور پھر
داش بین پر جب ٹسے بین مات کرنے والے پاؤڈر کا ڈبہ رکھا نظر آیا تو اس
نے اطمینان کا سانس لیا۔

ہر بوتل، کوٹھی یا کینے میں کے ٹائلٹ میں اس ڈبے کی موجودگی ایک
لازمی امر ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی طریقے کو بنیاد بنا کر اس نے یہ میک اپ تیار
کیا تھا۔

اس نے داش بین کے اخراجی راستے کو چمٹے کے کارک سے بند کیا اور
پھر پانی کھول دیا۔ تقسیماً دو منٹ میں ہی داش بین مات پانی سے صبر
گیا۔ عمران نے پاؤڈر کا ڈبہ اٹھایا اور اس پاؤڈر کو اس پانی میں پھرتے
لگا۔ جب پانی کا رنگ قدرے دودھیا ہو گیا تو اس نے ڈبہ ایک طرف
رکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس پاؤڈر سے اس کے منہ دھونا شروع کر
دیا۔ دو تین بار وہ پانی منہ پر ڈالنے کے بعد جب اس نے ایک ہاتھ
سے چہرے کی کھال رگڑنی شروع کی تو چہرے پر سے پٹریاں سی اترنے
لگیں اور تقسیماً پانچ منٹ کی کوشش کے بعد وہ میک اپ مات کر
چکا تھا۔ اب وہاں بیو بڑ کی بجائے عمران کا اصل چہرہ موجود تھا عمران
نے آنکھیں کھول کر آئینے میں دیکھا۔ اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ اس کے چہرے
پر بیو بڑ کے کوئی اثرات باقی نہیں رہے۔ تو اس نے صاف صفا کر آئینے میں

عمران نے گیٹ سے باہر نکلنے کے بعد دوبارہ واپس جانے کا فیصلہ تو
کر لیا تھا۔ مگر فوری طور پر اندر جانے کی بجائے وہ تیزی سے سڑک پار
کر کے ایک کینے میں داخل ہو گیا۔ کینے میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا۔
ٹوائلٹ میں داخل ہوا۔ وہ ہر قیمت پر اب بیو بڑ کے میک اپ سے
جان چھڑوانا چاہتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ
اس کی فوری تلاش شروع ہو جائے گی۔

ٹوائلٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا اس کا وہ آپریشن
میک اپ جسے سو گرل کی جدید ترین مشینیں نہ چیک کر سکی تھیں اور اعلیٰ
ترین میک اپ مائز مشین اس میک اپ کو مات نہ کر سکتی تھی۔ اس نے
ٹوائلٹ میں مات کرنا تھا۔ جبکہ اس نے ایک چوکیدار کی دردی پہنی ہوئی
تھی۔ جس میں ظاہر ہے کہ میک اپ مات کرنے کا سامان رکھا ہی نہیں جا
سکتا۔ مگر یہ عمران تھا اس صدی کا حیرت انگیز انسان۔ اس نے اس میک

پکن کے دروازے کے سامنے سے ہوتا ہوا وہ قریب ہی ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ جس پر سٹور کی تختی لگی ہوئی تھی۔

بیرے نے جیب سے ایک چابی نکال کر دروازہ کا لاک کھولا اور پھر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔
”یہ جگہ محفوظ ہے۔“ فرمایا۔

بیرے نے دروازہ بند کر کے لاک کرنے کے بعد سوال کیا

”میرے خیال میں صرف ایک ہی سوال کافی ہے۔“ عمران نے کہا۔
کان ادھر لاؤ۔

اور بیرے نے کان اس کے منہ پر رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران کے ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے۔ درے کی آنکھیں حیرت سے پیمش کی پیمش رہ گئیں وہ تو شد سوال شننے کے انتظار میں تھا۔ عمران نے اس کا گلہ دبانے کے بعد ایک مخصوص انداز میں اپنے ہاتھوں کا بھجھا دیا۔ اور بیرہ چند ہی لمحوں میں بے پرکش ہو کر اس کے ہاتھوں میں جمبول گیا۔

عمران نے اسے نیچے لٹایا اور پھر اس کی دردی اتارنے لگا۔ پھر اپنے کپڑے اتار کر اس نے سٹور میں پڑے ایک خالی ڈرم کے اندر پھینک دیئے۔ اور بیرے کی دردی پہننے لگا۔ اس کے پاس وقت کم تھا اس لئے اس نے اپنی دردی اسے پہنانے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی۔

بیرے کی دردی پہن کر اس نے بیرے کو گھسیٹ کر ایک کونے میں پڑی بیٹھ کر کیوریوں کے پیچھے ڈال دیا اب بیرہ صرف اسی وقت باہر نکل سکتا تھا جب

اسے ہوش آجاتا ورنہ سٹور میں داخل ہونے والے کو وہ نظر نہیں آسکتا تھا۔ جب سے چابی نکال کر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر نکلا۔

دروازہ لاک کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راستے میں اسے دو تین بیرے ملے مگر وہ جلدی میں تھے اس لئے انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔

ال میں پہنچنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹیرھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سٹیرھیوں پر پڑنے کے بعد وہ پہلی منزل پر پہنچا تھا۔ کہ اس نے ایک نوجوان کو ایک کمرے سے باہر نکلے دیکھا اور عمران کی مشکل حل ہو گئی نوجوان قطعی اس کی تدابیرات کا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے نفٹ کی طرف بڑھ گیا اور جب نفٹ پہنچے جانے لگی تو عمران اس کے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گوکہ وہ کھٹا مگر عمران کے لئے اسے کھون کونا مشکل تھا ایک لمحہ کی کوشش کے بعد وہ کمرے کے اندر داخل ہو چکا تھا کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے کمرے میں موجود وارڈ روم کی طرف بڑھ گیا جب اس نے وارڈ روم کے پٹ کھلے تو اس کے چہرے پر سکڑا ہٹ لگئی۔ وارڈ روم میں تقریباً دس بہترین سوٹ موجود تھے۔ عمران نے ایک سوٹ منتخب کیا اور پھر بیرے کی دردی اتار کر اس نے وہ سوٹ پہنا شروع کر دیا۔
سوٹ اس کے جسم پر بالکل فٹ آیا۔ عمران نے بیرے کی دردی اسی

منظہرہ کر کے اس ادھیڑ بن میں وہ چند قدم اور آگے بڑھ گیا۔ اچانک بجلی کے کچھے پر لگا ہوا بلب جگمگا اٹھا اور گلی کا اندھیرا کم از کم اس جگہ سے دور ہو گیا۔

شاید اسٹریٹ لائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا اور عمران اس بلب کے عین نیچے تھا لیکن چونکہ گلی سنان تھی اس لئے وہ بیغری سے آگے بڑھنے لگا مگر اب بھی اس کی نظیر بار بار دیوار کی طرف اٹھ رہی تھیں شاید اس کی ریڈی ایٹڈ کھڑکی دیوار کو اس کرنے کا کوئی طریقہ سوچ رہی تھی۔

وہ فضول ہے عمران صاحب دیوار بہت اونچی ہے۔ پھٹا گئی نہیں جاسکتی میں دو تین متر کوشش کر کے ناکام ہو چکا ہوں۔

اچانک اس سے چند قدم کے فاصلے پر موجود گندگے ایک بڑے ڈرم کے پیچھے سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دئی۔

عمران چترقی سے مڑا مگر وہ کیپٹن شکیل کی آواز پہچان چکا تھا اور اب تو کیپٹن شکیل بھی ڈرم کے پیچھے سے اڑ کر سامنے آ گیا تھا۔

کیپٹن شکیل جس دن مقل اقیہم ہو رہی تھی۔ تو شاید تم جھپٹ پر تھے؟ عمران نے سکرٹے ہوئے کہا۔

”صاف کرتا، عمران صاحب عقل کوئی بیڑھی نہیں ہے۔ جن پر قدم رکھ کر میں یہ دیوار کراس کریتا۔ آخر آپ بھی تو اتنی دیر سے سوچ ہی رہے ہیں۔“

جواب میں کیپٹن شکیل نے بھی سکرٹے ہوئے کہا۔

دار و دروب کے پختے خانے میں پھینکی اور شو اسٹیڈ میں رکھے ہوئے مختلف جہازوں میں سے ایک کریپ سول بوٹ منتخب کر کے پہننے لگا۔ بوٹ پہن کر اس نے ایک نظر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا اور پھر دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے باہر بھاگتا دکھا اور دھاری میں کسی کو نہ پا کر وہ باہر نکل آیا دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹ کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے گراؤنڈ فلور کا بین دیکھا اور چند لمحوں بعد وہ اہل میں تھا۔ اور پھر وقت صنایع کے بغیر وہ سیدھا برقی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ سڑک پر آچکا تھا۔ اس نے ایک لمحہ کیپٹن سامنے والی کوٹھی پر نظر ڈالی اور پھر سڑک پار کر کے وہ تیزی سے اس کوٹھی کی لمعتہ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔

گلی سے گزر کر وہ اس منیر اسٹان کوٹھی کی پشت پر آ گیا پشت پر ایک فراخ گلی تھی اور شام کے اس ٹلگے اندھیرے میں وہ گلی نیم تاریکی میں بوٹی ہوئی تھی۔

وہ کوٹھی کی اونچا عقبی دیوار کو دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا دیوار کے عین درمیان میں پہنچ کر وہ رک گیا اس نے چند لمحوں کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر قریب کوئی درخت نہ پا کر دوبارہ دیوار کو دیکھنے لگا۔

”اب دیوار پھٹانے کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا۔“

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دیوار کافی سے زیادہ اونچی تھی اور گلی اتنی چوڑی بھی نہیں تھی۔ کردہ دور سے بھاگتا ہوا اگر ایسی جگہ

• میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ کیپٹن شکیل اس دن چھٹی پر تھا یا نہیں — دیے
تہا راکیا خیال ہے اگر یہی گندگی کا ذرم اٹا کر دیوار کے ساتھ رکھ دیا جلتے تو....
عمران آگے کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل بول پڑا۔
• بس بس آگے کچھ مت کیجئے اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ واقعی
اس دن میں چھٹی پر تھا۔ غضب خفا کا گھنٹہ بھر سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا
ہوں مگر اس بات پر دھیان ہی نہیں لگا۔
• کیپٹن شکیل نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔
• دیے نہیں ایک رات کی بات بتاؤں میں بھی اس دن چھٹی پر چلا گیا
تھا۔ مگر میری خوش قسمتی کہ ملدی داپس آگیا۔ مجھے بھی اس وقت یہ ترکیب
سو بھی تھی جب تم اس ذرم کے چپے سے باہر نکلے تھے۔ عمران نے
بڑے راز دارانہ انداز میں کہا۔
• اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔
• کیپٹن پاڈی کے ممبر کیسے ان کے ہتھے چرمے —
• اچانک عمران نے سجدگی سے سوال کیا۔
• اور کیپٹن شکیل نے تمام واقعہ بتلانے کے بعد کہا۔

• میں ان کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آیا اور پھر جب دیکھیں اندر
چلی گئیں تو میں یہاں آگیا تاکہ پشتی دیوار کو اس کرے اندر جا سکوں مگر ناکام
رہا۔ اور پھر آپ گلی میں داخل ہوتے ہوئے نظر آگئے۔ پرتو اندر صرے
میں پہچان نہیں سکا اس لئے ذرم کے پیچھے پھب گیا جب اچانک لاسٹ

ملنے سے آپ کی شکل نظر آئی تو مجھے اطمینان ہوا اور میں باہر آگیا۔
• کوئی بات نہیں۔ اب آخری مرحلہ آ ہی گیا ہے۔ اور اچھا ہے۔ کہ
نہ عمران خود بخود ہی اندر پہنچ گئے ہیں ورنہ سب کو خفیہ طریقے سے اندر لے
جانا بھی ایک مرحلہ بن جاتا۔
• عمران نے جواب دیا۔

• میں ذرم اٹھا لاؤں غالی پڑا ہے۔ کیپٹن شکیل نے چند لمحوں
کا خاموشی کے بعد کہا۔

• نہیں اب ذرم کا ضرورت نہیں — تم میرے کندھوں پر چڑھ کر دیوار
پر چڑھ جاؤ پھر مجھے اوپر کھینچ لینا۔

• عمران نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلادیا۔
• عمران چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے گلی میں پڑا ہوا ایک پتھر
مٹا کر اس بلب کو باریا — ایک ہلکا سا دھکا ہوا اور گلی میں دوبارہ
ذمیرا اچھا لیا۔

• آداب میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ مگر خیال رکھنا میرے کندھوں پر
بیٹھے ہوئے فرشتوں کو نہ کچل دینا۔

• عمران نے دیوار کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔
• نیکی کے فرشتے کو تو شاید کچھ انہیں کہوں گا۔ مگر بدی کے فرشتے کو
ناؤ کچل ہی دوں۔
• کیپٹن شکیل نے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

رنے سے پیدا ہونے والوں دھانوں کا بھی کوئی رد عمل سامنے نہ آیا تو وہ دونوں
نظر کو تیزی سے کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔

مران کو معلوم تھا کہ گلیٹ پر چوکیدار موجود ہے۔ اس نے وہ گھوم کر
پرتھوی کی طرف نہیں جانا چاہتا تھا۔ گو کوٹھی پر چھائی ہوئی خاموشی اسے کچھ
بے نظری کی محسوس ہو رہی تھی مگر مران جیلا ایسی باتوں کو کب خاطر میں لاتا تھا۔
چنانچہ اس نے سر جھٹک کر اس خیال کو ذہن سے نکال دیا مگر اب اس نے یہ سمجھا
کہ عمارت کی قطعی طرف نہ ہی کوئی گھر کی تھی۔ اور نہ ہی کوئی پائپ لائن
دپر جا رہی تھی۔

چنانچہ کوٹھی کے اندر جانے کیلئے سامنے کی طرف جانا ہی پڑتا تھا
مران نے کیپٹن شکیل کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے آگے
بڑھنے لگا۔

وہ عمارت کی سائڈ میں سے ہوتا ہوا جب پورچ کے قریب کیا تو سامنے
بے لمحہ کیلئے اندھا دھڑکا جاڑہ لیا۔ مگر پورچ میں بھی جیسی خاموشی طاری تھی
راج میں ابھی تک وہ دونوں دیکھیں موجودہ قطعی اور گلیٹ کے اندرونی
بن میں روشنی ہو رہی تھی۔ روشنی سے مات ظاہر تھا۔ کہ چوکیدار والا پر
جود تھا۔

مران نے تھپے مڑ کر کیپٹن شکیل کو آنے کا اشارہ کیا اور خود تیز
م اٹھتا ہوا برآمدے میں داخل ہو گیا چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل بھی وہاں
نہ گیا۔

”ہدی کا فرشتہ تم سے کچلا نہیں جائے گا۔“ فارغ بیٹھ بیٹھ کر وہ
بہت سوٹا ہو گیا ہے۔ بس تم نیکی کے فرشتے کا خیال رکھنا۔“ میری نیکی کا
سمجھتے سمجھتے اس کی بیانی ختم ہو چکی ہے۔ کڑھک گئی ہے۔ احمقوں پر وہ
میں دم نہیں رہا۔“ مران نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل مکتے ہوئے ایک کمران کے کندھوں پر چڑھ گیا
پھر جب وہ آہستہ آہستہ کھڑا ہوا تو اس کے اٹھ دیوار کی بلندی سے
چند اچانچے رہے۔

دوسرے لمحے وہ اچکا اور اس کے اٹھ منڈیر پر جم گئے اور پھر
وہ اپنے بازوؤں کے زور سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ دیوار کے
ادھر لیٹ چکا تھا۔

اس نے اپنا اٹھ بیچے کیا۔ اور مران نے ایک جھپٹ لگا کر اس کے
ہاتھ کو گرفت میں لے لیا۔ کیپٹن شکیل نے دوسرا اٹھ دیوار کی دوسری
طرف ٹکایا اور پھر مران کو پوری قوت سے اوپر اٹھانے لگا پھر جیسے
ہی مران کے اٹھ منڈیر کے قریب پہنچے اس نے دوسرا اٹھ سے اچھل
کر منڈیر پر پڑی اور کسی لنگور کی طرح دوسرے لمحے وہ بھی دیوار پر پہنچ گیا تھا
چند لمحوں تک وہ دونوں دیوار پر لیٹے آہٹ لیتے رہے۔ مگر اندر مکمل سکوت
طاری تھا۔

چنانچہ پہلے مران اندر کودا اور پھر کیپٹن شکیل نے اس کی پیروی
کی۔ وہ چند لمحے تک دیوار کی جڑ کے ساتھ چپکے رہے مگر جب ان سے

اب وہ دونوں برائے میں کھڑے تھے۔ چاروں طرف گہری خاموشی
طاری تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں کوئی ذی مدح موجود نہ ہو۔

”میرا خیال ہے یہ عمارت خالی ہے۔“

کیپٹن شیکل نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

”ہاں سوچ تو میں بھی رہا ہوں۔ مگر ابھی غوثی دیر پہلے جب میں
اس عمارت سے نکلا تھا تو یہاں پچھے پچھے پر آدمی بکھرے ہوئے تھے اتنی
جلدی وہ سب کہاں چلے گئے۔“

”دوڑیں دیکھیں اب تک پورے میں موجود ہیں۔ جن میں ہمارے
ساتھ یہاں لائے گئے ہیں۔“

کیپٹن شیکل نے بھی کہا۔

”اچھا چلو دیکھتے ہیں۔ تمہارے پاس ریڈیو موجود ہے؟“

عمران نے کہا۔

”ہاں۔“ کیپٹن شیکل نے جیب سے ریڈیو نکلانے کوئے کہا۔

”مشیک ہے۔“ سنبھال کر رکھنا کہیں غلطی سے تم ٹریگر دبا دو
گوئی میری پشت میں روشن دان بناؤ۔ مجھے ان کھلونوں سے بڑا ڈر
ہے۔“

عمران نے کہا اور کیپٹن شیکل اتنی خطرناک سچویشن میں بھی غمزہ

کے اس مذاق پر مسکرا پڑا۔

عمران نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھلتا چلا

عمران اور اس کے پیچھے کیپٹن شیکل اندر داخل ہوئے۔

یہ کمرہ خالی تھا۔

خالی صوف اس صحنوں میں کہ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا دروازہ کمرہ

دے ہی کسبا سجایا تھا جیسے عمران اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

اور پھر وہ چند لمحوں بعد تمام کمرے میں گھوم گئے کہیں بھی کوئی انسان
انہیں نظر نہ آیا۔

واقعی کمرے خالی کی جانچ تھی۔

مگر اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہو گئے۔ جب میں یہاں سے گیا ہوں تو
پرتح میں کوئی گاڑی نہیں تھی یہ دونوں دیکھیں اندر داخل ہوئی تھیں
اگر آدمیوں کو ایک دم یہاں سے لے جاتے تو دیکھیں کیوں چھوڑ جلتے۔

”میرے خیال میں اس کے نیچے تہہ خنہ ہوں گے۔“

کیپٹن شیکل نے کہا۔

”تہہ خنہ تو ہیں۔“ مگر انہوں نے اس کا سسٹم جام کر دیا ہے میں
نے پچھلے کمرے میں کوشش بھی کی تھی۔“

عمران نے جواب دیا۔

”ایو،: چوکیدار کو پکڑ کر اس سے پوچھا جائے۔“

کیپٹن شیکل نے رائے پیش کی۔

”معتول ہے۔“ چوکیدار کا کام صوف باہر کی نگارنی کرنا ہے۔ وہ شاید

عمارت کے اندر بھی کبھی داخل نہیں برا ہوگا۔ اگر وہ اہم آدمی ہوتا

تو وہ لوگ اسے یوں دروازے پر کھڑا نہ چھوڑ جاتے۔

ممران نے جواب دیا۔

اب وہ درمیانی ہال میں کھڑے تھے۔ جوان کا شینگ دم تھا اور جہاں ممران اپنی زندگی کی سب سے زیادہ خطرناک سچویشن سے دوچار ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل ہاتھ میں پنل مارچ پکڑے ہال کی دیواروں کو چیک کر رہا تھا۔ کراچیاں ممران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اسے یاد آ گیا کہ اس کنوئیں کا راستہ اس ہال میں سے ہی ہے۔ جہاں وہ قید رہا تھا اور نکلنے وقت وہ دو آدمیوں کو وہیں بند کر دیا تھا۔ یہ لوگ جس طرح سے غائب ہوئے تھے۔ اس سے صحت ظاہر ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے یہاں سے جانے کا فوری اور اچانک فیصلہ کیا ہوگا۔ اس نے ہوسکتا ہے کہ ان دو آدمیوں کو وہاں سے نکلانے کا ذہن میں خیال ہی نہ رہا ہو اور دوسری بات یہ کہ ممران کو یقین تھا کہ وہ لوگ کوٹھی سے باہر نہیں گئے۔ یا تو وہ اس کوٹھی کے نیچے کسی تہ خانے میں ایس یا کسی اور جگہ چھپ گئے اس کوٹھی سے ہی کوئی خفیہ راستہ جاتا ہوگا۔

کوٹھی کے نیچے ان کی موجودگی کو اس نے اس لئے مسترد کر دیا تھا کہ کوٹھی کو فوری طور پر خالی کر کے نچلے تہہ خانوں میں قید ہونے کا مقصد صرف یہ ہوسکتا ہے۔ کہ انہیں کسی محلے کا فوری خطرہ ہو۔

ظاہر ہے اگر ایسا ہوتا تو ان کے پاس ایسا انتظام ضرور ہوتا کہ وہ

نیچے بیڑہ کر کوٹھی کو چیک کر لیں اور اب جبکہ وہ وہیں کافی دیر سے ہیں ان پر ضرور حملہ کیا جاتا۔ گلاب تلک چونکہ وہی علامتیں برا تھا اس سے صحت ظاہر تھا۔ کہ وہ لوگ کہیں جا چکے ہیں۔ اور اس کے انہوں نے کسی خفیہ راستے کا استعمال کیا ہوگا۔

ممران وہ خفیہ راستہ معلوم کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اگر وہ دونوں آدمی کنوئیں میں موجود ہوں۔ تو وہ یقیناً اس راستے کو جانتے ہوں گے۔

کیپٹن شکیل۔ مارچ ادھر سے آؤ۔

ممران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو دیواروں پر مارچ کی روشنی ڈال کر انہیں عبور دیکھتا پھر رہا تھا۔ شاید وہ کسی خفیہ بین کی تلاش کر رہا تھا۔

کیپٹن شکیل مارچ لے کر ممران کے پاس پہنچ گیا۔ ممران نے اس کے ہاتھ سے مارچ لی اور پھر میز کے اس کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے سورگول بھیجی ہوئی تھی۔

اس نے وہاں فرسش کا عبور جاکرہ لیا اور پھر اسے ایک جگہ ہال ٹھونکی سی ابھری ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے کیپٹن شکیل کو جو اس کے قریب کھڑا تھا کافی دور جانے کا اشارہ کیا اسے خدوہ تھا کہ کہیں کیپٹن شکیل اچانک پیدا ہونے والے غلام کے ذریعے کنوئیں میں نہ گر جائے۔

کیپٹن شکیل کے پلٹنے ہی اس نے زور سے ابھری ہوئی جگہ پر پیر

ماما اور دوسرے لکھے ایک جگہ سے کھٹے سے وہیں قریب ایک غلابیدہ پل گیا۔
کیپٹن شکیل حیرت سے یہ سب اسرار دیکھ رہا تھا۔

عمران نے مارچ کارخ کنوئیں کی اندرونی سمت کی اور دوسرے لکھے دال
فرش پر پڑے ہوئے دونوں آدمی صاف نظر آ گئے۔ وہ دونوں اب تک یہوش
پڑے تھے۔ شاید عمران نے کافی قوت استعمال کر دی تھی۔ ہسپتال ان
کو دال موجود دیکھ کر عمران کے بس پر سرسراہٹ ہو گئی۔

کیپٹن شکیل بھی حیرت سے ان دونوں آدمیوں کو دیکھ رہا تھا جن
میں سے ایک مددی میں اور دوسرا سوٹ میں ملیں تھا۔

”یہ کون ہیں؟“

کیپٹن شکیل نے حیرت سے پوچھا

”چاہ بابل میں امیر اردت ماروت۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے بڑی بھیدگی سے کہا۔

ایک لمحہ لیٹے تو کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ مگر دوسرے
لکھے وہ شکر پڑا۔

عمران نے واقعی بڑی مسیح تشبیہ دی تھی۔ جس طرح یہ پراسرار کنوئیں
سائے آیا تھا۔ واقعی وہ جادو کا لگ رہا تھا۔

”عمران کے بوٹ ابھی تک دیوار کے ساتھ فٹ تھے۔“

”یہ واقعی چاہ بابل ہے۔ وہ دیکھو دیوار کے ساتھ میرے دونوں

بوٹ کیسے چسپے ہوئے ہیں اور نیچے اردت صاحب میرا سوٹ زیب تن کئے

لیٹے ہوئے ہیں۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا

”ادکپٹن شکیل واقعی حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ وہ عمران کے مخصوص بوٹ پہچان گیا تھا
اور پھر وہ سوٹ بھی اسے یاد تھا کیونکہ عمران نے پہلے اسے ایک آپ میں وہ سوٹ پہنا ہوا تھا
جو کہ بعد کے واقعات اس کے علم میں نہیں تھے اس نے اس کی حیرت کا بھی مگر دوسرے
لکھے وہ دیکھ گیا کہ مسئلہ کیا ہوا ہوگا۔“

”تو آپ اس کنوئیں میں قید رہنے تھے۔“ کیپٹن شکیل نے طویل سانس لینے ہوئے کہا
”اں میں نے بھی اس کی سیر کی ہے۔“ عمران نے جواب دیا
”اب کیا پروگرام ہے۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیا

”ہمیں صدیوں سے یہاں قید بیچارے اردت ماروت کو نجات دلانی ہمارے
رہنہ قائم حاکم کا آخری سوال پورا نہ ہوگا۔ اور بے چاری حسن بانو پاسبی ہی رہ جائے
گی۔“ عمران نے جواب دیا

کیپٹن شکیل عمران کے فقرے کو نظر انداز کر کے یہ سوچنے لگا۔ کہ ان دونوں کو باہر
کیسے نکالا جائے گا کیونکہ کنوئیں کی گہرائی خاصی تھی اسلئے اندر جانے یا باہر نکلنے کا
کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

”تم یہ مارچ پکڑو میں نیچے جاتا ہوں۔“ عمران نے کہا کیپٹن شکیل نے غامضی
سے مارچ پکڑ لی مگر اب تک وہ یہی سوچ رہا تھا کہ عمران نیچے کیسے جائے گا۔

عمران سیدھا ہوا اور دوسرے لکھے وہ کنوئیں کی مٹیر پکڑ کر نیچے نکل گیا اس
کے دونوں پیر نیچے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے بوٹ پر چم گئے اس نے پیر کو زبرد سے
جھٹکا دیا اور دوسرے لکھے وہ بوٹ دیوار سے علیحدہ ہو کر ایک دھمکے سے نیچے جاگرا۔

• کیپٹن میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے جھک جاؤ۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے باہر فرش پر رکھی اور وہیں لیٹ کر عمران کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر کیپٹن شکیل کا دھڑکنے میں ٹلک گیا۔ وہ بڑی شکل سے عمران کا وزن سنبھالے ہوئے تھا۔ اسے یہ بھی خود تھا کہ کہیں وہ الٹ کر کنوئیں میں نہ جا گئے اب عمران کے دروں پر بڑی آسانی سے نچلے بوٹ تک پہنچ سکے تھے اور پھر اس نے دوسرے بوٹ کو بھی پہلے بوٹ کی طرح زوردار جھٹکا دے کر نیچے گرا دیا۔

• میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

کیپٹن شکیل ایک لمحہ کیلئے جھجکا کیونکہ کنوئیں کی گہرائی خاصی زیادہ تھی اور اس کا فرش پکا تھا مگر دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ نیچے گرنے والا عمران ہے اور عمران کی ہمت انگیز صلاحیتوں کا وہ پوری طرح قائل تھا اس لئے اس نے فوراً اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور عمران تیری طرح کنوئیں کے فرش کی طرف گرتا گیا۔

کیپٹن شکیل جو مندر پر جھکا اسے نیچے جاتا دیکھ رہا تھا اچانک سرکرایا کیونکہ راستے ہی میں عمران نے اپنے جسم کو اس پوزیشن میں کر لیا تھا کہ گرنے میں اسے چوٹ اٹنے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا یہ پیرا پارڈیگ میں بندی سے کودنے کا خاص انداز تھا اور چونکہ کیپٹن شکیل فوج میں بچہ تھا اس لئے وہ اس انداز کو اچھی طرح جانتا تھا۔

چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا جھکا ہوا عمران بیخوں کے بل نیچے گرتے ہی ایک دفعہ پھر اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اٹھان سے فرش پر پکڑا تھا جیسے اس نے اس بندی سے جھٹکا نہ لگائی ہو بلکہ ٹرینوں کے ذریعہ نیچے اترا ہو۔

عمران نے جھک کر ایک آدمی کی ہنسن دیکھی اس کی طرف سے اطمینان کرنے کے

بعد دوسرے کی طرف بڑھا جس کے سر پر اس نے اسٹین گن کے دتے کا وار کیا تھا اس کی ہنسن دیکھتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اس کی ہنسن ساکت تھیں شاد ضرب مزدوت سے زیادہ توت سے پڑی تھی۔ جس سے اس کی بیہوشی متقل ہو گئی تھی۔ اس نے جھک کر اس کی بلیٹ کھولی۔ اور پھر اس نے پہلے دلتے بیہوش شخص کو اٹھا کر اپنی کمر پر لا دیا اور بلیٹ کئے لگا۔ بلیٹ کافی بڑی تھی کیونکہ سپاہی کا تونہ کافی بڑھا ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی کیونکہ اب بلیٹ دونوں جسموں کے گرد لپٹی ہوئی تھی اس لئے قدرے تلک تھی عمران نے اسے خوب کھینچ کر اس اور پھر اس کا بلکل کسی نہ کسی طرح دوسرے سائیڈ کے پہلے سوراخ میں پھنسا ہی دیا۔ اب وہ بیہوش آدمی اس بلیٹ کے ذریعہ اس کی کمر سے بندھ چکا تھا۔ اور اس کے دروں کا ہاتھ آزاد تھے۔

عمران نے فرش پر چسپے ہوئے اپنے دونوں بوٹ اٹھائے اور پھر بوٹ کی چھری اکر اسے پہلے سے بنے ہوئے دیوار کے سوراخ میں پوری توت سے گسیٹ لی اس سے اس کے بعد اس نے دوسرے بوٹ کے ساتھ بھی وہی حرکت کی کیونکہ سوراخ پہلے سے موجود تھے اس لئے اسے زیادہ محنت نہ کرنی پڑی تھی البتہ وزن اس بار کافی ہوسا کی دہرے اوپر چڑھنے میں اسے کافی وقت کا سامنا کرنا پڑا تھا بہر حال کسی نہ کسی طرح وہ اس جگہ تک پہنچ ہی گیا جہاں تک وہ کھجلی بار پہنچ کر نیچے کودا تھا۔

کیپٹن شکیل اس دوران میں اوپر پڑی ہوئی اسپر کو گھسیٹ کر غلام نے زور لگایا تھا۔ اس نے اپنی دونوں انگلیں میز کے پلے کے گرد مضبوطی سے پٹیں اور اسے دھک سے بھی زیادہ کنوئیں میں ٹھک چکا تھا

وہ عمران کی ذہانت اور محنت پر دل ہی دل میں عیش عیش کر رہا تھا کیونکہ عمران

اس آنکھ کو ادھر لانے کی جو ترکیب سوچی تھی اس کو استعمال کر لادنا تھا یہ صرت اس کا کام تھا مدد کوئی اور شخص کبھی بھی اس کی بہت نہ کر سکتا کیونکہ ایک جگہ بوٹ کی پھری مارنے کے بعد پتلی پھری کو نکالنا اور پھر اسے ادھر لے کر پہلی پھری کو نکالنا اور اس دوران اپنا توازن برقرار رکھنا سولے عمران کے کسی اور کے لئے قطعی ناممکن تھا۔

بہر حال جب عمران کافی اوپر آگیا تو کیپٹن شکیل تین ممکن ہو سکتا تھا نیچے جھکا دوسرے لمحے اس نے عمران کا اٹھا ہوا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ لیکن اب وزن کافی بڑھ چکا تھا کیپٹن شکیل نے گوبندی کو شش کی مگر شاید وہ کچھ زیادہ ہی تنگ آیا تھا اس لئے اس نے جیسے ہی اوپر اٹھنے کیلئے زور لگایا اسے محسوس ہوا کہ مرنے کے گرجے ہوئے اس کے پاؤں اپنی جگہ سے سرکتے جا رہے ہیں اور یہ انتہائی خوفناک بات تھی ایک باگھی اس کے پیر جگہ چھوڑ دیتے تو وہ خود عمران سمیت سر کے بل گنوں کے فرش پر جا گرتا لیکن اب وہ عمران کا ہاتھ پکڑ چکا تھا اور عمران چونکہ اس کے ہمارے پر تنگ گی تھا اس لئے وہ اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ گوردھرے ہی لمحے اس کے چہرے پر لہجہ ہو گیا کیونکہ اس کے پیر واقعی اپنی جگہ چھوڑتے جا رہے تھے۔ اس نے اب نہیں جاننے کی کوشش کی مگر جیسے ہی وہ کوشش کرتا وزن کی وجہ سے وہ زیادہ بھٹکا شردن کر دیتے تھے۔

« عمران صاحب میرے پیر۔۔۔ کیپٹن شکیل نے گھٹے گھٹے پیرے میں کہا۔

« محانت کرتا اب کچھ بھی ہو میں ہمارے پیر پکڑنے سے تو دل اس حد تک گر کر

نہاں تھا تو میرے بس سے بلا ہے۔ عمران اس حالت میں مذاق کرنے سے باز

کیپٹن شکیل کا چہرہ لمحہ لمحہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ زور لگانے کی وجہ سے اس کے جسم کا تمام خون اس کے چہرے پر گھٹن پیلا آ رہا تھا۔ عمران ایک لمحے میں تمام پوزیشن سمجھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک بوٹ پر ہاتھ مار کر اسے دیوار سے نکالا اور پھر دھکیلی کی سی تیزی سے اسے اوپر دیوار میں پوری قوت سے مار دیا۔ فولادی پھری دلیور میں تھیں بل ٹھی۔ اور عمران نے اپنا زہر اس بوٹ پر ڈال دیا۔ وزن کا دباؤ کم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے اطمینان کا سانس لیا اور ایک بار پھر پیر مضبوطی سے ہائے واقعی عمران نے بروقت کام رکھ لیا تھا۔ دہانے ایک لمحہ بھی اندر گزر جاتا تو وہ یقیناً اسے لئے گنوں کی تہ میں ہوتا اب چونکہ عمران پہلے سے زیادہ اونچائی پر آگیا تھا اس لئے کیپٹن شکیل نے بڑی آسانی سے اسے اوپر چھینٹ لیا۔

عمران کو ال کے فرش پر ڈال کر کیپٹن شکیل اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ ابھن تک سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے بیٹھے بیٹھے ہی بیٹھ کھولی۔ اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے اس کمسن قصدم کا صواب ہو چکا تھا۔

عمران نے ایک لمحہ کا بھی وقت مٹانے کے بغیر جھک کر اس آدمی کی ناک پکڑ لی اور پھر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تختہ چڑھا۔ اور پھر وہ اس وقت تک مسلسل تختہ چڑھاتا چلا گیا۔ جب تک وہ آدمی ٹوٹ نہ گیا اب وہ ہوش میں آنے لگا تھا۔ اور عمران کے پاس کسی کو فوری طور پر ہوش میں لانے کا یہ نسخہ تھا جس سے وہ فوراً کام لیتا تھا۔

چند لمحوں تک کسمائے کے بعد اس نوجوان نے انھیں کھول دیں ایک لمحے کے لئے تو وہ عمالی الذہن کی کیفیت میں انہیں دیکھتا رہا۔ مگر جب اس کا شعور پوری طرح

جاگ گیا تو وہ یکدم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اب وہ حیرت سے ہال کو دیکھ رہا تھا۔

”ت — تم کون ہو۔“ اس نے ہلکتے ہوئے سوال کیا کیونکہ عمران اور لیپٹنٹ ٹیکل منکر ٹیکر کی طرح اس کے سر پر کھڑے ہوئے تھے۔

”تم پوری طرح ہوش میں آگئے ہو۔“ عمران نے انتہائی بخندگی سے سوال کیا اب وہ مزید دقت متعلق کرنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے کنوئیں سے نکلنے میں کافی سے زیادہ دقت متعلق ہو چکا تھا۔

جواب میں وہ نوجوان تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اچھا، اب اس کی آنکھوں میں دشت تھی۔

”سنو نوجوان — میں نے بہتیں اس کنوئیں سے باہر نکالا ہے اور اس کے لئے مجھے جتنی محنت کرنی پڑی ہے وہ میں ہی جانتا ہوں اب تم شرافت سے میرے سوالوں کا جواب دو تو میں نے درنہ میں تمہیں اٹھا کر دیدہ نیچے پھینک دوں گا۔ اور پھر تمہیں نکلنے کو کی نہیں آئے گا۔“ عمران نے بڑے کڑت لہجے میں کہا۔

اس نے ایک بار اس کنوئیں کی طرف تلوڑ ڈالی پھر اس کی گہرائی دیکھ کر وہ بڑی طرح کانپ گیا۔

”م — گرت کون ہو اور یہ لوگ کہاں ہیں۔“ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا

”سب لوگ نہیں ہیں کنوئیں میں قید چھوڑ کر پہل سے جا چکے ہیں اگر یہ ہمیں وہاں سے نہ نکالتا تو تم ہوش میں آئے کیے اور دو درمیں بھوک پیاس کی وجہ سے دم توڑ دیتے اور تمہاری پیچینیں بھی سنسنے لانا کوئی نہ جوتا۔“ عمران نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے

بڑے نرم لہجے میں کہا۔

”م — گردہ کہاں چلے گئے ہیں۔“ اس نے گہرا کر پوچھا

”سنو۔“ وہ سب اس کو سٹی سے باہر نہیں گئے اور اس کو سٹی میں بھی نہیں دیا

اب تم بتاؤ کہ وہ کہاں گئے ہیں۔“ عمران نے سوال کیا

نوجوان چند منٹ خاموش رہا شاید وہ اپنے اعصاب کو تباہی میں کر رہا تھا اور اب سبک دولا تو اس کے ہجے میں اعتماد تھا شاید وہ اب پوری طرح اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔ وہ بولا۔

”بھلا مجھے کیا پتہ ہو سکتا ہے۔ میں تو تمہارے قول کے مطابق موت کے کنوئیں میں

قید تھا۔“ نوجوان نے جواب دیا۔

”مٹیل ہے جب بہتیں معلوم نہیں ہے تو میں نے خواہ مخواہ محنت کی تم واپس کنوئیں

میں جاؤ اور وہاں جا کر اسکو کی قید سو دو۔“

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسرے طے چھیٹ کر اس نے اس کی کمر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی اور وہ پھر اچھا خاصہ قدرت نوجوان کسی کھلونے کی طرح اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ عمران نے اٹھ بڑھا کر اسے خلا کے مین ادپر کی نیچے کنوئیں کو دیکھ کر نوجوان بیچ بڑا۔

”مجھے مت پھینکو۔ مجھے مت پھینکو۔“ میں بتلاتا ہوں۔“

اور عمران نے اسے فرش پر دوبارہ کھڑا کر دیا۔

”جلدی سبک دلاؤ ورنہ اس بار میں تمہیں نہیں کر دوں گا۔“ عمران نے اتنے سخت لہجے

میں کہا کہ نوجوان کانپ اٹھا۔ وہ چند لمحوں تک بغور عمران کو دیکھتا رہا جیسے کسی

نیسے پر پہنچ رہا ہو۔

کمرے میں آگئے جو سامان سے قطعی خالی تھا۔

اگر وہ کوٹھی سے باہر نہیں نکلے اور موجود بھی نہیں ہیں تو پھر وہ سب لیتنا سب

پوائنٹ تھری گئے ہوں گے۔ آخر کار نوجوان بول پڑا۔

”پوائنٹ تھری — وہ کہاں ہے۔“ عمران نے سوال کیا۔ اس بار بچہ نرم تھا۔

”وہ مجھے مار ڈالیں گے۔“ نوجوان ایک بار پھر خوفزدہ ہو گیا۔

”میں نہیں اس کوٹھی سے باہر جانے کا سوتہ دے دوں گا۔ تم گھبراؤ نہیں اس

طرح تم بھی بچ سکتے ہو اور اگر تم نہیں بستاؤ گے تو پھر اس کنوئیں میں آنے والی

موت سے نہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔“ عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا

”پوائنٹ تھری ہمارا کسٹور ہے۔ اور اس کا راستہ اسی بلڈنگ سے نیچے ہے

پوائنٹ تھری اس صحت کے ساتھ ایک سرنگ کے ذریعہ ملا ہوا ہے۔“ نوجوان نے

جواب دیا۔

”وہ سرنگ کہاں ہے، میں بستاؤ۔“ عمران نے کہا

”مگر تم کوئی بات تم اس سرنگ کو عبور نہیں کر سکتے دوں قدم قدم پر

سوت ہے۔“ نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اس کی سنکر نہ کو تم ہیں وہ سرنگ دکھلاؤ باگہ ہم خود ملک الموت کے ناکسے

ہیں ہمیں موت نے کیا کہنا ہے۔“ عمران نے کہا

”میرے ساتھ آؤ۔“ نوجوان نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جو ہاتھ میں ریولور

پکڑے خاموش کھڑا تھا آگے بڑھ کر اس کی کمرے کے ساتھ ریولور کی نال لگا دی تاکہ

وہ بھاگ نہ سکے اور پھر اس کے پیچھے چلتے ہوئے مختلف کمرے سے گزر کر ایک چھپنے

نوجوان نے پہلے کمرے کی دائیں دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس نے بائیں دیوار

دیوار پر اسی طرح ہاتھ پھیرا اور پھر وہ دروازے کے قریب آگیا اس نے چوکھٹ

پر اپنی انگلی دو دھکے بچائی اس کی ایک ہلکی سی گڑا گڑا ہٹ ہوئی اور پھر کمرے

ریش اپنا جگہ سے ہٹ چلا گیا۔ واقعی ایک تاریک سرنگ درمیان جاتی ہوئی

ت نظر آ رہی تھی۔

”یہ سرنگ طویل ہے۔ جہاں یہ ختم ہوئی ہے وہاں پوائنٹ تھری ہے۔“ نوجوان

مران کو بتلایا۔

”شہنا کیا خیال ہے یہ سرنگ کتنی طویل ہے۔“ عمران نے پوچھا

”کم از کم تین چار میل تو ہوگی۔“ نوجوان نے جواب دیا

”مہارے کہنے کے مطابق جب پوائنٹ تھری آسٹو ہے تو ظاہر ہے یہاں سے

دن والے جانے کے لئے کوئی گاڑی تو استمال کی جاتی ہوگی۔“

”میں ایک دھڑکاؤ ہے۔“ مرادہ کسی کمرے میں کھڑی ہوتی ہے۔ اب جیکو وہاں

ہے تو ظاہر ہے کہ وہ پوائنٹ تھری پر ہوگی۔“ نوجوان نے جواب دیا

”بہرہوش نہیں ہے۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ”اب تم جانکے ہو“

نوجوان نے ایک لمحے کے متشکرانہ نظروں سے اسے دیکھا اور پھر واپسی کے لئے

اپنی عمران نے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے ریولور لی اور پھر ایک قدم بڑھا کر چلتے

نوجوان کی کمرے لگا دیا۔ اس سے پہلے کہ نوجوان چونک کر مڑتا۔ عمران نے

پکڑ دیا۔ نال چڑخو ہم کے ساتھ چکی ہوئی تھی اس نے دھماکہ نہیں ہوا اور وہ

نوجوان جھپٹا کھا کر نیچے فرش پر جا گرا۔ چند لمحوں تک ترپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

”میں مجبور تھا دوست درنہ تم باہر جا کر یقین کو کی حرکت کرتے۔“ عمران نے جواب دیا۔
”جڑ بڑاتے رہتے کہا۔ اور چہرہ مڑ کر دیوار کی پینٹیں کے ہاتھ میں دے دیا۔“
”چلو کیپٹن۔“ عمران نے سرنگ میں قدم رکھا۔ کیپٹن شکیں بھی اس کے ہمراہ ہو گیا جب وہ چند قدم آگے بڑھے تو عمران نے مارتھ کی روشنی سرنگ کا دیا۔
پھر ڈالی اسے ایک ہل دیوار میں لگا ہوا غصہ آیا۔ عمران نے ایک ہلکے سے ایک گرو گرو آہٹ سے سرنگ کا دہانہ بند ہو گیا۔ پھر وہ دونوں تیزی سے سرنگ میں بڑھنے لگے۔ مارتھ کی روشنی ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

سرنگ خاصی چوڑی تھی اور اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اسے نرگس اور مہارت سے بنایا گیا ہے۔

کافی دور تک پہنچنے کے بعد جب وہ ایک موڑ پر پہنچے تو اچانک ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکلتی چلی گئی۔ اور وہ دونوں سر کے بل جا کر۔ یہ ایک گہری کھائی سی تھی۔ اچانک نیچے گرنے سے انہیں خاصی جھجھکی آئی تھیں ان کے نیچے گرتے ہی کھائی کا دہانہ بند ہو گیا۔ اور وہ سس گہرا میں قید ہو کر رہ گئے۔ عمران نے مارتھ سے کھائی کا جائزہ لیا۔ مگر باہر جانے کوئی راستہ نہیں تھا۔

ابھی چند لمحوں ہی گزرے تھے کہ کھائی میں دو دھیا رنگ کی گیس بھرنے لگی۔ وہ کھائی کی دیواروں سے نکل رہی تھی۔ عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ انتہائی زہریلی گیس ہے۔ اگر چند لمحوں میں اس گیس میں سانس لیتے تو

کی موت یقینی ہے۔

”سانس روک لو کیپٹن یہ انتہائی زہریلی گیس ہے۔“ عمران نے کیپٹن سے کہا۔
”پھر نیچے فرش پر لیٹ گیا اس نے سانس روک لی۔ کیپٹن شکیں نے بھی اس کی برادری کی۔ مگر وہ دونوں سوچ رہے تھے کہ وہ کب تک سانس روک سکتے ہیں۔
نہر کھائی اس زہریلی گیس سے محو یہ لمحہ بھرتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ درختوں کی ڈالیں اسکان نہیں تھا کہ کوئی انہیں موت سے نجات دلاتا۔ وہ اب گھنٹوں تو سانس نہیں روک سکتے تھے۔ اور جس مقدار میں گیس اس کھائی میں بھر چکی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اب اگر انہوں نے ایک بھی سانس لیا تو وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے۔

وہ دونوں حتی الوسع سانس روکے پڑے تھے مگر اب تک..... نوجوان نے صبر کیا تھا کہ یہاں قدم قدم پر موت ہے۔ اور وہ پہلے ہی قسم پر موت کا شکار ہو گئے تھے۔

کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

”اتنی ترین ڈاکٹر ہے۔ اس کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ آگ سے جلے ہوئے زخموں پر جو دوا لگائی جاتی ہے وہ گرم پانی سے پرست ہوئے آبیوں پر نہیں لگائی جاتی اور اس احتیاط آگ سے جلنے پر لگائی جانے والی دوا میں سے جسم پر لگا دی جائے اس لئے تو میں سوچ رہا تھا کہ بارہ گھنٹے گزرنے کے باوجود اب تک اتنی زیادہ تکلیف ہے۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”کیا اسے دوبارہ علیہ کیا جائے۔“ ڈبل زیرو نے شرمندگی سے بھرپور

لبے میں پوچھا

”ایک کاغذ سے دو۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔ ڈبل زیرو نے حیرت سے ڈاکٹر

نکلان کر کرنل فریدی کے آگے کر دی۔ ڈاکٹر کے ساتھ بال پوائنٹ پینل بھی موجود تھی کرنل فریدی نے ڈاکٹر کی کھوٹی اہ پیر ایک سادہ مسٹر پیر ایک دوا کا نام لکھنا شروع کر دیا۔

”یہ دوا فوراً منگواؤ۔“ کرنل فریدی نے ڈاکٹر کو پس کرتے ہوئے کہا

”جی جیٹر۔۔۔۔۔ ڈبل زیرو نے کہا۔ اور تیزی سے کمر سے بائرنکل گئی

”آپ کو اکثرک سے بن گئے ہیں۔“ سپیشل حید نے حیرت سے بھرپور پچھ میں سوال کیا کیونکہ یہ کرنل فریدی کی شخصیت کا نیا پہلو تھا کہ وہ باقاعدہ تین

لڑکے دوا منگوا رہا تھا۔ اور دارالحکومت کے قابل ترین ڈاکٹر جس مرض کو نہیں سمجھا تھا اسے کرنل فریدی نہ صرف بخوبی سمجھا تھا بلکہ صحت کو سمجھنے سے دوا کا نام بھی اُسے معلوم ہو گیا تھا۔

جب تمام پیشیاں اتر گئیں تو کرنل فریدی نے دیکھا کہ بچنے تمام جسم پر کپا پڑ گئے تھے جو بعد میں پھٹ گئے تھے۔ ڈاکٹر نے اس پر دوا کی بات کر دی تھی وہ گوان پر انگوری تو آئی تھی مگر تکلیف کافی سے زیادہ تھی۔ کرنل فریدی نے جسم پر بھی ہوائی دوا پر انگلی کا سر لگایا اور پھر اسے ناک سے سونگھنے لگا۔ چند لمحوں تک تو وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے سپیشل حید سے مخاطب ہوا

”کہا۔ جو قریب ہی کھڑا تھا۔

”سپیشل ڈبل زیرو کو بلاؤ۔“

سپیشل حید تیزی سے کمر سے بائرنکل گیا چند لمحوں کے بعد وہ ڈبل زیرو کیسے ہوئے اندر داخل ہوا

”ڈبل زیرو۔۔۔۔۔ یہ ڈاکٹر جس نے میرے زخموں پر دوا لگائی ہے کون ہے۔“

کرنل فریدی نے تنیدگی سے پوچھا

”جی ڈاکٹر ریڈ گپ دارالحکومت کا مشہور ترین ڈاکٹر ہے۔“ ڈبل زیرو نے

مسئلہ کی تعلیف کے باقی سب کچھ ٹھیک تھا۔

• اس دوسرے آدمی کے زخموں پر بھی یہ دوا لگا دو۔ کرنل فریدی نے کہا اور پھر خود ہی چل کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا کہ وہ ابھی تیز نہیں چل سکتا تھا مگر پھر بھی وہ رخصتہ آرام سے چلنا ہوا ڈریسنگ روم میں داخل ہو گیا بھٹا ٹول زیرہ اور لیڈن حید بڑی حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ دوا واقعی اکیس تھرتی جس کے لگنے ہی کرنل فریدی اٹھ کر چل دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار کو کھنسنے باہر نکل تو اسے ڈبل زیرہ ڈیا تو کوکر ہلکا کر کرنل فریدی اس کے ساتھ اور لیڈن حید پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی جلد ہی برسکلے روڈ پہنچ گئی اور پھر وہ مارام سہارا کی کوکھی کے سامنے سے گزرتی چلی گئی۔ کوکھی کے گیٹ پر چونکد موجود تھا اس کے چوڑا سنے پر باکر ڈبل زیرہ دسنے کا دردک دی۔ کرنل فریدی نے ڈیش بورڈ کے خانے سے چھوٹا سا ریسور اٹھایا اور پھر ایک ٹین دیوایا۔

• ارڈو سٹون سپلینگ اور۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت ہنسنے میں کہا
• اس سر زیرہ دھتھری سپلینگ اور۔۔۔ دوسری طرف سے زیرہ دھتھری کی آواز سنائی دی۔

• زیرہ دھتھری کیا پوزیشن ہے۔۔۔ اور۔۔۔ کرنل فریدی نے سوال کیا
• سر ہم کوکھی کی نگرانی کر رہے ہیں مگر سر کوکھی میں کوئی نقصان حرکت نہیں ہے۔ صرف باہر موجود دربان سے معلوم ہوتا ہے۔ کوکھی آباد ہے۔ درنہ تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوکھی کافی عرصہ سے خالی پڑی ہو۔ اور۔۔۔

• جب سے تم مرلین بنے ہو۔۔۔ کرنل فریدی نے سرکڑتے ہوئے جواب دیا
• میں تو صرف پریستیشن ہوں جس کے متعلق ایک شاعر کہہ گیا ہے۔ مرلین برقتا گیا جو جس دوا کی۔۔۔ لیڈن حید نے سیر تانتے ہوئے کہا۔
• دوسرا مرلین بھی تو پڑھو۔۔۔ مرلین مشق پر لعنت خدا کی۔ کرنل فریدی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

• دیکھئے صاحب یہ بات غلط ہے آپ بہت کی بجائے لعنت کا نقد لگا کر نہ صرف دینا کے کرڈوں مرلین ان مشق کی تو بین کر رہے ہیں بلکہ اس مرحوم شاعر کی مدح کو بھی تڑپا رہے ہیں۔ لیڈن حید نے معنوی غصہ سے کہا
اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کئی جواب دیتا ڈبل زیرہ دوبارہ کرے۔ میں داخل ہوا اس کے اٹھتے دوا کا اتفاق پکڑا ہوا تھا۔

کرنل فریدی نے دوا اسے ڈبہ سے نکالا اور پھر اس کا ڈھکن کھول دیا یہ سبز رنگ کی مرہم نہا دوا تھی۔

• حید یہ دوا میرے تمام نچھے جسم پر مل دو۔۔۔ کرنل فریدی نے بیٹھتے ہوئے اس سے کہا۔

لیڈن حید نے میز پر پڑی ہوئی روٹی اٹھا کر پہلے تو بڑے احتیاط سے پہلی گئی۔
ہوئی دوا کرنل فریدی کی ٹانگوں سے علیحدہ کی اور پھر نئی دوا لگانی شروع کر دی جیسے جیسے وہ دوا لگتی جا رہی تھی کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے تمام تعلیف دھڑ ہوتی جا رہی ہو۔ جب تمام زخموں پر دوا لگ گئی تو کرنل فریدی نے نئی پٹیوں شفا کران پر باندھیں اور پھر سبترے اٹھ کر کھڑا ہو گیا واقعی اب سولے

پوتے بھی دیران پر ہوتا۔
جیسے ہی مکروہ روشن ہوا ایک کھٹکا ہوا اور ان تینوں کے پیچھے موجود دروازہ کا ٹوٹیک طریقہ

سے بند ہو گیا۔

”کرل فریدی اپنے ریلو اور چٹیک کرنا تھا اٹھا دو درنہ.....“ کرلی پر بیٹھ کر
شخص نے بڑے اطمینان اور سکون سے بات کی۔ کرل فریدی نے سکتے ہوئے کمرے کا جائزہ لیا
اور پھر ریلو اور چٹیک کرنا۔ کسی دیکھا دیکھی لیٹن حمید اور ڈول زیرو نے بھی ریلو اور چٹیک کیے کرلی
نیشن نے اشارہ کیا اور اس افراد میں سے ایک نے وہ ریلو اور اٹھا لئے۔

”آپ زخمی ہیں اسلئے قریب پڑی کرلی پر تشریف رکھیں۔“ دی اھیٹر عمر دوبارہ بولا اور
اس وقت اس کا بوجھ بے حد زیادہ اور شدید تھا۔ مگر کرل فریدی ایسے مجبوروں کی انسیات سے
ابھی طرح آگاہ تھا کہ یہ لوگ دشمنوں سے انتہائی موڈ بانہ اور ہتھ بڑا کرتے ہیں اور جب
ان کا دشمن معلوم ہو جاتا ہے تو پانک گولی مار دیتے ہیں اس کے باوجود کرل فریدی قریب
پڑی کرلی پر بیٹھ گیا۔ لیٹن حمید اور ڈول زیرو اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔

”میرا نام ہیرن شوا ہے۔ اور میں ملو گرل فیلیم کا بزنس کر رہی ہوں مجھے آپ کی آمد کی اطلاع
مل گئی تھی اور میں کافی دیر سے آپ کا منتظر تھا جب آپ پہلی بار کوٹھی میں داخل ہوئے میں تو
یہاں کھڑی پر اپنی حرکات چیک کرتا رہا ہوں مجھے انہوں نے کہ آپ کھلی بار گرم گٹر سے پڑ
نے لگے مگر آپ یقین رکھیں کہ اس بار آپ ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔“ ہیرن شوا نے
بڑے مزیدار ہنس میں بات چاہہ گھٹو کا آغا کر لیا۔

مجھے انہوں نے ستر میرے شوٹ کر آپ کو میرے انتقام میں تکلیف اٹھانی چڑی دراصل
میں تو بہت پہلے آجاتا۔ گرد آکر تھے مجھے بلکہ گھٹنے ٹیک سلاتے رکھا جیسے ہی میں جاگا۔ تب سے
پہلے میں نے ادھر کا رخ کیا بہر حال آپ نے جس شدت سے میرا انتقام کیا ہے۔ میں اس کے

”معلوم ہوتا ہے کوٹھی خالی ہے۔“ ڈول زیرو نے وہ لہجے میں کرل فریدی سے کہا
”اے معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔“ کرل فریدی نے جن لہجے بولے پیچھے میں جواب دیا
کرل فریدی کے دوبارہ گلے کے پیش نظر یہ ممکن تھا کہ وہ یہ کوٹھی خالی کرتی تھے۔ اور چونکہ اب تک
کوئی مزاحمت نہیں کی گئی تھی اس لئے اس پہلو پر سوچا جاسکتا تھا۔

بہر حال وہ آگے بڑھے پوتے میں باوجود کمرے کا دروازہ ہاتھ لگاتے ہی کھس گیا
پھر کرل فریدی اندر داخل ہو گیا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت کوئی آدمی
بھی موجود نہیں تھا اس طرح وہ متعلقہ کمرے میں گھومتے ہی تھے تا کہ کمرے بہتر اور
ترتیب انداز سے سجے ہوئے تھے ان کمرے کو دیکھ کر واقعی محسوس ہوتا تھا کہ یہ کوٹھی اس بچے
کی ہے مگر اس وقت وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا۔

”کوٹھی واقعی خالی ہے۔“ کرل فریدی نے کہا۔ اور لیٹن حمید نے اطمینان کی طرے ملنے
مختلف کمرے سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور دروازہ پر پہنچ گئے کرل فریدی نے نہایت دلچسپی
تو دروازہ کھٹکا چلا گیا اندر بھاری پرے موجود تھے کرل فریدی اندر داخل ہوا اس کے
دو دونوں بھی اندر داخل ہو گئے۔ کرل فریدی کی کچھ بھی محسوس یکدم بیدار ہو گئی اسے اس محسوس
ہوا جیسے خوف نہیں اس پاس ہی موجود ہو مگر کمرے میں قطعی سکوت اور گہرا اندھیرا چھا ہوا

کرل فریدی نے ٹاپرچ کاٹین دیا ہی تھا۔ کہ اچانک ایک چٹ کی آواز سے پورا کمرہ ابا
ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو ان کی آنکھیں بے نور ہو کر رہ گئیں مگر دوسرے لمحے وہ دیکھنے
لگے اس وقت تیس کے قریب سیٹیں گن برہار موجود تھے جو ریلو ایلوں کے ساتھ
تھے۔ اور درمیان میں ایک اھیٹر عمر شخص بڑے اطمینان سے ایک کرلی پر بیٹھا

نے جسے حد شکور ہوں۔ گرمتر ہیر شولڈ اگر آپ کا نیاں ہے کہ آپ کے سبب افراد میرا کچھ بگاڑ
کیس کے قویہ کی نا دانی ہے۔ کیونکہ آپ کی اس کمین نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ ان سے زیادہ
سبب افراد میرے قریب موجود ہیں۔ کرنل فریدی نے بھی انتہائی ہمتیادہی میں جواب دیا۔
ہماری کمین ہیں دھوکا نہیں دے سکتی بہت کثرت ہیں یہاں کھینچ کر لائی ہے کرنل فریدی
نے بھی چونچو جواب میں فریدی وہ اختیار کیا تھا جو ہیر شولڈ کی نفسیات کے عین مطابق تھا کہ
نے ہیر شولڈ قدرے بے چین ہو گیا اور اب جو کچھ اس نے کہا اس میں اس کے گرد موجود عضوں
خول تدرے ٹوٹ ہی گیا۔

”میں غلط فہمی ہے ہیر شولڈ کرنل فریدی کو مارنے والی گولی بھی کسی کا رخانے نے نہیں
بنائی۔“ کرنل فریدی نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور جب قوت کرنل فریدی کے جوابی
اطمینان پر ہیر شولڈ یکدم بھڑک اٹھا۔

”ان کو گولی مار دو۔“ اس نے کڑی سے اٹھ کر چیخے ہوئے کہا۔

مگراس سے پہلے کہ شین گن برداران پر گولیاں چلاتے کرنل فریدی کا اٹھ بڑن کی کسی
تیری سے اٹھا اور دوسرے ٹھے اس کے اٹھ سے کراچ کی گولی ناکہ کی چیز نکل کر فرش پر گری
فرش پر گرتے ہی ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اسی آواز میں کرنل فریدی ڈبل زبرداد کیپٹن حمید
تیری سے فرش پر لیٹ چکے تھے دھماکے کے ساتھ ہی چند سیکنڈ گئیں بھی جیس مگر گولیاں ان
کے سر پہلے سے گزریں اور پھر دھماکے کے ساتھ ہی کمرہ تیز چیخوں سے گونج اٹھا کمرے میں
دھواں ہی دھواں بھر گیا تھا یہ دھواں اتنا گہرا تھا کہ اٹھ کو اٹھ نہیں بھائی دیتا تھا کرنل
فریدی تیری سے کھٹکا ہوا پہلے سے سوچے ہوئے ایک خالی کونے کی طرف بڑھ گیا دھواں لمبو
پر لمبو بڑھتا جا رہا تھا۔ کمرے میں گولیاں ایک دہا چلیں ضرور مگر جیس نظر آنے کی بنا پر بند کرائیں

کرنل فریدی نے داچ ٹرانسپیرنسیا کی اور چابی کے ذریعہ ٹیٹنگ ملر سے زبردستی کو
کوٹھی کے اندر اس کمرے میں پہنچے کا حکم دے دیا جب دھواں کافی سے زیادہ بھر گیا اور سب
افراد مسلسل کھانسنے لگے تو چابک ایک کھٹکا ہوا اور کمرے کا دروازہ خود بخود کھٹکا چلا گیا
شام ہیر شولڈ نے دھواں نکالنے کیلئے یہ دروازہ کھولا تھا۔ دروازہ کھٹے ہی حسب قوت
دھواں تیری سے باہر نکلنے لگا تھا گلاب کمرے میں کافی سے زیادہ دھواں تھا کرنل فریدی
ایک کونے میں خاموش بیٹھا ہوا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ داچ ٹرانسپیرنسیا تھا اور
ٹینک ٹانگ طریقے سے کرنل فریدی اور زبردستی کوٹھی کی ٹیٹنگ جاری تھی۔ کرنل فریدی چابی
کے بین کو بار بار دبا کر اسے پیغامات دے رہا تھا۔ شام وہ اس کمرے کا راستہ بتلا رہا تھا
تقریباً پانچ منٹ بعد اچانک چند لوگ اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے ٹانگ کھول دی کہ
ایک بار پھر چیخوں سے گونج اٹھا دوسری طرف سے بھی ٹانگ ہوتی مگر جلد ہی اس کا گلا
دبا دیا گیا اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ تقریباً پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد دھواں آ
لم ہو گیا کہ کمرے میں موجود افراد کچھ کچھ نکلنے لگ گئے کرنل فریدی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
کمرے میں موجود سب سپاہیوں میں سے تقریباً تمام افراد فرش پر پڑے ہوئے تھے۔
ان میں سے زیادہ تر ایسے تھے جن کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے۔ شامہ ۵
دائے ہم نے اندر موجود نو لائی کمرچوں کا کمانہ رہا تھا اور باقی اسٹور کیوں سے چھین کر
تھے۔ مگر کرنل فریدی جو کچھ پڑا تو ہیر شولڈ کی کسی خالی تھی اور وہ کمرے میں کہیں نظر نہ
راہا تھا۔ دتیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر اس نے ایک کھٹکے سے دروازہ بند ہوا
فریدی نے اسے کھولنے کی کافی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اور پھر اس نے کمرے میں ہیر
کی آواز گونجنے لگی۔

مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ کہ زل فریدی تم انتہائی خطرناک آدمی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اچانک ایسی حرکت کرو گے بہر حال اب تمہارے پنج رنگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ۔
 "تمہاری غلط فہمی ہے دوست ۔" کرن فریدی نے جواب دیا اور پھر سب کو فرش پر گرنوں میں لیٹ جانے کا اشارہ کر دیا چنانچہ کرن فریدی اور سب کے سامنے اور تقریباً آٹھ فٹ کے قریب زبردستی قیادت میں آنے والے مسلح آدمی تیزی سے گولوں میں بیٹھے گئے ۔ اسی لمحے کمر کی دوڑا دیا سے وہ حیا رنگ کی گئیں تیزی سے اندر داخل ہونے لگی۔

"پانچے سانس روک لو ۔" کرن فریدی نے سب کو حکم دیتے ہوئے کہا اور خود بھی سانس روک کر بڑا رہا ۔ دو دھیا رنگ کی گئیں کافی سے زیادہ زبردستی تھی کیونکہ سانس روکنے کے وجود اس کے اثرات ذہن پر مرتب ہونے شروع ہو گئے تھے ۔ اور پھر عام آدمی کینک سانس دینا خیریت میں چند لمحوں بعد متعادل ، یکنون نے مجبور ہو کر جب سانس کی تودہ خارج ہوئی کرن فریدی کی طرح فرش پر ترپنے لگے ۔ اور تڑپتے تڑپتے ساکت ہو گئے ۔

کرن فریدی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر مجبور تھا کیونکہ اس وقت اگر وہ ذرا سی بھی حرکت کرے تو خود موت کے منہ میں چلا جاتا اور پھر باری ہادی تمام آدمیوں کا ہی حشر ہوا کرن فریدی کی یہی اب کی پیش حمید اور ڈبل زبردستی تھی کرن فریدی کی پیش حمید کا منہ اس کی طرف تھا ۔ اور وہ دوش پڑا کرن فریدی کو دیکھ رہا تھا ۔ اچانک ذہن زبردستی اٹھ پیر پٹنے شروع کر دیئے کرن فریدی کی آنکھوں سے ششے پکٹنے لگے ۔ چند لمحوں بعد ڈبل زبردستی ساکت ہو گیا اب کمرے درت فریدی اور حمید باقی رہ گئے تھے ۔ اور کرن فریدی کو شدید خوف تھا کہ کسی بھی لمحے حمید کا ہی حشر ہو سکتا ہے ۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے آئی کو ڈیوٹ کی پیش حمید کو ایک بیگ ملا اور دوسرے لمحے کی پیش حمید نے اٹھ پیر پٹنے شروع

ہیئے ۔ اور پھر وہ ساکت ہو گیا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں کرن فریدی بنو رسید کو دیکھ رہا تھا اور وہ اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا کہ کی پیش حمید نے یہ حرکت اس کے پیغام کے تحت کی تھی یہ حرکت قدرتی تھیں کہ اچانک حمید نے اسے آنکھ مامدی اور کرن فریدی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ریگ گئی اور پھر اچانک کرن فریدی نے اٹھ پیر پٹنے شروع کر دیئے اس کا منہ بہت کافی دیر تک جاری رہا ۔ اور پھر اس کی حرکات یہی سستی آتی چلی گئی اور خود کار بہ جھٹکا کرہ ساکت ہو گیا ۔ اگلے کمرہ ایک زبردستی تھقبہ سے گونج اٹھا یہ تھقبہ پیر ٹوٹا تھا جو جڑے کھانڈیٹھا یہ سب حرکات دیکھ رہا تھا اور پھر کمرے میں بھری ہوئی گئیں تیزی ۔ کم ہونی شروع ہو گئی ۔ کرن فریدی بالکل ساکت پڑا گئیں کو کم ہوتے دیکھ رہا تھا ۔ جون بعد گئیں سے کمرہ قطعی طور پر خالی ہو گیا ۔ کرن فریدی نے ایک دھکا سانس لیا اور ایک لمبی سانس بھی ۔ جب محسوس کیا کہ گئیں دانتی نہیں ہے ۔ تو اس نے حمید کو بھی آنکھ اشارہ کیا چنانچہ حمید نے ایک لمبی ترین سانس لیا کیونکہ اب تک سانس روکنے کی

سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات تھے حمید اتنی دیر تک سانس روکنے میں کامیاب کیسے ۔ اٹھ پیر حال پہلا سانس ہی سے ہلکا سا دل ہلنا شروع ہو گیا تھا ۔ پھر ایک کھٹکے ۔ دو بار کھٹکا اور پھر ٹوٹا اور آدھوں تو اندر داخل ہوا اس نے ایک بھر پور ٹھوکر فریدی کے پیلوں ماری مگر کرن فریدی کے منہ بھی نہ کی

ہنہ ۔ بڑا ہادر بنتا تھا ۔ "ہم ٹوٹنے پڑ جاتے ہوئے کہا ۔ "تم ہی دونوں مجھے پر لا دو اور فوراً پوائنٹ برتھری میں بیٹھا دو میں بھی دہلی پنج راہوں لے آج کا بہترین تھکے ہوں گی باقی باتوں کو برقی بیٹھی میں ڈال دو " ہم ٹوٹا

ادراسے اٹھتا دیکھ کر کیپٹن حمید بھلاک بڑا روتا ہوا چلا پھر جب لگا کر وہ بھی اٹھ گیا وہ دونوں آدمی اس اچانک آفت پر بھٹکا کھا کر پیچھے ہوئے۔ ان کے ساتھ تصویروں میں بھی نہیں تھا کہ لائیں ہوں، چانک اٹھ کر بیٹھ جائیں گی۔ اسلئے وہ حیرت سے سن کھٹے دیکھتے رہے۔ اور دوسرے کئی فریڈ کئے ان پر بھلا لگا لگا دی وہ معاقب کی طرح جھپٹ کر ان دونوں پر جا پڑا۔ اور پھر ان دونوں کی خاموشی آگئی۔ کئی فریڈی نے ان دونوں کو سمجھنے کا سوتہ ہی نہ دیا اس کے فولادی کتے ایک قوتار کے ساتھ ان کے جڑے توڑ رہے تھے کئی فریڈی ساتھ اپنے سارے آدمیوں کا انتقام ان دونوں ہی سے لیتے پرتی گیا تھا۔ اور پھر اس نے ان دونوں کے سر کو کڑک پوری قوت سے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرایے پہلی ٹکر پہ انہیں آسمان کے تارے توڑ گئے ٹکڑی فریڈی قوتی میں تالی بجائے کے سے انداز میں ان کا سر کا دقت تک مٹا تا رہا جب تک کہ وہ اس کے ہاتھوں پر بھول نہیں گئے۔ ان دونوں کے سروں سے خون بہنے لگا تھا اور پھر کئی فریڈی نے انہیں زمین پر پھینک دیا وہ دونوں مردہ چھپیلیوں کی طرح زمین پر چپتے پڑے ہوئے تھے۔

کئی فریڈی ایک ٹونک بخیران کی طرٹ دیکھتا رہا اور جب اسے ان دونوں کی موت کا یقین ہو گیا تو وہ اچھل کر جب کے اسٹرونگ پر بیٹھ گیا اس کا چہرہ جوش اور غصے سے سرخ ہو رہا تھا اس نے چابی گھما لی اور پھر جیسے ہی جب کا بائین جاگا اس نے جب آگے بڑھادی۔ سڑنگ خاصی چوڑی تھی اور جب پڑی آسانی سے آگے بڑھتی تھی

”یہ ان میں سے ایک ایک کا تیر کر دوں گا۔ انہوں نے میرے آدمی ہلاک کر کے اپنی کئی فریڈی کی ہنسن دیکھنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے فریڈی اچانک اٹھ کر ہمت کو کھڑا دی ہے۔“ کئی فریڈی نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

نے اپنے آدمیوں کو جمع دیتے ہوئے کہا اور پھر واپس سر گیا۔ وہ فریڈی سیکل آدمیوں کا بڑی بیدردی سے حمید اور فریڈی کو اٹھایا اور اپنے کانٹھوں پر بوری کی طرح لادیا پھر وہ بھی کمرے سے باہر نکل آئے یہ شخص تو بہت ڈر رہا ہے میرا تو ابھی سے دم نکلنے لگا ہے۔ ابھی تو پوچھنا بھی بیچنا ہے۔ جس نے کئی فریڈی کو اٹھایا ہوا تھا وہ دروازہ سے نکل کر تھوڑی دیر چل کر ہی بول پڑا۔

”کوئی نہیں کچھ دیر اور چلو پھر تو گاڑی میں رکھ ہی دینگے۔“ دوسرے نے کہا مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے جو ساغر نقی خالی تھا ان میں سے ایک نے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ایک جھوٹا سا بیٹن دیا کمرے کا آکا فرش صاف کر دیا اور میں گت چلا گیا اب وہاں ایک سڑنگ ملتا ہے یہی تھی جس کے دہانے میں ایک چھوٹی سی جیب موجود تھی۔ ان دونوں نے آگے بڑھا ان دونوں کے جیب کی پچھلی سیٹوں پر بے دردی سے تنک دیا۔

”آکرام سے بھٹی۔“ آخر کیپٹن حمید نے آگے وہ بول ہی پڑا ”اب میں۔“ وہ دونوں اچھل کر رے اور چند لمحوں تک پریشانی اور خوفنا جملے تاثرات کے ساتھ وہ دونوں کو دیکھتے رہے۔ جو جیب کی پچھلی سیٹوں پر آ کر ترچھے پڑے ہوئے تھے اور پھر ان میں سے ایک نے کئی فریڈی کی بغض دیکھی فریڈی اپنی سانس تو روک سکتا تھا مگر بغض روکن اس کے بس سے باہر تھا اس کی لہری تھی

وہ سمجھ گیا کہ اب نہایتا ہر شے پر بھٹ کر ہی جائے گا۔ چنانچہ جیسے ہی اس آدمی۔ ”یہ ان میں سے ایک ایک کا تیر کر دوں گا۔ انہوں نے میرے آدمی ہلاک کر کے اپنی کئی فریڈی کی ہنسن دیکھنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے فریڈی اچانک اٹھ کر ہمت کو کھڑا دی ہے۔“ کئی فریڈی نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آواز دے کہاں ہے دنیا میری جواب ہے“ آواز کا نفوس کرکین میں امید سے جواب
 ایک خاموش بیٹھا تھا گانا شروع کر دیا۔

”شٹ اپ۔۔۔ کرنل فریدی نے پتہ نہ کھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہجے میں اتنی کڑھکی
 تھی کہ کپٹن حمید کے سارے جسم میں سنسنی کی دردگئی اس سے پہلے اس نے کرنل فریدی کو
 اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سرنگ غامی طویل ثابت ہوئی۔ جیب غامی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اور
 کرنل فریدی جیب کی بیٹ لائٹس میں سرنگ کا بغور معائنہ کر رہا تھا کہ اچانک ایک تنگ
 ساموٹ آگیا اور کرنل فریدی نے پوری قوت سے بریک لگا کر موڑ کاٹنے کی کوشش
 کی تھی مگر ایک تو جیب کی رفتار کافی سے زیادہ تیز تھی اور پھر وہ موڑ اتنا اچانک اور
 تنگ تھا کہ بریک لگانے کے بعد جب سرنگ الٹ گئی۔ اور کرنل فریدی اب کپٹن حمید کے
 گرد و بار کے ساتھ جا کرے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلے تین سٹین گن رولان
 کے سردوں پر کھڑے تھے اس تک ترین موڑ کے فوراً سیدھ ہیں ایک دروازہ تھا اور تینوں
 شاڈ اس دروازہ کے باہر کھڑے پہرہ دے بیٹھے تھے۔

”خبردار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا۔ ان میں سے ایک نے اسٹین گن کارشٹ
 کی طرف کرتے ہوئے سخت اہمیر میں کہا۔ ایک لمحوے کے لئے تو کرنل فریدی کا دل چاہا کہ
 ان تینوں سے ٹکرا جائے۔ مگر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ اگر وہ پنج بھی گیا تو ان تینوں
 میں سے کسی نہ کسی کی گولیاں کپٹن حمید کو ضرر جھٹ بایں گی۔ چنانچہ وہ خاموش
 کھڑا رہا اب وہ تینوں ان کے گرد کھڑے تھے۔

”انہر کر کھڑے ہو بازو ادر اپنے اٹھ اٹھاؤ۔ ان میں سے دئے کرنل فریدی

ادریکپٹن حمید کی پشت سے اسٹین گن کی نالیں نکالتے ہوئے حکم دیا اذر وہ دونوں اٹھ
 اٹھائے خاموشی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تیسرے نے اس بڑے دروازے کے باہر گئے ہوئے
 مختلف ہتھوں کی قطار میں سے ایک بڑا ہتھ دیا۔ اور پھر موڑب انداز میں پیچھے
 ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا بات ہے۔“ دوسری طرف سے ایک بھڑائی ہوئی آواز سنائی دی
 ”یاس دو آدمی سرنگ میں جیب چلاتے ہوئے یہاں آئے ہیں اور وہ دونوں جینی
 ہیں۔“ چونکہ ارنے انتہائی موڑ باندھے ہیں جواب دیا۔

”ہا جینی۔“ دوسری طرف سے حیرت آمیز لہجے میں جواب دیا گیا ابھی پھر چند
 لمبے خاموشی طاری رہی

”ارے یہ تو کرنل فریدی ہے مگر یہ زندہ کیسے ہے۔“ دوسری طرف سے اب وہ
 شخص بڑبڑا رہا تھا

”سنو۔ یہ دونوں انتہائی خطرناک ہیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں تم تینوں
 ان کو گولی کرتے ہوئے اندر لے آؤ اور پھر دوسرے دروازے پر سٹ پناہیوں کی کھولنا
 میں دے کر واپس چلے جانا۔ ہاں اگر ذرا بھی غلط حرکت کریں تو بیشک گولی
 جاری طرف سے کس اجازت ہے۔“ ہاں سے چونکہ اکر احکامات دیتے ہوئے کہا
 گزرتا کہ جناب۔۔۔ چونکہ اکر نے جواب دیا

”اس کو پھر چند لمحوں بعد وہ بڑا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا شاڈ اس کے کھولنے
 نہ تو گولیاں بکھڑ کرنے کا سہرا اندر بیٹھے انچارج کے کنٹرول میں تھا۔

”چلو آجے۔۔۔ دروازہ کھلنے کے بعد ہی چونکہ اکر نے کہا۔ اور کرنل فریدی اور

کیپٹن حیدر شاہی سے آگے بڑھ گئے۔ کرنل فریدی کے بھوں پر نرم علی مشکوٹ تھی۔

اس دروازے کے بعد ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور اس راہداری کا اختتام بھی ایک دروازہ پر تھا ان کے قریب پہنچتے ہی دروازہ کھلا اور پھر تقریباً دس سلع افراد ان کے استقبال کیلئے تیار تھے ان دس سلع افراد نے ان دونوں کا چارج سنبھال لیا اور وہ تینوں واپس مڑ گئے۔ پھر جیسے ہی کرنل فریدی اور کیپٹن حیدر آگے بڑھے وہ اس زیر زمین دنیا کو دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ یہاں پیشمار راہداریاں اور کمرے تھے اور پیشمار لوگ آجائے تھے۔ ہر شخص میں مصوت تھا جیسے یہ مجرموں کا اٹھ نہ وکائن ایکسیج ہو۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ان دونوں کو گہرے سرخ رنگ کے ایک دروازے کے سامنے بندک دیا گیا ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازے کے باہر دنگ ہوا ایک ٹین دیا گیا اور پھر دروازہ کھٹنے کے بعد ان دونوں کو اندر دھکیں دیا گیا ان کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا

گھنٹی بجتے ہی مادام نے ریسور اٹھایا۔

”ہیس مادام اسپیکنگ“ — اس نے سخت ہنسنے میں کہا۔

”وگرو میگو اسپیکنگ“ مادام — آپ کیلئے خوشخبری ہے پاکستان کا مشہور ریاستوں کا عمران اپنے ملک سے تھکی کے ساتھ ہماری قید میں آچکا ہے۔“

”دیری گڈ نیوز“ — مادام یکدم چونک کر سیدھی ہر گئی اس کے چہرے پر یکدم سرت کے آثار اٹھ آئے۔

”ہیس مادام وہ دونوں ہمیں ڈائمنڈ ہاؤس سے پرائیٹ تھری آنے والی سرنگ کے پلے ڈیجیٹل میں قید ہیں نہ ہی ٹیلی گیس سے وہ دونوں یہوش ہو گئے تھے۔“

گرو کو نے تفصیل بتلائی۔

”اس کا مطلب ہے گرو میگو کو وہ اپنی بستی سے اس پلاٹ میں پھنس گئے تھے ورنہ تو گرو کو ان کی آمد کا علم نہ تھا۔“ مادام کے ہنسنے میں تھی اگلی۔

وہ مادام وہ اچانک ہی اس سرنگ میں ٹپک پڑے اس سے پہلے تو ان کے متعلق کوئی

اطلاعات بھی نہیں ملی۔۔۔ گردیوں نے سعادت آمیز بیسے میں جواب دیا

”ابھی اطلاع نہیں تھی مگر مجھے علم تھا اس لئے میں نے فوری طور پر ہینڈ کو آرڈر خاؤ کر کے پوائنٹ تھری منتقل ہونے کا حکم دیا تھا کیونکہ مجھے علم تھا اگر وہ بیس بڑی جگہ پر علی عمران ہوگا تو یقیناً دوبارہ حملہ کرے گا۔ اور تم نے دیکھا کہ وہ کتنا چالاک ثابت ہوا۔ کڑا گنڈہ لاکس میں داخل ہونے کے بعد اس نے پوائنٹ تھری آنے والی سڑک بھی ڈھونڈ نکالی اگر وہ اس پلٹ میں نہ پھنست تو یقیناً چالاک وہ ہم پر حملہ کر دیتا۔“ مادام نے تیزو تند بیسے میں گرد میگو کو بت لایا۔

”یہ مادام۔۔۔ آپ بھٹک گئی ہیں یہ ہماری قوت سے بھی زیادہ چالاک نکلا ہے۔“ گردیوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

”اب وہ کہاں ہے۔“ مادام نے پوچھا

”روم بڑ تھری میں مادام اور اچھی کسٹڈیشن میں۔“ گردیوں نے جواب دیا
”صحیح ہے ان دونوں کو جرنل ال میں سمجھو اور وہاں سٹوڈنٹس نے مضبوطی سے بندھ دینا اور سونوئی سٹور گر کے تمام افراد کو بھی وہیں پناہ دو وہ بھی بندھے ہونے چاہئیں
روم نمبر ٹریس سمیڈولک بار لایو کو بھی دیں ہونا چاہیئے۔ آج میں ان سب کا فیصلہ کرتی ہوں۔“ مادام نے گرد میگو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یہ مادام۔۔۔ گردیوں نے جواب دیا اور مادام نے سیسور رکھ دیا وہ کسی سوچ میں مصروف تھی۔

چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار بھر بج اٹھی۔ مادام نے رسیور اٹھا دیا
”یہ مادام اسپیکنگ۔۔۔“

”گرد میگو اسپیکنگ مادام۔“ دوسری طرف سے گرد میگو کی آواز سنائی دی

”کیا بات ہے گرد میگو۔“ مادام نے سوال کیا

”مادام ایک اور خوشخبری سنئے۔ کرنل فریدی اور کپٹن حمید بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں اور وہ اس وقت آپ کی کوشمی سے پوائنٹ تھری آنے والی سڑک کے بڑے دروازے پر موجود ہیں ہمارے سسج چوکیداروں نے انہیں کور کیا ہوا ہے۔“ گردیوں نے کہا
”کیا وہ اکیلے سڑک میں سے آئے ہیں۔ ہیرشلو لٹکا ہاں ہے یا مادام نے سخت بیسے میں کہا۔

”مادام عجیب کہاں ہے۔ ہیرشلو کا فون آیا تھا کہ اس نے آپ کی کوشمی کے

ال میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور پھر وہاں نہ رہی گئیں
چھوڑ کر ان سب کو ختم کر دیا۔ کرنل فریدی کے باقی ساتھی تو یہاں کے مقامی افراد تھے اس لئے ان کی لاشیں اس نے برقی جھٹی کے حوالے کر دیں اور کرنل فریدی اور کپٹن حمید کی لاشیں وہ آدیسوں کے ماحمول پوائنٹ تھری سمجھو دیں مگر کرنل فریدی اور کپٹن حمید کی لاشوں کی بجائے وہ خود یہاں پہنچ گئے۔ اور ان کو لے آنے والوں کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ دونوں جیب میں آئے تھے مگر گیسٹ کے قریب طے موٹر پر چرب الٹ گئی اور اس طرح وہ دونوں گرفتار کر لئے گئے۔“ گردیوں نے تعین سب لائی

”ہو بہت حسرتیں کا جرنل سکیڑی اتنا لاپرواہ ہو کہ وہ زندہ اور مردہ کے درمیان فرق ہی محسوس نہ کر سکے اس تنظیم کا انجام کیا ہو گا۔ اگر جیب نہ اٹھتی تو کیا ہوتا ہر حال ان دونوں کو بھی جرنل ال میں سمجھو اور اچھلے۔ آج ان سب کا اکٹھا ہی کاش نکل جائیگا اور پھر ایشیا میں صرف ایک تو باقی رہ جائے گا۔ اسے بھی دیکھ میں لے۔“ ہیرشلو کو

بھی فوری طور پر جزل مال میں آنے کا کہند۔ مادام نے اسے ہدایت دی اور ریسیو رکھ دیا اس کے چہرے پر عجیب سی ملی جلی کیفیات کے تاثرات تھے۔ شاید اپنے آدمیوں کی لاپرواہی پر غصہ بھی اور دہریے دشمنوں کی یوں گرفتاری کی خوشی بھی۔

کافی دیر تک وہ صوفے پر ہی بیٹھی کچھ سوچتی رہی پھر اس نے لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا اب وہ سر سے پیرول تک سفید سا لباس میں ملبوس تھی اور پھر اس نے الماری سے سفید رنگ کا نقاب نکالا اور اس سے چہرہ ڈھانپنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی

عمران نے گہرا سانس روک لی تھی مگر اس کے باوجود وہ دھیلا رنگ کی گیس اس کے اعصاب پر سوار ہوتی جا رہی تھی اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس کے دماغ پر اندھیرے نے یکدم یلغار کر دی۔ اس نے سر جھٹک کر اس یلغار کو روکنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ گیس انتہائی زود اثر واقع ہوئی تھی اور نتیجہ میں وہ ہوش کی سرحدیں پھلانگ کر پہنچشی کی تلواریں داخل ہو گیا پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک تو وہ خالی المیٹھی کی کیفیت میں مبتلا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگن لگا اس وقت وہ ایک کافی بڑے ہالی کے درمیان میں ایک ستون سے بندھا ہوا تھا اس نے نظریں گھمائی تو قریب ہی دوسرے ستون سے کپڑے کی شکل بھی بندھا ہوا نظر آیا کپڑے کی شکل ابھی تک پہنچش تھا۔ کیونکہ اس کا سر ٹکا ہوا تھا اور دائیں طرف ستون سے ایک خوشرو خاصے سٹول جسم کا نوجوان بندھا نظر آیا نوجوان کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں میں ایک کسی کی گھٹائی تھیں۔

اور پھر جیسے ہی اس نے انتہائی دائیں طرف نظر گھمائی وہ چونک پڑا کیونکہ

”تم بے فکر ہو دست بس تم کو ہی مے دینا پھر مجھے انعام دینے سے کوئی نہیں روک سکے گا“
 ”مگر میں تو اس وقت خود موت کے گمباز میں ہوں اور مرنے سے نہ گواہی مے سکتے ہیں
 اور نہ ہی ان کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔“ ملک مارلونے مایوسی سے جواب دیا

اور دوسرے لمحہ چونک چلا کہ عمران کا ہاتھ اس کی سرین پر سیٹک رہا تھا اس
 نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے سر کو اڑے آنکھ ماری

”اتھ کھٹنے کے باوجود اپنے اتھ اکی پورٹیشن میں رکھنا جب ضرورت پڑے تب ہی حرکت
 کرنا۔“ عمران نے سرگوشی کی اور ملک مارلونے اثبات میں سر ہلا دیا عمران نے اس کے اٹھل
 میں بندھی ہوئی اس کی گانٹھ دھکی کر دی اب وہ جب بھی چاہتا آسانی سے اپنے اتھ

اڑا دے گا۔ حیرت تھا کہ اسے یہاں تک سہارا ملے ہی ملک مارلونے چپے پر چھائی ہوئی مایوسی کیلم
 دور ہو گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہاں سے نکلنے ہی وہ مادام سلوان سے انتقام ضرور لے گا اس
 نے اسے سزا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا اس کے سینے میں انتقام کا لاد ابل پڑا۔ اب کیوں شکیل ہوش
 میں آگیا تھا اور عمران اس کی طرف متوجہ تھا۔ اسی لمحے سامنے دالا دروازہ یکدم کھلا اور پھر کزل
 فیری اور کینٹین حیدر چل کر اندر آ گئے جیسے ہی وہ اندر آئے ہال میں موجود سب افراد نے ہنسی گھر
 لیا تقریباً اس ایشین گینس چارلر طرف سے ان کا احاطہ کرے ہوئے تھیں۔

”آکر کزل فریڈی بھی آگیا اور میرا دست کینٹین حیدر بھی ساتھ ہے یہی گڈ آجے مزا
 آئے گا۔“ عمران نے انہیں دیکھ کر انتہائی پرستش سے کہے۔ کزل فریڈی نے ایک لمحہ
 کے لئے حرکت دیکھا پھر سکڑا دیا پھر انہیں بھی ستوں سے باز دیا گیا۔

”آؤ اپنی پوری جہش سمیت آئے ہو۔“ کزل فریڈی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
 ”چلنے بے چارہ تو خود ہی اپنی گئی تھی اور اچھا ہوا بڑی آسانی سے یہاں پہنچ گئی دوتہ

تقریباً ایک قطار میں جویا سمیت تمام ممبر موجود تھے۔ اس میں مقامی ایجنٹ
 بھی موجود تھے اور وہ سب بھی اس کی طرح ستوں سے بندھے ہوئے تھے۔ پورے
 ہال میں مسخ افراد گھومتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان سب کے پاس سین گینس تھیں۔

”ایک لکے بچھن گئے محرم۔“ عمران نے قریب موجود نوجوان سے مخاطب ہو کر کول یا
 اور وہ نوجوان چونک کر اسے دیکھنے لگا چند منٹ بغور دیکھنے کے بعد وہ بولا
 ”کیا تم واقعی علی عمران ہو۔“ اس کے لہجہ میں امید بزم کی کیفیت تھی
 ”واقعی سے کیا مطلب میں ہوں ہی علی عمران ایم۔ ایس۔ ی۔ ڈی۔ ایس۔ ی۔ ایس۔ ی۔ ایس۔“

عمران نے اپنا ہاتھ قنارت کر دیا۔

”اور اس کا مطلب ہے کہ یہ تنظیم ناقابل تسخیر ہے جہاں اتنے شہر نہ اندر جا سکی
 حیرت کی وجہ سے بندھے ہوئے ہوں۔“ نوجوان نے مایوسی کن بچے میں کہا
 ”کیچو کبھی تیسروں میں ہوتا میرے دوست یہ کیچو ابی ہوتا ہے جو پھیل چھتا ہے ہر محل
 تم اپنا قنارت نہیں کروا گے۔“ عمران نے طعنے نہ لیسے میں کہا۔

”میرا نام ملک مارلونے اور میں اتوارم محمہ کی پیش کرانم بلانچ کا پوچی حیرت ہوں۔“
 ”ارے قنارت بات ہے یہ تو اور اچھا ہوا کہ ایک مینی گواہ میٹر آگیا۔ اب تو میں ہر شے
 پر انعام حاصل کروں گا۔“ عمران نے بڑی سرت سے کہا۔

”ایک مطلب تم اب بھی انعام کی امید رکھتے ہوئے ہو۔“ ملک مارلونے حیرت سے کہا
 ”کیا تم انعام دینے سے منکر جاؤ گے۔“ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔
 ”مگر انعام تو اس صحت میں محتاج تم سو کر گئی تنظیم کو ختم کرتے اب حیرت تم خود موت
 کے پیچھے میں ہو رہے ہیں انعام کیسے ملے گا۔“ ملک مارلونے کہا

ان سب کو پہلے لے آنا اور سونوں سے بانڈھا کافی شکل کام بن جاتا۔ عمران نے جواب دیا کہ سے پہلے کو کرمل فری کوئی جواب دینا مال کا دروازہ کھلا اور کس بارہ افراد اندر آئے۔ انہوں نے ان کے سینوں پر سونے کے پیر کیل بچ چکے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی تمام مسلح افراد یکدم موہ ہو گئے۔ کرنل فریدی نے دیکھا ان میں میر شولہ بھی موجود تھا۔ میر شولہ نے کرنل فریدی کی طرف بڑھا "تم تو نہریل کی گیس سے مر چکے تھے۔ پھر کیسے زندہ ہو گئے۔"

"یہ دھیت مٹی کے بنے ہوئے ہیں اتنی آسانی سے کہل مرتے ہیں۔" فریدی کہہ کر گھبرا نے ہلک لگا لی۔ اور میر شولہ مڑا کر اسے دیکھنے لگا۔

"تہا پانے ستوں کی خیال ہے۔" حمید بلی بار بولا

"ارے تم بھی بولی پر سنے کرل صاحب سٹھا کی ذرا تسم کیجئے۔ پھر بول پڑا ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم عمران ہو۔" میر شولہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"صرف عمران نہیں ملی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ٹی ایس سی۔" لیکن ابھو "عمران نے کہا

"بڑے چمک لیے ہو فرزند۔" کرنل فریدی نے سسکتے ہوئے کہا

گورکھ سے پہلے کرنل کوئی جواب دینا اچانک تنہا کی کونہ میں دیوار ٹھکی ملی گئی وہاں اب

ایک خلا تھا اور پھر اس خلا میں سے سعید نکلا اس اور سعید نقاب میں لباس ایک جوان لڑکی اندر

داخل ہوئی اس کے اندر آتے ہی تمام افراد دوبارہ طور پر جھک گئے۔ وہ بڑے دھار سے قدم بڑھا کر

ہوئی ان کے قریب آتی ملی گئی۔ قریب آکر وہ رک گئی۔

"سب لوگ آگئے۔" اس نے ٹھنکھٹاتے ہوئے لہجے میں کہا

"یس ادا۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اب وہ سیدھے ہو گئے تھے جیسے ہی ادا

بولی تھی تب مارو چوک کر یہ چاہا ہو گیا وہ ادا مسلمان کی آواز پہچان گیا تھا۔ اس کے ذہن میں آدھیا

میں رہی تھیں اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کہ ادا مسلمان ہی سو گز ہو سکتی ہے وہ سوچے۔ ادا کا وہ

نہاں حق ہے کہ اس کی حالت وہ منسوب بناتا رہا اسے خود ہی جا کر بتلایا بھی رہا اب وہ سمجھ گیا تھا کہ ادا

نہیں اسے اتنی محنت دی تھی۔ ادا نے اسے جی بھر کر بے وقوف بنایا تھا اور وہ اس محنت کی طرح اسے

ام راز بتلاتا چلا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں انتقام کے شے جھڑکنے کے اور وہ ادا سے

چاہے مرنے کا بدلہ لینے کے لئے تیجمن تھا۔

"یہ عمران ہے ادا اور یہ کرنل فریدی۔" گرو سیکو نے قنارت کر دیا

"ان کا بھی قنارت کر دینا دست کی طرف قنارت اچھا نہیں ہوتا۔" عمران بول پڑا

"مرٹ اپ قریبے بات کر۔ یہ سیکو کرتھیل کی سربراہ سونو گز ہیں۔ گرو سیکو نے ان کو بھڑکا

کیا آپ چاندی کوئی ہوئی ہیں اگر سونے کی ہوتی تو زیادہ تیتی تھیں۔ سونو تو بہت سستی

دھات ہے۔" عمران زہرہ سکا

"میں کہتا ہوں تم چپ۔ پورنہ گولی مار دوں گا۔" گرو سیکو فرمایا

"بھڑو گرو سیکو تھری خواہش ابھی پوری کر دی جائے گی۔" ادا اب پیچھے ہٹ کر بڑی

شان سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میر شولہ۔" ادا نے میر شولہ سے مخاطب ہو کر کہا

"یس ادا۔" میر شولہ گھٹنوں تک جھک کر بولا

"تم تو کہتے تھے کہ کرنل فریدی اور اس کا ساتھی تمہارے آہنوں ختم ہو چکے ہیں اور تم نے

ان کی لاشیں ہمارے پاس تحفے کے طور پر بھیجی تھیں۔" ادا کے بے بسی میں طنز تھا۔

"میں نے صبر کیا تھا ادا میں نے انہیں گھر کر نہ لے گئے کا شکار بنادیا تھا۔ اور گیس

اس وقت خالی کی جب مجھے ان کی موت کا یقین ہو گیا پھر میں نے ٹھوکر مار کر بھی اپنا نصیب

کر لیا اس وقت یہ مردہ تھے مگر..... ہمیشہ شولڈ نے فقرہ ناکمل چھوڑ دیا۔

”مگر اب یہ زندہ ہو گئے ہیں میں ان کو قدرت حاصل ہے۔ کوجب چاہیں ہر جاتیں جب چاہیں زندہ ہو جائیں۔“ مادام نے انتہائی طنز سے کہا

”میں خود حیران ہوں مادام۔“ ہمیشہ شولڈ نے گہرا کر کہا

”ہمیشہ شولڈ تم اس عالمی تنظیم کے سرکاری جرنل ہو اور تہری کیفیت یہ ہے کہ تم مردہ اور زندہ میں فرق نہیں کر سکتے جسے تنظیم کا ایسا جرنل دیکھنا ہو وہ کیسے کا ایسا ہو سکتی تھیں۔“

”غلطی ہو گئی مادام۔“ ساقی چاہتا ہوں۔“ ہمیشہ شولڈ کے پیچ میں رزشی تھی۔

”تبدیل بھی طرح طرح سے کہ تم غلطی سماعت کرنے والے نہیں۔ گروہ کو اسے شوٹ کر دو۔“

ہمیشہ شولڈ لڑکھڑکھ کر پہنچے بچا اور پھر انتہائی خوف کی حالت میں وہ مڑا اور اس نے بھٹکنے کی کوشش کی مگر درجہ انکار کر دیکھ کر وہ چلا تھا اور پھر ایک جھٹکا ہوا اور ہمیشہ شولڈ نے سر کے بل زمین پر گر پڑا کوئی اس کی پشت میں جی بھی ہمیشہ شولڈ نے جیب میں ہتھ دھل کر مرنے کی کوشش کی تھی کہ دوسری گولی نے اس کی کھچڑی کے پرزے توڑ دیے تھے۔ ہمیشہ شولڈ کی لاش میں مرنے کے قدموں میں پڑی تھی۔

مادام نے لاپرواہی سے ایک نظر ہمیشہ شولڈ کی لاش پر ڈالی اور پھر اس کا رخ جو لیا اور

اس کے ساتھیوں کی طرف ہو گیا

”وہ کی تم نے سوار گز کا روپ دھار کر جانے کی جرأت کیسے کی۔ اور تمہیں سوار گز کی

کا کارڈ کہی سے بلا۔“ مادام نے انتہائی سخت لہجے میں جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سوال اگر کسی تم سے کروں کہ میرے ہوتے ہوئے تم نے اپنے آپ کو سوار گز کہلانے کا

جرأت کیسے کی۔“ جو لیا نے بے خوفی سے جواب دیا۔

”تم جرأت غدار ہی نہیں بلکہ تمہیں کچھ نہیں پتا کہ یہ کون ہے اس کی زبان کا ٹوا اور پھر اسے گولی مار دو اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام ساتھیوں کو گولی مار دو۔“ مادام نے فیصلہ کر دیا

مردہ کی موت ثابت میں مڑھلا اور پھر اپنے اہل میں موجود سب افراد کو اشارہ کیا کہ سب شین گن سمجھنے ان کے سامنے تھار یا نہ دھکر کھڑے ہو گئے۔

”مارشیا چاؤ نکال کر اس لڑکی کی زبان کاٹ لو اور پھر ان سب کو بیک وقت گولی مار دو“ گروہ کیسے ان میں سے ایک کو حکم دیتے ہوئے کہا

”خبردار اگر کسی نے اس کی طرف بڑھنے کی جرأت کی۔“ اچانک عمران نے منسلے لہجے میں کہا اس کی کارڈ سے پورا اہل چوک پڑا اور پھر سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اگلے اچانک جرنل اور اس کے ساتھیوں کے ایک نذرانہ مارا اور وہ لگا چل کر اپنے سامنے کھڑے

منسلے پامیوں پر آپٹ۔ اسی لمحے عمران نے تیزی سے جھپک کر اپنے قدموں میں پڑے ہوئے ہمیشہ شولڈ کی جیب سے دیو اور نکال کر مادام کی طرف چھلانگ لگائی مگر اوپر کرنل فریڈ بھی شامی انتہار میں تھا کہ اس نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی اور تقریباً اڑتا ہوا مادام پر جا پڑا

مگر مادام تیزی سے ایک طرف بڑھ کر پھر عمران اور منسلے دیکھ کر لوگوں میں الجھ گئے۔

میکرٹ سروں کے عمران نے ایک ہی ہلے میں اپنے سامنے موجود افراد سے ایٹینگیجیمین کی غرا نہیں ایٹینگیجیمین چلانے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ جو تک کی طرف سے چپٹ گئے تھے اور پھر عمران نے شین گز کو لایٹوں کی طرح چلا کر شروع کر دیا اور

اس ایک فنکارانہ جنگ شروع ہو گئی۔ کپٹن شین گز بھی عمران کی مدد کو آ گیا تھا اور اوپر میں حید بھی کرنل فریڈ کے ساتھ برسرِ بیکار تھا۔ سوار گز کے بچر لگے ہوئے متحدہ افراد

نے دیو اور جیب سے نکال دیے تھے۔ مردہ مار مار کر لے گئے کیونکہ وہ تو بجلی بنے زندہ تھے۔

ہاں بیٹوں سے گونج رہا تھا پڑے ال اس نے انگریزی بھی پڑھی تھی عمران کے اہتوں کی انوار
 اب تک ڈیر ہو چکے تھے۔ اسی طرح کچھ اور بھی تھے۔ تیزی سے حرکت میں کرنا تھا مگر
 پھر بھی اب تک وہ کئی انڈر کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ لڑائی پورے زوروں پر
 تھی ہاں چونکہ سائڈ پر فوج تھی اس نے باہر موجود سرخ افراد کو علم ہی نہ ہوسکا کہ اندر
 کیا ہو رہا ہے۔ ماروا بھی ملے ستون سے بندھا کھڑا تھا۔ وہ بڑی حیرت اور تعجب سے اس
 اچانک لایا بلٹ کو دیکھ رہا تھا۔ چند لمبے پہلے وہ سب ستونوں سے بندھے ہوئے تھے
 مگر چند لمبے بعد وہ سب ان پر پل پڑے تھے۔ ماروا سمجھ گیا کہ ان سب نے اپنے ہاتھ پہلے
 سے ہی کھول رکھے تھے۔ لیکن وہ عمران کو دیکھ چکا تھا۔ جس نے نہ موت اپنے ہاتھ کھول
 نے تھے لیکن اس نے ان کے ہاتھ بھی کھول دیئے تھے۔ کرنل فرمیدا۔ اور عمران برابر پرکشت
 کر رہے تھے۔ کہ کسی طرح وہ مادام پر تھینہ کر میں کیونکہ مادام پر جس کا بھی تھینہ ہوتا
 وہ اس خفیہ انعام کا حقدار سمجھا جاتا مگر مادام کے آدمی بھی انہیں فرصت نہیں دے رہے
 تھے چونکہ ال میں ان کی قوت اور کافی سے زیادہ تھی اس لئے اتنے آدمی مرنے کے باوجود
 ابھی تک وہ مادام تک نہ پہنچ سکے تھے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی
 اور پھر وہ تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھتی چلی گئی جہر سے وہ اندر داخل ہوئی تھی مگر
 اس خلسے کے قریب بھی سیرٹ مرسوس کے برہنہ رہے تھے۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان
 میں سے کسی کی ندیں آجائے۔ ماروا نے جب مادام کو یوں فرار ہوتے دیکھا تو اس کے
 من میں الگ الگ گئی اس نے اپنے ہاتھ آزاد کئے اور پھر لڑائی سے بچتا ہوا تیزی
 سے مادام کی طرف بڑھنے لگا پھر بھی وہ مادام کے قریب پہنچا مادام جب تک کہ خلا میں
 سے گزرتی چلی گئی۔ اور لڑائی میں مصروف کوئی بھی آدمی اسے چیک نہ کر سکا مگر ماروا نے

کی طرح اس کے پیچھے تھا اس نے ایک پھلانگ لگائی اور دو سسٹم دے بھی خلا پار کر چکا
 اب ال میں ماروا تک کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں شاید عمران میں سے کسی کی سٹین
 گن چلانے کا موقع مل گیا تھا خلا کے دوسری طرف ایک ماہیاری تھی اور مادام تیزی سے
 اس میں بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ ماروا کے پیروں میں بجلی کی کھڑکی آگئی وہ مادام
 کو کسی کمرے میں داخل ہونے سے پہلے پکڑ لینا چاہتا تھا۔ ماہیاری خاصی لمبی تھی اور ماروا
 اور مادام کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ ہوتا جا رہا تھا۔ اب ماروا مادام سے صرف پندرہ قدم کے
 فاصلے پر تھا پھر اچانک ماروا نے مادام کو پکڑنے کے لئے اس پر پھلانگ لگائی اور
 مادام تیزی سے غراب سے تیزی دروازے میں گھس گئی اور ماروا جو پھلانگ لگا چکا تھا منہ
 کے بل پچھنے فرش پر گھٹا چلا گیا گوا نے خاصی چوٹیں مچی تھیں مگر وہ تیزی سے اٹھا
 پھر بھاگ کر وہ اس دروازے پر آیا مگر دروازہ بند ہو چکا تھا مادام کی پچھلی کی طرح اس
 کے اہتوں سے پھسل گئی تھی۔ اس نے جنہن کے عام میں دروازے سے ٹکرائی مانی شہر
 کیس مگر دروازہ خاموش رہا تھا دور سے ابھی تک فائرنگ اور پھینک کی آوازیں آرہی
 تھیں لڑائی ابھی زوروں پر تھی۔ ماروا جانتا تھا کہ اگر ماروا کو تھوڑا سا بھی موقع مل گیا تو
 پھر نہ ہی کرنل بچ کر یہاں سے جا سکے گا۔ اور نہ ہی عمران اور اس کے ساتھی۔ چنانچہ وہ
 بھاگ کر گیلی کی دوسری دیوار تک گیا اور پھر اس نے پوری قوت سے جاگ کر دروازے پر
 اپنے کندھے کی ٹکڑی مار دی دروازہ چرچر ایا ضرور گر کھلا نہیں پھر تو ماروا پر دشت سوار ہو
 گئی۔ اس نے بھاگ بھاگ کر مسلسل دروازے پر ٹکریں مانی شہر کے دریں تو بیا تو چھٹی پرکشت
 پر دروازے کا لالک ٹوٹ گیا اور وہ دھڑام سے اندر جا گر۔ ایک چوڑا سا کمرہ تھا جو خلا
 تھا۔ ماروا تیزی سے اٹھا اور پھر بھاگتا ہوا سامنے والے دروازے سے گزرتا چلا گیا۔ بالک

پیشی اور پھر مارو پڑا داتا چلا گیا۔ تیسری گولی بھی مادام کے جسم میں گھس گئی مگر چوتھی گولی کے وقت مارو کی انگلی جواب دے گئی۔ اور اس کے داغ میں ایک دم تک چھا نہی۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اور اس کی روح دنیا کا نفس توڑ کر اپنے نکلی آئی۔ مارو اپنا انتقام سے چکا تھا جس سے کہیں اس نے شادی کر کے کامیاب ترین انسان بننے کے خواب دیکھے تھے آج وہ بھی اس کے انتہوں موت کا شکار ہو گیا اور اسے بھی اپنے ساتھ دین گیا۔ تین گویں کھا کر مادام نریش پر آگزی مگر ابھی تک اس کے جسم میں جات موجود تھی اس نے ایک لمحے کے آنکھیں کھول کر مردہ مارو کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر کڑختی مسکراہٹ دکھائی۔ اس نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی حالت لمحہ بھر خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اتنے میں راجداری بھگتے ہوئے تھوں کی آوازوں سے گونج اٹھی اور آواز قریب سے قریب تر ہوتی چلی آ رہی تھی۔ مادام کے ہونٹ ہچکچاتے اور پھر وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھی ہو گئی اس کے دونوں ہاتھ شین پر جم گئے جس میں ایک ہڈی سا ہینڈل لگا ہوا تھا اسی وقت چھوٹے کمرے میں تھوں کی آوازیں ابھریں اور وہ آوازیں برس برس تک بڑھ آئیں کرنی فریدی اور عمران سب سے آگے تھے عمران کے ایک بازو سے خون بہہ رہا تھا اور جسم پر پرٹوں کے نشانات تھے۔ کرنی فریدی کا جسم بھی چوڑوں سے پڑ تھا۔

موت۔ تم یہاں سے ز۔ ذہ نہیں باؤگے۔ مادام نے انہیں دیکھ کر ڈرتے چھوٹے

لغظوں میں کہا۔

عمران اور کرنی فریدی تیزی سے اس کی طرف بھاگے مگر اس کے دونوں ہاتھ ہینڈل پر جم چکے تھے اور اسی لمحے ایک جھٹکا کھا کر وہ گری اور اس کی روح تنفس مفری سے پڑا۔ کرنی فریدی

خامد بڑا کمرہ تھا جس میں بیٹیاں رشتیں لگی ہوئی تھیں۔ اور مادام ایک مشین پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے ہی مارو امد داخل ہوا وہ تیزی سے مڑی اس کے آنکھوں میں مارو کی جگہ رہا تھا مگر مارو نے خوش مزین کے عالم میں ریلا لور کی قلمی پیراؤہ نہ کی اور مادام پر چھلانگ لگادی مادام نے ڈرگ دیا گولی سیدھی مارو کے سینے میں گھسی چلی گئی مارو نے ایک جھٹکا توڑ دیا کھایا مگر وہ دکانیں اور سیدھا مادام پر کپڑا مادام کو دوسری گولی چلانے کا موقع بھی نہ ملا کہ وہ مادام کو دیکھتا دیکھتا شین پر جاگرا۔ مادام نے تیزی سے تھلا بازی کھائی مگر مارو نے اس کا پیر پکڑ لیا اور مادام سر کے بل فرش پر جا گری مارو اور اس کے ہاتھ سے پھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔ مارو کے داغ میں اب اندھیرے چھانے لگے تھے۔ اس کے ہاتھ سے مادام کا پیر پھوٹ گیا گولی شاکہ کاری کی تھی۔ گوا اس وقت مارو جوش میں آگے بڑھ آیا تھا مگر اب موت تیزی سے اس پر اپنے پنجے گاڑتی چلی جا رہی تھی۔ اور مارو جھٹکا کھا کر فرش پر گر گیا۔ وہ ریلا لور کے اوپر جا گرا تھا۔ مادام آزاد ہوتے ہی تیزی سے ایک آدھین کی طرف بڑھی ہی تھی۔ مگر مارو نے آخری بار اپنے حواس جمع کئے اور پھر اس نے کمرے سے بدلی کر دیو اور اٹھایا اس کا ہاتھ کا پڑا تھا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھتا جا رہا تھا اب شین کے پاس جاتی ہوئی مادام اسے دھندلی نظر آ رہی تھی۔ اور پھر مارو نے ہاتھ سیدھا کر کے ڈرگ دیا ایک دھماکا ہوا اور گولی شین کی طرف جاتی ہوئی مادام کی کمرے میں سوراخ کر گئی۔ مادام جھٹکا کھا کر شین پر جا گری جس طرح چراغ کی لو بجھنے سے پہلے آخری بار پھٹکتی ہے۔ اس طرح مارو کو ایک دم میں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بجلی کی رود دوڑ گئی ہو اس کی آنکھوں میں چھانے والا اندھیرا ایک دم چھپ گیا تھا چنانچہ اسی لمحے اس نے ایک بار پھر ڈرگ دیا۔ دوسری گولی سیدھی ہوئی مادام کے پہلو پر

اس کے ہاتھ ابھی تک ہینڈل پر مضبوطی سے جے ہوئے تھے اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرا اس کے ذہن کی وجہ سے ہینڈل بھی نیچے ہو گیا۔ دوسرے نے ایک دھماکہ مچا اور مشین اڑ گئی۔ کرنل فریدی اور عمران تیزی سے واپس مڑے۔

”بھاگو یہ ڈائناسٹ لٹا ہے ابھی پورا ہیٹ کو اڑا دیا جائے گا۔“ کرنل فریدی نے تیز پیس میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔

ہال میں لڑائی کے دوران ایک لمبا ایسا بھی کیا کہ ایک مجرم نے فریدی پر نافر کر دیا فریدی کی اس طرف پشیمانی چنا پڑ فریدی کی موت اٹل ہو چکی تھی مگر عمران قریب ہی مجرم کو فریدی پر نافر کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ چنا پڑ وہ گاڑی کی طرح اپنی جگہ سے اٹھلا اور پھر وہ فریدی کا پشت پرکھی۔ وہ شاید فریدی کو دھکا دے کر اس کی جان بچانا چاہتا تھا مگر دھکے سے وہ خود گاڑی کی زد میں آ گیا اور گاڑی اس کے بازو میں گھسی جلی گئی۔ کیپٹن محمد نے اسی مجرم کو دوران نافر کرنے کا موقع نہ دیا اور اس سے پٹ پٹا کرنل فریدی کو جیسے ہی احساس ہوا وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس نے نیچے گرتے ہوئے سڑک کو سمیٹا لیا۔

”عمران۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔“ کرنل فریدی کے پیسے میں شہریشہ کرتا تھا واقعی عمران نے اپنی جان پر لکھ لیا کہ فریدی کی جان بچائی تھی اب یہ کوئی نعمت تھی۔ کہ گاڑی عمران کے سینے میں لگنے کی بجائے اس کے بازو پر لگی تھی۔

”کوئی بات نہیں فریدی صاحب میری زندگی اتنی قیمتی نہیں ایک ٹوکھ کام سمیٹا لے سکتا ہے مگر آپ۔“ عمران نے بازو پر دھکے دے کر یہ کہہ کر اس کے بازو پر زبردستی مسکراہٹ تھی اور

کرنل فریدی نے وہیں لڑائی میں اسے گلے سے لگایا۔

”میں عمران تم ہی تم ہی ہوں اس پوری دنیا کے لئے قیمتی سرمایہ ہو۔“ کرنل فریدی نے جذبات سے پڑ بے میں کہا۔

”کرنل صاحب! مادام کی ٹوکریں مادام بھاگ گئی ہیں۔ اگر اس نے ہال کے دروازے کو مل دیتے تو ہم میں سے ایک جگہ زندہ نہ بچ سکتا۔“

”ادھ ہاں۔“ کرنل فریدی نے کہا اور وہ پھر عمران کا ہاتھ پکڑ کر خفا کی طرف دوڑنے لگے۔ اب ہال میں چند ہی مجرم رہ گئے تھے

تھا۔ جنہیں سیکرٹریس کے مہمان سنبھال رہے تھے چنانچہ کرنل فریدی عمران کی پیشینہ ٹھیک اور کیپٹن حمید تیزی سے خفا کی طرف دوڑے اور پھر راہداری میں بھاگتے ہوئے وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ جہاں ان سے پہلے راہروانی جان کا نذرانہ دے کر ایوانم کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا واقعی اگر مارلو مادام کا بیچھا کرتے ہوئے وہاں نہ پہنچتا تو کون مذہب مک نذہ نہ ہوتا انہوں نے مادام کو ڈائنامیٹ کا ہینڈل دبانے سے روکنے کی کوشش کی مگر ہینڈل دب چکا تھا اور اب پورے ہیڈ کو مار ٹکی تباہی لازمی امر بن چکی تھی مادام مرتے مرتے سہو گزل کے ساتھ ساتھ ان کی موت کا سامان بھی کر گئی تھی۔

چنانچہ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے راہداری میں آئے تو وہ کمرہ پورا تباہ ہو گیا اب راہداری بھی لرزے لگی تھی وہ اپنی پوری قوت سے بھاگتے ہوئے ہال میں پہنچے، اکیٹھے پوری عمارت لرزے لگی اور پھر ہال کے دروازے کھل گئے۔ اور حواس باختہ سپاہی اندر آ گئے وہ سب تیزی سے ٹوکی قوت دوڑ رہے تھے۔

”بھاگ۔ عمارت تباہ ہو رہی ہے۔“ عمران نے پیچ کر اپنے مہمان سے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اہل سے باہر نکل گئے۔ سب سے آخر میں عمران اور کرنل فریدی تھے کرنل فریدی

کا بچا جسم چونکہ ابھی تک عمل طور پر متحکم نہیں ہوا تھا۔ ۲۱) تھے وہ نذرانہ تین تین سے نہیں بھاگ سکتا تھا۔ پھر پل درپلے دھماکے ہونے لگے اور پوری عمارت جینوں اور دھماکوں سے گرجنے لگی سیکرٹریس کے مہمان کافی آگے نکل گئے تھے کراچیاں ایک کمرے سے گزرتے ہوئے عمران کو مینجر پر پڑی ہوئی ٹائیس نظر آئیں وہ ایک ٹھیکے رک گیا شاید اس کا خیال تھا کہ یہ ٹائیس اٹھنا چلتے شاید جیلر کی تفصیلات اس سے مل سکیں کرنل فریدی اس دوران کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹائیس اٹھتا ایک دھماکا ہوا اور کمرہ لرزے لگا۔ عمران نے پوری قوت سے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی مگر وہ ابھی دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکا ہوا اور کمرے کی چھت بیٹھ گئی۔ عمران کے حلق سے ایک پیچ نکلی اور پھر وہ چیخ مچی جس کے برعکس گھنٹی چلی گئی۔ عمران بیٹھے میں دفن ہو چکا تھا کرنل فریدی آگے بڑھتا بڑھتا رک گیا اس نے محسوس کیا کہ عمران کمرے میں دھماکا ہے کمرہ تیزی سے لرز رہا تھا اور کمرے بھی لے عمران کا بلے میں دفن ہونے کا مکمل یقین تھا۔ چنانچہ وہ اسے بچانے کے لئے تیزی سے واپس پلٹ کر کچن کی طرف چل پڑا۔

”کرنل صاحب چھت گر رہی ہے۔ نکل چلو۔“

”ابنیں عمران اندر ہے۔“ فریدی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا
”پھر وہیں عمران کو اپنی جان بچائیں۔“ حمید نے فریدی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا
مگر دوسرے ہی لمحے فریدی کا ایک زوردار پھٹڑ حمید کے چہرے پر پڑا اور حمید پھٹڑا ہوا فرش پر جا کر زندگی میں پہلی بار کرنل فریدی نے حمید کو پھٹڑ مارا تھا۔

”مہم احمق ہو نہیں کیا پتہ عمران کی کیا حیثیت ہے“ فریدی نے دانت پیتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھا اس کی لمحے ایک دھماکا ہوا اور اس کمرے کی چھت بیٹھ

جلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کی بیخ بے میں گھنٹی بجی گئی۔

فریدی جنو نیول کے سے انداز میں مبرا اٹھانے لگا۔ پھر حمید کی اٹھ کر بر جانے میں شامل ہو گیا۔ فریدی کا پتھر آتی قوت سے پڑھا کر حمید کے چہرے پر پانچوں انگلیوں کے نشان ابھر آئے تھے۔ عمران چہرہ دروازے کے قریب ہی تھا۔ اس نے جلد ہی اس کا ہاتھ نظر آگیا اور پھر ان دونوں نے مل کر جلد ہی اسے نکال لیا۔ عمران بیسویں تھا کرنل فریدی نے جھپٹ کر اسے کا ڈھکے پر لا دیا مگر کپٹن حمید نے کھینچ کر عمران کے سر کو فریدی سے لیا اور اپنے کندھے پر ڈال لیا کرنل فریدی حمید کی طرف بھٹک کر مڑا دیا۔ اور وہ دونوں پوری قوت سے آگے دوڑنے لگے۔ اچانک آگے پوری راہداری بیٹھتی جلی گئی۔ صحت آتا معلوم باقی رہ گیا تھا جس کے نیچے وہ تینوں موجود تھے اور وہ بھی کسی لمحے گر نکلتا تھا۔ اسی وقت عمران کو ہرکشت آگیا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور پھر حمید کے کندھے سے اتر آیا۔

”اس طرف۔۔۔ اسی طرف سرگم ہے۔“ عمران نے ایک کونے کی طرف انہیں کیفیتے ہوئے کہا اور پھر وہاں انہیں ایک چھوٹا سا دروازہ مل گیا حمید نے ایک ہی منظر سے دروازہ توڑ دیا اور دوسرے لمحے وہ غریب سے سرگم میں داخل ہو گئے وہی لمحے بقایا سمجھ بھی فریض جوسی ہو گیا۔

وہ تینوں اب بھاگتے ہوئے سرگم میں جا پہنچے تھے۔ جلد ہی وہ اس کے ملنے تک پہنچ گئے۔ مگر ابھی تک کھلا ہوا تھا وہ تینوں اب ڈھانڈھ ڈوس میں تھے ڈھانڈھ ڈوس کا چوکیدار ابھی تک گیٹ پر موجود تھا۔

وہ ان تینوں کو باہر نکلنے دیکھ کر پوچھا گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ فیصلہ کرتا وہ تینوں تیزی سے دوڑتے اور اسے ذیلی کھڑکی سے گزر کر باہر نکل گئے۔

جبلِ دین ترین ہستان کے ایک اپٹیل وارڈ میں بستروں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ عمران کرنل شریک کیپٹن شیکس اور سیکرٹ سروس کے دیگر عمران وہاں موجود تھے تنویر صدیقی اور صفدر خاصے زخمی تھے۔ عمران کے باند کا آپریشن کر کے کوئی نکال لی گئی تھی۔ کرنل فریدی کے سر پر چوٹیاں آئی تھیں ان پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ حمید فریدی کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

کرنل صاحب مجھے انہوں نے۔ کہ آپ کا انعام مارا گیا۔“ عمران نے فریدی کو چہرے پر ہنس بکھڑا کر دیکھ کر انعام تو مجھے مل بھی چکا ہے۔ اور اس سے کہیں زیادہ ملانے جتنا کہ اتوارم مستعدہ نے اعلان کیا تھا۔“

فریدی نے سکرٹے ہوئے کہا۔

وہاں سے کیسے ہوا یہ اندر ہی اندر کوئی سازش ہو گئی انعام تو دراصل مار لو کہ منا چاہیے تھا۔ جس نے ادا م کو کوئی مار کر نہ صرف تنہی کا شکار نہ بھیج دیا بلکہ اس نے

عمران سیریز میں ایک خوفناک اور یادگار ایڈیوچر



بلڈ ہاؤنڈز

★ بلڈ ہاؤنڈز — باچان کی ایک ایسی خوفناک تنظیم جس نے پورے باچان کو اپنی دہشت کے حصار میں لے رکھا تھا۔

★ بلڈ ہاؤنڈز — جس کے مقابلے پر آکر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اپنے جہوں میں دوڑنے والا خون بھی جمہد ہوتا محسوس ہوا۔

★ راجی ٹنگ — بلڈ ہاؤنڈز کا چیف — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان پر اس قدر خوفناک عذاب نازل کیا کہ عمران جیسا آدمی بھی جیسنے پر مجبور ہو گیا۔

★ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان جو بلڈ ہاؤنڈز کا خاتمہ کرتے کرتے خود اپنی موت کو دعوت دے بیٹھے۔

★ باچان جیسے جدید ترین ملک میں جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے شاہی جلاوٹ کے سامنے لا گیا اور پھر شاہی جلاوٹ کا خوفناک کٹاؤ حرکت میں آیا اور دونوں کٹ کر ایک طرف جا گری۔

کس کی گروہ — ؟

★ انتہائی خوفناک اور یادگار ایڈیوچر — جس میں مسلسل ایکٹ کے ساتھ ساتھ عروج پر پہنچا ہوا سسپنس بھی شامل ہے۔ منفرد انداز میں لکھی گئی کہانی۔

یوسف براؤنز پاک گیٹ ملتان

باری جانیں بھی بچائیں — عمران نے تیرت آئے رہے ہیں کہا۔

• ماروئے واقعی اپنی جان کی قربانی دے کر بہت بڑا کام انجام دیا ہے
• ملازم وہ جو ملکر مر چکا ہے اور پھر زندہ اقوام متحدہ کا ملازم تھا اس لئے انعام کی رقم سپیشل ریفٹ برائے ان کے فیصلے کی ہے کوئی گئی ہے۔ تاکہ اس اور سے کوئی تفریق نہ کر پوری دنیا میں جرائم کی تصحیح کی جائے۔ مگر میں جس انعام کا ذکر کر رہا ہوں وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔

فریدی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا

• وہ کیا ہے؟ عمران واقعی حیران تھا کہ آخر کوئی فریدی کو ایسا کون سا انعام مل گیا ہے۔

• تنہا ہی زندگی۔ تنہا ہی زندگی۔ میرے لئے بہت بڑا انعام ہے عمران

فریدی نے جذبات سے پرتے ہوئے کہا۔

اور حمید پتھر کی چٹان سے محبت کا چہرہ ابلتے دیکھ کر خدا کی قدرت کا قائل ہوتا

جا رہا تھا۔

• اچھی چھوڑیے فریدی صاحب کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ ویسے ایک بات

تبادلوں اگر آپ جیسیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں تو میری مٹی بھی اس سے زیادہ

ڈھیلیٹ ہے۔ عمران نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔ اور پھر دونوں کے

مشرق کے تہقہوں سے کمرہ گونجا تھا۔

ختم شد